



DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 100.746.1 162416

Author 1.0.0.0.0.0.0

Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped
below. An overdue charge of Six p. will be charged for each day
the book is kept overtime

0111, 3 M.B., 1
148 N13

F.A.B.

ناول

ہنگامہ عشق

یعنی

ایک نہایت دلچسپ و نفیس انگریزی ناول پاسٹورا کا ترجمہ

جسمین

دواہل خاندانوں کے حیرت انگیز واقعات کے ساتھ
سچے عشق کے جذبات اور ایک راہزن پر فطرت
لیڈی کے کارنامے نہایت خوبی سے دکھائے گئے ہیں

مترجمہ بھارگو

بار دوم

باہتمام پبلیشرز منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی فکشن و واقع لکھنؤ میں چھپا

۱۹۱۳ء

یہ ناول کل نامی کتب فروشوں سے مل سکتا ہے۔ جبرحق مھتوڑ میں فی جلد ۱۱

مہ ۷

اطلاعیہ۔ اس طبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست
مطلوب ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے مسائل و ملاحظہ سے شائقین اعلیٰ حالات
کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پچ کے تین صفحوں پر ماسدہ
ہیں انہیں بعض کتب ناول مرعوب دل نادر کی دین کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی
ادبی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر و افزون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۶	عقل کے کرتے۔	۸	کتب ناول مرعوب دل اردو
۱۰	رخسار حسینہ۔	۸	شعیرہ
۴	شاہراہ کامیابی۔	۸	عمار و نکاح عیار
۸	وکیب۔ حصہ اول۔	۸	مار گریٹ۔
۸	ایضاً۔ حصہ دوم۔	۱۲	وقائع نادری۔
۱۲	بہشت بریں۔	۸	خوش نصیب۔
۱۲	دربار اودھ۔ کامل۔	۱۳	لال پستان۔
۱۲	اسرار حسن۔	۱۲	ناشاد۔
۸	احسن الذین۔	۱۲	ہم خرماد ہم ثواب۔
۸	مئی و مہن۔	۶	نئی نوبلی۔
۱۳	دلہ وز۔	۶	حرمان خانم۔
۱۳	ناول زن مرید۔	۶	طلوید کی پلا بندر کے سر۔
۱۳	فساد و دو جہان۔	۸	غریب شیرنگ۔
۱۳	بنگالی دلہن۔ ناول و بوی	۱۲	طلسم ناریج۔
۱۳	چودھرائی بابو یکم چند رچتری کا ترجمہ	۱۲	روح نایاب۔
۱۳	مترجمہ منشی جوالا پرشاد صاحب	۸	کارزار صلیبیہ۔
۱۲	برقی۔ بی۔ ایس۔ سبج۔	۸	بلک العزیز و جہا۔
۸	مستشرق فرنگ۔ مؤلفہ بابو	۸	غلط فہمی۔
۸	جوالا پرشاد صاحب۔	۸	شام جوانی۔

ہنگامہ عشق
۱۰۳۰
نئے



پاسٹور

پہلا باب

باول نے لمبے بزرگ راجے تھے بجلی دم دم پر
جک ہم ہی تھی موسلا دھار مینہ زور سے پڑنا
تھا اور سار لوکی تنگ اور ڈھاگو گیون کی کیفیت
تھی کہ ہر گلی سے ایک طرفان اٹھتا ہوا نظر آتا
تھا رات نہایت تیرہ و تار تھی ایلن بجلی کی توتوہ جک
سے قرب کے ایسی ناخوش اور فاصلہ کے
و سوئس بپار کا سیاہ خاکہ نظر آتا تھا ایک
تو باول کی گرت۔ بجلی کی جک اور بانی کی حرکت
سے ہر شخص کی جان عذاب میں جھنسی ہوئی تھی دوسرا
اس کو انش نشان کا منظر نہایت ہتیک تھا۔
ہر طرف تاریکی کا عالم تھا ان شاہی محلوں اور
شاہدار کوٹھیں تک سے جو سار لوکی تنگ گیون
کے ہر دو جانب استادہ عقین شکل سے کوئی
لب لکشن نظر آتا تھا اور انسان لی انسان ہر
جاندار مخلوق کی ہی دعا تھی کہ خدا اس طرفان سے
نجات دے۔
راستہ میں کوئی راگیر جلتا ہوا نظر نہیں آتا تھا
آخر ایک شخص شہر کی خاص جگہ کے کنارے کھارے
قری تھا جاتا ہوا نظر آیا۔

یہ ایک قوی الجسہ بلند قامت شخص تھا جو بارش سے
محفوظ رہنے کے لیے ایک بھاری سیاہ چھ
ہنے اس کا تمام جسم ڈھک رکھا تھا پہنے ہوئے تھا
اور بانی کی بوجھا سے سر جھکائے ہوئے جا رہا تھا
اس کی چال سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ بڑا جڑی ہر
ہے اور جنگ وجدل کا عادی ہر اور خواہ بات
کبھی سی تار یک یا خطرناک ہو مگر اس کو ڈھلین
سے نہ ہایت خاموشی سے قدم رکھتا ہوا
تھا کہ اسے شاہزادہ کی چھائی پر پرچہ ڈال دینا
تو کرنا شروع کیا مگر وہ مشکل سے دوسری جانب
پہنچا جو گا کہ تین مسلح آدمی ایک پرانے محل کے
پچھے سے جہان دو چھپے ہوئے بیٹھے تھے اسکی
طرف بچھے اور اُس پر ایک خوفناک طریقے سے
حمل کیا۔

حالانکہ جہنی پر اس قدر اچانک حمل ہوا کہ وہ اس
بجاسے اور اسے ہمت نہ رہی برعکس اس کے
وہ فوراً پیچھے ہٹا اور دیوار کے زانو پر اس طریقے
سے کھڑا ہو گیا کہ صرف اسکے دہنے رخ پر منبوی
آدمیوں کے تھپاروں کی گزرب سکتی تھی۔
اسکے بعد اسے نہ جلتی سے چٹا چھٹا سا روٹا

دو لکھ ایک پر حملہ کرتے ہوئے
یہ کہہ کر اسے قاتلون بڑا کر خنجر شروع کیا اور ہتھکڑیاں
دار کیے کہ انکو بھاگتے ہی بن لڑی اور بجلی کی جھپک
میں معلوم ہوا کہ وہ اپنے زخمی ساتھی کو ہراہ لیے
بل کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔
محافظ - چیخاں اتفاق تھا کہ میں پہر بچا کیسے
چوڑے تو نہیں لگی۔

اجنبی - تلوار کو میان میں کھ کر اور خنجر میں کبھی
منہ میں۔ آپ کی غناہت سے ذرا بھی چوڑے نہیں
بلکہ میں نے ایک بد معاش کو ایسا مارا دیا کہ وہ کتا بھاگا
میری تلوار اس کے کندھ کی پٹی تک کاٹی ہوئی
کل گئی۔

وہ مینڈ میں کچھ دور تک باتیں کرتے ہوئے چلے گئے
اور اب ایک محل کے بھاگ پر پہنچے جس کے اوپر
ایک لالٹین تھوڑا سا مینڈ میں تھا یہی تھی عیساں اجنبی نے
اپنے محافظ کی صورت دیکھی۔

یہ شخص ایک بڑا لمبا چمڑا جواں تھا۔ وہ ایک لالٹین
لے کر دار لڑی میں سے ہونے لگا اور اس کا بدن ایک

پتھر سے ہونے لگے اپنے خنجر سے جیسا اس نے یاد کے
بقیہ بنا کرتے تھے ڈھکا ہوا تھا لیکن جبے جوا

نے اسے پھٹے ہوئے خنجر کو اس کے سینے سے
بد کیا تو اس کی خنجر و لٹ کوٹ میں ایک خنجر کا حیرت بخش

نظر پڑا اور اس کی صورت سے ظاہر ہوا کہ وہ فقیر نہیں بلکہ
بقیہ کے بھیس میں ہے۔ ہر نوع جینے کے سبب کھڑے

ہونے تھے تو جی کو یہ خیال ہوا اور اس نے اپنے محافظ کو نوک

از رکھی بھاری سے کو اپنی نجات میں بحال کیا۔ بھاگے
رکھ کر اپنی جیتی نکال لی اور ایک چوڑا پتھر بھاگے
کی طرح اپنے نامعلوم دشمنوں کے حیلے جواب دیا
قاتلون میں سے ایک شخص نے جو سب سے لمبا
تھا اپنی تلوار کی نوک سے اجنبی کو لایا اور در
سے چلا کر بولا کہ کیا رٹو میں رہا ہوا ہے کہ ہاتھ پٹا ہوا
تم اس کا پیچھے چھانی کر دو۔

اجنبی نے ایک بد معاش کے آہن در سے لٹی چوڑے
دی کہ وہ کہتا ہوا ہے کچھ ہٹ گیا اگر باقی دونوں
برابر وار کرتے رہے۔

اجنبی - ہاں یہ کون!
اسی وقت محل کی جگہ اور خنجر نے اب دوسرے
کو اس کی ریختی میں دیکھا۔

اجنبی - (بہادرانہ طریقے سے رٹے ہوئے)۔
اجنبی - مارا تو رہا۔ مگر چور دیکھ لی تمھارے مالک کی
بہادری۔ اسی کا نام دوسل ہے۔ خود تو عورتوں
کی طرح چھب کر بیٹھا ہوا اور کہو کہ مٹو ملو بھیجے
لے۔ کینے چھو بھی مزہ چکھاتا ہوں۔

اس نے اس مرتبہ سب سے جیسر اور لمبے قاتل پر اس
زور سے حملہ کیا کہ وہ اس کی فتور اور کھنجر کا

اس کے دوسرے ساتھی نے اجنبی کو ایسا ہرا دیا کہ
اس کو مجبور ہو کر دیوار کے کونے میں پٹا پڑا اور چلا گیا۔

پتھر مارا اور جانا تھا مگر اپنے دشمنوں کو ہرا کر لے گیا
اتنے میں ایک اور شخص قریب کے مکان سے

نکل آیا اور لکڑی رٹو لایا۔ بڑو۔ یہ کیا بد معاشی ہے

سے دیکھ کر کہا۔

اجنبی - شفیع من میں تمہاری غنائت کا بہت شکوکہ
ہوں۔ ہر چند کہ میں تم کو اس فیروز بخش میں میں
بہچان سکتا لیکن تمہاری شیریں آواز سے جھکوں
معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کہیں کبھی نہیں ہے۔

محافظ نے اس تقریر کا صحت یہ جواب دیا کہ اپنی
ادبچی ٹوپی اتار لی اور اپنی برائے صورت
بشرے اور بڑے سر سے روشن چوڑا کپڑی
اس کا غنواں شہاب ہے اس کے تم کھائے
بولے بال تار کی رات کی طرح سیاہ تھے اور
اسکی گردن تک لٹک رہے تھے کہ میں ایک
دوسرے بال بھی تھے جسے اسکی صورت میں اور
زیادہ رعب پیدا ہو گیا تھا۔ اسکا چہرہ پرا اور
بھرا ہوا تھا اور سیاہ مریچیں اور تھنی دانتی
تھی۔ انکی آنکھیں بھی بڑی خوبصورت تھیں اور انہیں
اسکی نہم فرماست چوہا تھی۔

اجنبی (دعائیت خوشی سے) بھلا آپ کے لئے کیا
مقتا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی زیارت پر نصیب ہوئی۔
میں آپکی شہادت کا حد درجہ شکر دار ہوں لیکن
میں میں جانتا کہ کچھ سن روض سے بکدوش ہو گا کہ تع
حاصل ہوگا۔

محافظ نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی ٹوپی پہن لی
اجنبی (ہنسکر) وہ دانا جیسا کہ میں ہوں آپ ہی میں
جس کو انجے قوی باز دے چکے ہیں یہ بڑی کی توار ہے
ورہ گناہ میں بایا تھا اور میرے خون کو دیکھ کر وہ گم ہوا

کوہ اکو لو پر چڑھائے گئے تھے۔ کیا میں آپ کی
اپنے نیک محافظ کا نام جاننے سے محروم ہو گیا
جاؤں گا۔

محافظ - کوٹ دسترونگو کا کچھ خوشی ہو گی لیکن
میرا زم حد سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ میری ان غلطی
کے مسئلے میں یہ فرمائیے کہ اس تیرہ دنوں میں
میں آپ کو ان تشریف لیے جاتے ہیں۔

اجنبی پہلے تو کچھ جھجکا۔ لیکن اس بات پر ہر مند
ہو کر کہ میں نے اپنے محافظ پر کیونکر کیا انکار

طور پر جواب دیا
اجنبی میں اپنے دشمن ڈیوگ آت اما فی
ڈویل رٹنے کے لیے پتہ کج کا ناموں۔

محافظ - پتہ تو یہاں کے بہت دور ہے کہ
کہ بار دیں ہوگا۔

اجنبی - جی ہاں۔ یہ تو مجھ کو معلوم ہے مگر میرا گھوڑا
بڑھے گا تو کی سراسر میں کھڑا ہوا ہے۔ اب
بارش بھی کم ہو گئی ہے میں پھر سوار ہو کر نہایت
خندہ دلی سے چلا جاؤں گا۔

محافظ - کوٹ دسترو - ایک ہی وقت کا بھی
کہنا مانو۔ آج رات چہرے کو نہ جاؤ۔

اجنبی - کیونکہ صاب - کیا ہر ہے۔

محافظ - تم کو معلوم نہیں ہے کہ جو ان ڈیوگ آت اما فی
کیسا دغا باز ہے۔ وہ مجھ کو ہمت دھکا دے گا جب تک بالکل نہیں
ہو سکے۔ اسنے تیرے اسی کوئی کرانے کیلئے خود آ رہا۔ یہ
ہر حال میں بھی ہر حال کا تھا اسی کے مقرر کیے ہوئے تھے

گو جو۔ کوٹ سے ہمنور۔ میں اپنے ساتھیوں
کو بلواتا ہوں۔

وہ ساتھیوں کو بلانے کے لیے چلا گیا۔

جب وینزولے اپنا بھاری چھتا نارڈال اور اپنی
ٹوٹی آتش دان کے سامنے خشک کرنے کے لیے لٹا کر دی

تو وہ اس وقت ایسا بھار اور خوبصورت نظر آتا تھا
کہ دیکھنے سے آنکھیں شاد ہوتی تھیں۔ اس کے سر

اور ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال ہلکے تھیں۔ رنگ
کے تھے اور ایسے ٹام ٹم سے کرشم کرشم کرتے

تھے۔ مالا مالا اس کے چہرے پر سکس قوم کی بعض صفاتی
تھی مگر وہ دراصل اٹالیا کی قوم کا معلوم ہوتا تھا

اور اس کے بستر سے لٹا ہوا دلی ہو کر رہتا تھا۔
شکایت تھی۔ اس کی پیشانی چند ان اور بھی تھی لیکن

جوڑی اور خوبصورت تھی۔ اس کی آنکھیں اب اس
نیپلس کی طرح بنی تھیں اور بڑی اور روشن

تھیں اس کا سر نہایت سڈ والا اور ہاتھ اور گل
اعضا خوبصورت اور مناسب تھے اس کے ایک ہاتھ

کی چھوٹی انگلی میں ہیرے کا ایک انگوٹھی تھی اور
وہ اپنے زمانہ کے طیشی کپتانوں کی پوشاک میں

تھیں کیے ہوئے تھا وہ اس وقت سواری کے بھاری
چوڑے جھینڈے کی مہین میں تھی اور وہ تھیں تھیں

اور اٹالیا کی ٹائٹ (ریا اور دن کا ایک طبقہ) کی
اطالائی ذخیراتی گردن میں ڈالے ہوئے تھا اس کی

انگوٹھیں سنسنی سے تھیں شکار تھا جھین اس کی ہتھی اور
تھوڑا لنگ رہی تھی۔

اجنبی اور غور کر کے۔ یہ آپ نے سچ فرمایا۔ مگر
میں وعدہ کر چکا ہوں اس لیے مجھ پر ہون اس نے

سچی میری طرح کہی اس نے کی قسم کھائی تھی دیکھو
اس کو اپنی آبرو کا کچھ خیال ہے یا نہیں صرف اسے

نیپلس کے روبرو بڑی ڈینک ہانکتا تھا۔
محافظہ دیکھو میری سے پیار سے کوٹ اس کو

برائے نام بھی اپنی عزت کا پاس نہیں ہے مگر چونکہ
تم زبان دے چکے ہو اس لیے مگر دیکھا ہے چلوں

بھی تھا اسے ساتھ کو تو کی سر اسے چلوں گا۔
وہ سنسنی لگی کے کنارے کنارے حاکم تھی سے

روانہ ہوئے آخر ایک چھوٹی سر اسے میں داخل
ہوئے جہاں اجنبی یعنی کوٹ آت و سنسنی دے

مالک سر اسے کو بلایا تھا۔
مالک سر اسے ایک طرف بڑھا آدمی تھا اس نے

کوٹ وینزولے کی آواز سننے ہی کو ٹھہری کے دروازے
کھول دیے اور ایک موہتی لیے ہوئے باہر

آیا۔
کوٹ۔ گو جو گھوڑا اتار پتہ با نہیں۔

بڑھے گوبنے ان دونوں کو اپنے ہمراہ لیا اور
ایک کو ٹھہری میں لگا کر بٹھایا۔ اس کو ٹھہری

میں ایک آہنی سپ لٹک رہا تھا جس کی دھندلہ روشنی
میں محفوظ نے گو جو کو ایک پوشیدہ ہتھ مارا اور

چونکہ کوٹ آن وینزولے اپنے ترک پڑوں کو اتار کر
لٹکے اور خشک کپڑے پہنے میں مصروف تھا اس لیے

اس کو خبر نہ ہوئی کہ اس کے محافظ نے کو بوسہ کیا کیا۔

نامعلوم محافظ جس صورت سے آیا تھا اسی طرت
بیچارہ۔ نہ اسنے اپنی ٹوپی اتار کر رکھی اور نہ
اپنے پٹے ہسٹے پٹے کو غلطہ کیا بلکہ ایک
پر خیدہ چمڑے سے اس پر اس سپاہی کی بہادری
صورت کو دیکھتا رہا۔

محافظ۔ کیوں صاحب۔ ڈر کر آؤ اٹھو یہ
سننے کا کیا وقت مقرر ہو ہے۔

کوئٹہ۔ وہ میری بیعتی سے اپنے گرد دیکھ کر
لفٹ خست۔

محافظ۔ اچھی بہت وقت ہے شکل ہے
ساتھ دس بجے ہو گئے اور آپ کے صدارت
گھوڑے کی تاب جن بن سنائی دیتی ہے۔ آپ
بہار کی درے کے سہل راستے سے چشم کو
نہ جائیں بلکہ میرا کھانا میں اور شاہراہ سے
تشریف لیجا رہی۔

کوئٹہ۔ آپ کی نصیحت میرے سرنگھوں پر
سے میں شاہراہ ہی سے جاؤنگے۔

محافظ۔ شاہنشاہ کا شرک پر چڑھاؤ تو یہ
ہو اسے دکھا دینا پھر تھار کوئی چھ نہیں کر سکا۔

اسے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی سے ایک عجیب
وضع کی انگوٹھی نکالی اور کوئٹہ آؤ دسز کے
ندو کی کوئٹہ نے بالکل انگوٹھی ملے لی اور
جواب دینے ہی کو تھا کہ محافظ نے پھر کہا۔

محافظ۔ لیجئے گو بوجھی آگیا اور سب سامان تیار
ہے آپ تشریف لیجا میں اب پھر کبھی ملین گے۔

وہ جلدی سے ہوٹل کے خاص بھاٹک پر آیا اور
دروازے بند کر لیے اور دسز کو گھوڑے کی
تاب جن سنائی دیں۔ اسنے میں کو بوجھی داخل
اور اسنے اپنی ٹوپی لیکر اور پٹے کو مضبوط کسکر
اپنے جانے کی تیاریاں کیں۔

جس وقت دسز نے اپنے رہوار صاف قرار پر سوار ہوا
تو پڑھ گھونٹے جھانک سلام کیا اور دعا دی کہ

خدا آپ کو جلد اپنی منزل مقصود پر پہنچائے۔
وہ دسز کو بوجھی میں تھا اسلئے ادا کر تاہیں

لیکن یاد رکھنا کہ اگر کوئی جھکو بوجھے تو کہہ دینا کہ
میں اسکو دہشتے سے نہیں دیکھا ہے

دسز نے یہ الوداعی ہدایت کر کے اپنے گھوڑے
کو خیر کر دیا اور صحن کے دروازے سے نکل کر

سیستان گلی کے کنارے کھارے روانہ ہوا
اور جلدی سے صید کر کے ہوا رشک پر آگیا۔

اس وقت گرما گھر کے کھٹے سے گیارہ بج رہے
تھے اور خندہ ہوا چل رہی تھی لیکن تاج سے نکلے

پوٹے تھے اور راستہ صاف تھا۔
دسز نے اپنے ہاتھ بڑھا کر اپنے خوشنما

گھوڑے کی گردن پر تھیکسی دی اور وہ اور
زیادہ تیز ہو گیا۔ خوبصورت جانور برکت کی طرح

سفید تھا اور اسکی صورت و شکل اور رفتار و انداز
سے ظاہر تھا کہ وہ بڑا اصل گھوڑا ہے۔ سلام

ہوتا تھا کہ وہ اپنے مالک کا ہاتھ جو بی بیجان
ہے اور برکت اٹھنے اپنے مالک کے ہاتھ کو اپنی ٹوٹی

ہوئی دیال پر عجب کیا تو یہ نگار لطیفان بہت سے جھنپایا
یہ ملک نصف دور تک چٹائی اور بران تھا لیکن
موضع بیٹی بھلیکی ایک گلی اور دریا ملی کرنے کے
بعد راستہ صاف تھا اور جو ارادہ رکھوں
کے ہوا رکیت سفید چاندنی سی شرک کے ہر در
بانہ استارہ تھے۔

وسنہ کو اس وقت سوار کو کوں کے اور کسی کا خیال
نہ تھا تو جہاں تھی کہ وہ ان آدم قد اوبھے
سبز کھیتوں میں اکثر چھپے رہتے تھے۔ اور چونکہ
اسکو دلت پریشم ہونے کی فکر تھی اسلئے اسنے
اس نامہوار ٹرک پر زیادہ تیزی سے چلنا
شروع کیا۔ لیکن گھوٹوں کے کھیتوں میں گل سے
اوپر سے کوس طو کے ہو گئے کہ کسی نے ایک تیز
آواز میں پکارا "ٹھہرو"۔

وسنہ کو ٹھہرا دیکھا نام تسلیم تھا کیا کیلنگ گیا اور
ایک درجن تیار بند اس کے روبرو اس طرح مگر
کھڑے ہو گئے گویا جا دو سے اگئے ہوں اور
انھوں نے اس کے مالک کی طرف اپنی کاربندوں کے
ترج کر دیے۔

وسنہ کو (تو اس سے اونچا کر کے) دور پہنچو
وہ یہ کہ اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے والا ہی تھا اور
مہرز بارڈالاجا تا لیکن اس گروہ کے کپتان کو ہونو
کی عجیب و غریب انگوٹھی جو اسکو اسکے نامعلوم تھا
نے دی تھی چلتی ہوئی نظر پڑی اسنے اسے
ساتھ ہیوں کو اس انگارے سے وسنہ کو پر حملہ کرنے

سے روکا کہ انھوں نے اپنی کاربندین بھی کر لیں
اور وسنہ کو نے بھی اپنی تلوار بھی کر لی اور اپنے
شاہانہ ارادے سے باز رہا۔

کپتان کہوں صاحب یہ انگوٹھی جو آپ اپنے
رہنے یا تھکی انگلی میں پہنے ہوئے ہیں آپ کو
کسے دی۔

اس وقت وسنہ کی توجہ پہلی تہاں انگوٹھی کی طرف
مائل ہوئی اور اسنے کہا "یہ انگوٹھی ایک نامعلوم
کی عطیہ ہے ابھی ایک ٹھنڈے ہوا وہ جگہ ایک غیر
کے عیس بن سالر کی گھوٹوں میں ملا تھا۔
کپتان رعافت کچھ گاہنے آپ کو میکارو کا
آپ ہمارے بڑے کپتان کے معتمد ہیں لیکن
ہکو خبر تھی اسوجہ سے ہم سے یہ گستاخی ہوئی
دنیا ہماری مخالف ہے اور ہم دنیا کے مخالف ہیں
اور یہی سبب ہے کہ ہم کو ان ناموائی ایام میں نیک
وہ کی زیادہ تیز نہیں ہے۔ وسنہ کو نے بھی
خلیقانہ طرز سے اس کا جواب دیا کہ اسکو خود
زبردست حملے سے بچنے کی خوشی تھی وہ قدم قدم
چلا اور ڈاکوؤں کا کپتان دوسرا نظریہ سے
اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور اسکے ساتھ ہی کمال
ادب سے اسکے چھپے چھپے پلو وسنہ کو نے توجہ غنیمت
سمجھا اور راز نہان دریافت کرنے کی غرض سے پوچھا
کیون کپتان صاحب اُن صاحب کا نام کیا ہے انھوں نے
پوچھو یہ انگوٹھی عطا کی ہے اور جسکی آپ سب استدار
عزت کرتے ہیں۔

لبیان نے نامل کیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔
و سنزور۔ دہا سکرمین خیال کرتا ہوں شاید
یہ اعلوم تھا فظ کا نام میرے آخر دم تک
پوشیدہ رہے گا۔

گیتان۔ اگر آپ کو اس کا نام جاننا ہی تھا تو
بیشتر سے جان لیتا تھا۔

و سنزور نے کچھ نہ کہا اور ان جشیون کی ذاتی صورتیں
دیکھنے لگا جو اس کو گھیرے ہوئے تھے انہیں ب
عمر کے لوگ تھے مگر سب کے سب بڑے بڑے

معلوم ہوتے تھے۔ وہ سب بدن سے

لگی ہوئی چست جاکٹیں۔ ڈھیلے پجامے اور

بدننا جو تھے اور اونچی باڑھ کی پانانی فوہیان

پہنے ہوئے تھے۔ انہیں سے بہتوں کے پاس اس

سامان کے علاوہ سیاہ کپڑے کے بھاری بھاری

چپے اور بڑے بڑے خود تھے اور ہر ایک کے پاس

اور گیتان تھیں جنکے بھاری دستوں میں ہاتھی

اور موتی چڑے تھے۔

ڈاکوؤں نے جان سپاسی یعنی کوٹ آف و سنزور

سے کوئی گستاخانہ ہتھیار نہیں کیا اور اس چوٹے

چپے تک اسکے ہمراہ گئے جو خشک بڑک کے

دوسری طرف واقع تھا۔ و سنزور نے اسے سخت

ہو کر کھوڑا خیر کر دیا اور ڈیر پھ کوس سے زیادہ

فاصلہ کرنے کے بعد پشتم کے دیوار کا خاکہ نظر

پڑا اور وہ ڈرتا تھا کہ یہ ہونی وہ جون جون

آگے بڑھا اس کو ویرانہ ہی ویرانہ دکھائی دیا جبکہ

خوف زدہ مقام کہنا ناموزون نہیں مگر جا بجا
کیوں کے لکھواتے ہوئے کھیت غائب ہوتے
گئے۔ و سنزور اس مشہور ویرانے میں پہلے بھی
کئی مرتبہ آیا تھا مگر اس مرتبہ یہ مقام نہایت دیر

پر ان نظر آتا تھا۔ یہاں دو عمارتیں تھیں ایک کا

نام بلیسا اور دوسری کا نام ہیل آف نیٹون تھا۔

بلیسا جسکی ٹیبلٹ نیٹون سے زیادہ حفاظت کماٹی

تھی ایسی ردی حالت میں پڑا ہوا تھا اسکی صورت

سے حسرت شکستہ تھی ٹیبلٹ آف نیٹون کی کیفیت اس

سے زیادہ اتر تھی اور ان عمارتوں سے کوئی باؤ

کوس مجھے نامور اور او راد پچے ہاڑوں کا سلسلہ

تھا جو سائر نو کی میدان سے اپنی ٹانگس کے پھاڑوں تک

جاری تھا۔

جب تن سوار نے اپنے گھوڑے کی رفتار کم کی تو ایک

بڑا قد آور عجیب بالٹے راستہ میں آیا اور ڈر کر ہلکا

جھلک گیا و سنزور نے اس لقمہ کو بند دھو سے اس بار تک

شگون خیال کیا کہ اس کا مزاج اس قسم کا نہ تھا کہ وہ ایسے

واقعات سے زیادہ تر تکا بوس رہتا۔ وہ گھوڑے سے

اتر پڑا اور اسکو بلیسا کے سایہ میں ایک ٹوٹے ہوئے

کنجے سے باندھ دیا اور اترتھ میں تلوار لیکر اور

ہر طرف ہشیاری سے نظر ڈالتا چلا گیا۔

یہاں بارش کا نام نہ تھا مطلع بالکل صاف تھا چاند

کھلی ہوئی تھی اور سوائے نیچے ہی قصبوں کی آواز

بارکشت کے ایک سنائے اور ہو کا عالم تھا۔

و سنزور داس مندر کے روبرو پھر کرم آیا ایک

تو یہی ہے لیکن میرے دشمن غائب ہیں شاید
میں ہی بل از وقت آیا ہوں۔

وہ مندر کے قریب بیٹھ گیا اور اپنے چاروں طرف
دیکھ کر زما بعد کی اُن یادگار باتوں کا خیال کرنے
لگا جنہوں نے اسکو اس وقت بالطبع پھیر لیا۔

ایک ایک بیرونی شرک پگھوڑے کی ٹاپوں نے
گوشہ کا خیال دور کر کے موجودہ باتوں کی
یاد دلائی اور وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ چہ اُتار کر

الک پھینک دیا تو اُس بات میں نے لی اور لڑائی
کے لیے مستعد ہو گیا۔ ٹاپوں کی آوازیں اور
زیادہ مزید ایک سنسنائی دینے لگیں لیکن شرک

کے اس حصہ پر جان ریتی زمین بھی کم ہو گئیں
اور تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ قائم شخص جلدی
سے احاطہ میں داخل ہوا اور اس تمام شخص کی طرف

بڑھا جا اسکا منتظر تھا۔

تو وارو (پناہ سیاہ چند علیہ دیکھ کر اور اپنی
تلوار پکڑ کر) ڈالیا۔

و منتر و۔ (منتر لے کر) جی حضور۔ مجھو

طوفان نے سالہ دین روک رکھا تھا۔

تو وارو بھی بہنو کی عمر کا تھا کوئی بائیس یا بیس برس

کا ہو گا مگر قد میں ایک انچہ اونچا تھا اسکا

برن اکڑا تھا اور رنگ جیشی کی طرح سیاہ تھا۔

ایکے سر اور ہونچوں کے بال سیدھے اور سخت تھے۔

اور چوٹی تیز انکھیں سیاہ اور نفرت انگیز تھیں اسکے

ہونچہ ایسے بنما تھے کہ دیکھنے سے کراہیت پیدا ہوتی

تھی اور باقی اعضا بھی عجب سے اور غیر مناسب تھے

تو وارو۔ مجھو بھی اپنے گاؤں واقع روہی میں

دیر لگ گئی اور نہ تو میری سستی پڑی نہ مار سکا۔

و منتر و۔ (حقارت آمیز لہجہ میں) بیشک دیر

لگنے کا خاص سبب یہی تھا کہ ہمارے بہادر

حضور ڈیڑ لوک آتے امانتی قاتلوں کا نظام فرما

رہے تھے۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتے تب تو

آپ کو اپنی بات کی تصدیق کرنے کی ضرورت نہ تھی

مگر چونکہ وہ کامیاب نہیں ہوئے اور آپ آگئے

ہیں اس لیے اب فیصلہ ہو جائیگا۔

ڈیڑ لوک امانتی۔ اس سے تیرا کیا

مطلب ہے۔

و منتر و کا غصہ سالہ روکے واقعہ سے بھڑک

اٹھا اور کہنے لگا۔ دو میرا مطلب کچھ نہیں ہے

لیکن اگر تجھ میں بہادری کی ذرا بھی بو ہو تو ملامت

ماف کہ دے کہ تو نے تین قاتلوں کو روپرو کر

میری ملکیت کا سامان کیا تھا نہیں ابھی مشکل

سے دو گھنٹے ہوئے ہونگے کہ تینوں قاتلوں نے

چندین بار اٹھ بکاسر غنہ غلامی جہاں لیتے

کی کوشش کی تھی یہ ڈیڑ لوک امانتی کا تصور

نہیں ہے کہ اس کا دشمن آج رات اس سے

مقابلہ کے لیے یہاں آیا ہے۔

ڈیڑ لوک میں نہیں خیال کرتا کہ مارا زالی سالہ تو میں

ہو گا میں تو سمجھتا تھا کہ وہ میرے والد بزرگوار

کے ساتھ کیسیلیم میں تھا ابھی وہ دن ہو گئے ہیں

زورہ کہتے ہیں کہ آیا ہے اگر تو نہ بیٹے ہوتا تو اب تک
تین مرتبہ میری تلوار پلیرٹ پار گئی ہوتی
بھر بھی ہوشیار رہ تو آج میرے ہاتھ سے ہچک
نہ جانتی تھی اس نے اس پر ہر حملہ کیا اور سیاہ ڈیوگ
نے یہ دیکھ کر کہ میں کسی صورت سے پیش نہ پاسکو گا
اپنے بون بر اپنے بائیں ہاتھ کی اٹلی رکھ کر ایک
عجیب قسم کی سیٹی بجائی۔ سیٹی سنتے ہی ایک
درجن بھر مسل آدمی سڑ کے ایک ٹوٹے ہوئے
کونے سے حسین وہ چھپے ہوئے بیٹھے تھے
کھل آئے اور وسنرو اس دعا بازی سے سخت
ہراسان اور متعجب ہو کر پیچھے ہٹا۔

ڈیوگ آٹ الفی بھوت کی طرح سیاہ تو جھاپی
فرط غیظ سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا۔ وہ لاکر
وسنرو کی طرف بڑھا اور اپنے ہتھیار بڑھاتے
سے بولتا: سہا دور و اسکا سر کاٹ لو
اسکے ہمارے بیون نے مع انچہ برہنہ ہتھیاروں
کے وسنرو کو گھیر لیا مگر وسنرو بڑول تھا کو پاکیہ
سطح ہو جاتا۔

وسنرو (لاکار کر) آؤ میں کو آنا ہو۔

اس نے یہ کہہ کر اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی بستر
کھالی اور ڈیوگ پھر کی گولی ڈیوگ کے سین لگی
مگر وہ لڑکھڑاکر آگے آگے کوٹ آٹ وسنرو نے
اپنی بستر بچھ ماری اور وہ گولی کے نشانہ کی طرح
اسکے کندھے پر اس زور سے لگی کہ اس کا وہنا
ہاتھ حسین وہ تلوار پر کڑے تھا بال بکھا ہو گیا۔ لیکن

وسکو وہیں چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو جو یہ کہتا ہے کہ میر
ارادے خراب تھے تیرا یہ کہنا بیکار ہے۔ اگر میرے
ہیے ارادے تھے بھی تو میں نے یہ کیا یہ عذر کافی
نہ تھا کہ میں نے تمہارے ہوتے ہی انھیں سے ڈوٹ لڑنے پر
ہوشا مندی ظاہر کر کے اپنے بزرگوں کے نام پر بٹ لگایا۔
وسنرو۔ (بے پروائی سے)۔ تیرے دل میں
جو آگے کر۔ میں سچا ہی ہوں اور سہ گری کے
سوا اور کسی بات کا بھوکو دعویٰ نہیں ہے لیکن تمہیں
شاید یاد نہیں کہ حال کی بنگوں میں خور و بول تک
میرا لو مان گیا وہ تجھ ایسے امانی کی کیا حقیقت
سمجھتا ہے۔

ڈیوگ آٹ الفی نے میان سے فوراً تلوار نکال لی
اور قبل اسکے کہ وسنرو اپنی تلوار نکالے اسے
کام تمام کر دینے کی کوشش کی تھی لیکن وسنرو کو
معمولی سپاہی نہ تھا کہ آسانی سے جان دیتا ہے
ہر کی طرح جھٹ مار کر اپنے دشمن کے وار کو روکا
اور برق کی سی تیزی سے اپنی تلوار نکال لی۔

وسنرو (غصہ سے لال ہو کر) تجھے بزدل کو نہرا
خطاب میں لیکن تو بزدل ہی رہ گیا۔ ہر وقت تیرے ہزار
ساتھی اس ویرانے میں چھپے ہوئے ہوں لیکن تو بکڑ جاسکا
اس نے اپنے دشمن کو اس زور سے دھکا دیا کہ وہ دوڑا
کی لڑائی میں بڑا مشاق تھا مگر چھپے چھپے بچے ہوئے
اور بڑے ہی شکون سے اپنے کو اپنے دشمن کے
وار سے بچا رہا۔

وسنرو۔ تلف ہے بزدل! کرتے کے نیچے

و مشہور۔ (دشگر از سی) میں آپ کا شکوہ
ہوں کہ آپ نے محکومت سے رہائی دلوائی۔
اسکے نامعلوم محافل نے جواب نہیں دیا اور دشمنوں
تعب کرنا ہوا، اسکے ہمراہ ویرانے سے چلا گیا
اور رہائی مانڈ ڈاکو مردوں کے گھر سے اور
ہتھیار جمع کرنے کے لیے پیچھے رہ گئے۔

نامعلوم محافل نے آف و مشن کو اپنے ہمراہ لیے
بھاڑوں کی طرف چلا۔ وہاں بھی آپ بھاڑا
چڑھنے ہوئے تھے تاہم دشمنوں کو ہتھیار اس کے
خند کے نیچے ایک دوسرے کا کپڑا نظر آ رہا۔

نامعلوم۔ اپنے گھر کے کی طرف سے مطلق
کلکے کیجئے گا جب ضرورت ہوگی فوراً حاضر ہو جائیگا
اب آپ چند روز تک دسار کو کو جا سکتے ہیں اور
نیپلس کو۔ توہم کیا کہ آپ کے سر پر مشہور
کیتو۔ کے ہمراہیوں اور امانی کے ساتھ ہیں سے
اور الخاضعین کل شام کو بڑی سخت گزار رہی آج
رات کے واقعہ سے بادشاہ کا غصہ اب بھی بھڑک
اٹھے گا۔ جب تک آپ میرے ساتھ رہیں گے
آپ کا بال بھی بریک ہو گا۔

چونکہ نیپلس اور سالو کو کے درمیان میں سال کا معاملہ
تھا اور اندرون دہلی کا تھانہ اور تار بقیان میں
اس وجہ سے مشن کو سخت تعب ہوا اور اسے دریافت کیا
و مشہور۔ کیونکہ صاحب پانسان میں یا فرشتہ
کے کل شام کو نیپلس میں ناقہ ہو، اور ایک ہفتہ
بھی ہو گئی۔

ڈاکو کے ساتھ ہیں نے مشن کو گھیر لیا اور حالانکہ
اس میں حدود جہیز اور حوصلہ تھا ہم جس وقت
ویرانہ کے پیچھے سے گزریں گی پوچھا شروع
ہوئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ صرف تھوڑی دیر
کا سماں ہے مگر قبل اس کے کہ اس کو کوئی گزند پہنچے
اسنے اپنے دو رفیقوں کا کام تمام کر دیا۔

اسنے میں کسی نے ایک بلند آواز میں کہا کہ کوئی
جہیز نہ مارنا، اور اس تعین سے کہ کوئی صدمہ کا
بندہ مردہ دینے کے لیے آیا ہے، مشن نے اپنے قانون
میں سے ایک کو اور لیا اور باقی ماندہ قاتل دیکھ کر کہ
بیس سال ڈاکو دشمن کی مدد کو پہنچے ہیں بھاگ
کھڑے ہوئے۔ کوئی آف مشن کو ان ڈاکوؤں کی اس
اجانگہ مدد پر شدید تعجب معلوم ہوا کہ اسکو مشکل سے
اپنے حواس برقرار رکھا اور جس وقت اسنے قدیم ہلوم
دوست کو نفیر کے عیس میں دیکھا تو اس کی حیرت
کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

و مشن۔ اسے میرے نامعلوم دوست بار۔ اس
مرتبہ بھی تیری بدولت میری جان بچی۔
نامعلوم نے مشن کی بات کا خیال نہیں کیا اور
ڈاکوؤں سے کہا کہ ان کے تعاقب کا کوشش نہ کرو
لوگوں کا ایک جم غفیر سڑک کے نیچے کھڑا ہوا ہوا
خارجو نیوٹم ان مردوں کے لیٹے وغیرہ آتا رہا
اور آنا سیو سے کہ دیکھو گھر سے لیکر جلدی آئے
اور بیٹے۔ و مشن کی طرف مخاطب ہو کر
میرے ہمراہ بیٹری سے چلا آئیے یہاں بڑا ہوا ہے

نامعلوم۔ اپنے قدم بڑھانے ہوئے۔ میری
واقفیت ایسی تھی ہوئی نہیں جیسی آپ خیال
کرتے ہیں۔ اور یہ آپ کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا

دوستراباب

حالاکہ میرے مین بالواس کثرت ہے کبھی ہوئی
تھی کہ بہ قدم پر پیر حصے جاتے تھے مگر چونکہ
قدم بہت تیز چارے تھے علیہ وہ آنگانہ میں
چھوٹے پہاڑ کے باہر پہنچ گئے اور یہاں سے
چڑھائی شروع کی۔ اس میں تو کشتنیں کو دستبرد
نے اپنے وطن کے اونچے پہاڑ کی سلسلوں
میں کار و زار کی معقول تعلیم پائی تھی مگر اپنے مہوم
رہنا کیے سامنے اپنی ساری قدروا غایت بھول گیا
اسکے نزدیک ان پہاڑوں کے اونچے اور ڈھالو
سفادات کی کوئی حقیقت نہ تھی وجہ کیا وہ پہاڑی
بکرے کی سی تیزی سے کھٹ کھٹ کرتے پھرتے تھے
اور دستبرد کو ہتھیلہ زرم آتی تھی۔ علامہ بریں
باسلام نے کہا میں بڑا وصف یہ تھا کہ اس بھائی
کے حق میں روشنی کی طرح سفید تھی اور نہ چہرہ اور نہ
نشا سے بادلوں میں چھپ جائیں گروہ سرا جلا
جانتا تھا اسکی ساعت بھی ایسی تیز تھی کہ نور اکبر
جانتا تھا اور اپنے لون بمانگی رکھ خاشکی کی پتہ
کرتا تھا۔ برعکس اسکے دستبرد میں یہ بات نہ تھی
آخر وہ چڑھتے چڑھتے ایک چوڑی رکت پہنچے
سمان سے ایک وسیع اور مہوار چٹان کا رستہ تھا

یہ چٹان ایک غار کی قدرتی دلیز تھی جسکے چاروں
ایک پرنا دروازہ ٹھوس پتھر میں چڑھا ہوا تھا
اور اس کے قریب صاف پانی کا ایک چٹا چشمہ بہا
تھا جسکی لہروں سے اس ہر کے عالم میں ایک
عجیب آواز آ رہی تھی۔

نامعلوم نے اپنے سونٹے سے دروازہ کھٹکھٹایا
اور متوسط عمر کی ایک بوجھم عورت نے اگر نور کو دروازہ
کھولا اور نہایت ادب سے جھک کر دونوں کو اندر
لگی اور دستبرد کو دیکھ کر سخت تعجب معلوم ہوا کہ غار
کے اندر ایک نہایت آرام دہ اور خوبصورت
کمرہ ہوا اور اس کمرے سے فعل اور پشت کے کمر
کے راستے میں ہوا ایسی سرد جیل ہی تھی کہ جگر تک
کی خبر لاتی تھی مگر شکر کا تمام تھا کہ اس کمرے
کے کونے میں ایک آتش دان تھا اور اس میں
لکڑیاں اور کوئلے دھکتے تھے۔ دیو ابلن
پر دو کامینین در بہت سی پستولیں آویزاں
تھیں وسط میں ایک چھوٹی میز تھی اور اس کے
گرد بہت سی تپاکیاں بڑی ہوئی تھیں۔

نامعلوم کا ایک اشارہ پاکر دستبرد نے ایک
تپاکی اٹھالی اور آتش دان کے سامنے بیٹھ گیا
اصوقت نامعلوم نے اپنی ٹوٹی اور رنجہ استار ڈالا
تھا اسکی جاکٹ کا کپڑا محمد فی سبز رنگ کا تھا مگر تیرا
اصلی قرآنوں کی وضع کی تھی۔ اسکا کمرے میں
سیاہ نعلی پہنتا تھا جسکی کام بنایا ہوا تھا۔ ایک
بھاری طلائی زنجیر اسکی گردن میں لپی ہوئی تھی اور

میری بات کے صحیح نہ ہونے کا اعتراف ہے۔
نامعلوم نے اپنے دوست کے چہرے پر گھبراہٹ کے
آئینہ دیکھے اور اسکی گھبراہٹ دہرا کر کے کہنے لگے
اڑکی سے بولا۔ ڈائیلا۔ اسکا ذکر جانے دے بھی
تھوڑی ہی دیر ہوئی تیرا ہمان ڈیو کف کافی
کی جس دعا باز اند حرکت سے بچکر آیا ہے جس نے
اسکی جان ہی لے ڈالی ہوتی۔

اس سے ڈائیلا اور اسکی ماں دونوں کا اشتیاق
بڑھ گیا اور نامعلوم نے صرف چند الفاظ میں گوری بیج
اور بلبلسا کے دیر لانے کا واقعہ بیان کیا۔ اس پر
دوسرو کو از سر نو نئے نامعلوم کی غفلت کی وضاحت
کی تشریف کا موقع ہاتھ آیا مگر چونکہ نامعلوم کو اپنی
تشریف سنا بھی ناگوار تھا اسلئے اسے ہن کر چھوڑ
کر پھر تھیسٹر کا ذکر چھڑ دیا۔

دوسرو۔ سین پاسٹورا۔ تیس کے تہا راون
اسیر تو تیری غلامی کا دم بھر تیس پھر بیکاس سبک
کہ تو اس قدر جاہ و ثروت چھوڑ کر ایسی ناغیس کے ان
بہاڑی غاروں میں رہنا پسند کرتی ہے۔

ڈائیلا۔ (دشان سے) میں ایک تراق کی لڑکی ہوں
اور مجھے ناپاک نیپلس کی خاسد ہوا سے ان بہاڑوں
کی تازہ ہوا چھی لگتی ہے میں ابھر کی کستین ان
بہاڑوں کا خیال میرے دل سے دھڑکیں کر اسکتیں
دوسرو۔ شاباش۔ میں نے بھی بہاڑوں ہی میں
پرورش پائی ہے اور پائی ڈائیلا تو ان
بہاڑوں کا سب سے خوشنما بچہ ل ہے۔

اسوقت کسی شخص نے عجیب طور پر دروازہ کھٹکھٹا
اور نامعلوم نے متوسط عمر عورت سے کہا ایلڈ سیلا
اگنا سیلو گھوڑے کیلے آیا ہے۔ اسکو آنے دے
نامعلوم کے حکم سے جو بڑے کے دروازے
اکھول دیے گئے اور ایک بہت قد طاقور ڈاکو
جسکی ہائین آنکھ میں ایک سیاہ داغ تھا داخل
ڈاکو۔ (رہایت ادب سے جھک کر) کہتان حسب
گھوڑے تیار ہیں۔

نامعلوم۔ اگنا سیلو! شاباش تربت جلد آیا ہے
بیٹھ جا۔ ایلڈ سیلا تیرے لیے شرب اور روٹی
لائی ہے جب میں ویرا نے سے چلا آیا تو کیا ہوا۔
اگنا سیلو۔ (دجو کے کی طرح کھائے ہوئے) کوئی
خاص امر نہیں ہوا۔ آپ کے حکم کی تو راقہمیل کی
گئی اور جس وقت چارے گروہ نے تمنا قب کرنے
والوں کے گھوڑوں کی ہائین سین تو پھر گھوڑوں کے
کھیتوں میں چھپ رہا۔ دونوں میں ایک
شخص تو بیٹھ کر کھانا کھا رہا تو کو کے بعد کالے ڈاکو
کا بڑا معتد تھا۔

نامعلوم دم ڈھا ہر بڑے اطمینان سے۔ خوب ہوا
بیٹھ رہی سیلان تھا (دوسرو سے) چلیے اب وٹ
آگیا سوراخون سے صبح کی روشنی جھلکی رہی ہے۔
وہ یہ کہ کڑا کھڑا ہوا اور ڈائیلا نے اگنا سیلو سے
دریافت کیا کہ وہ اپنے ہمراہ کتنے گھوڑے لایا ہے
اگنا سیلو۔ تین لایا ہوں۔ ایک کہتاں صاحب کا کھو
ایک اگنے شریف حرمان کا اور تیسرا زول ڈاکو کا

جو اسکو چور کر بھاگ گیا تھا۔

ڈائیلہ۔ کیا تو انہی کاروبار کو جانے لگا۔

اگناسیو۔ نہیں۔ میں نہیں جانتا تھا۔ مجھ کو اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جانا ہے۔

ڈائیلہ۔ اتنی بجا کر، تو تیسرے گھوڑے پر تین

سوار ہو جاؤ گی۔ میں نے بتویا کہ لوگوں سے

میں دیکھا ہوا ہے اور اب ایسا موقع بھر بھی ہاتھ نہ آئے گا۔

ڈائیلہ۔ میں تین ہوئی مگر چونکہ کیتان نے کوئی ہتھ

نہیں کیا اور دسترو کو اس تجویز کا طرہ پایا تو ہٹا

غار کے اندر دلی کوٹھری میں چلی گئی اور ایک ناند

زمین لے آئی اور اگناسیو کو دبا کر تیسرے گھوڑے پر

بٹھائے۔ اس کے بعد وہ در تیار پا کر نیکے بیچ چلی گئی

چند منٹ میں کل تیار پا کر بٹھائے اور حرکت وہ غار سے

اچھٹے سپیدہ جمع نمودار تھا۔ لیکن قبل اسکے کہ وہ

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں جاوے مگر فی جان

کوئٹ آف دسترو کو غار کے اندر بلا لے گئی اور

اسکے کان میں کہا۔

جاوے مگر فی۔ دسترو تم کو نہیں بٹھائے اس کو چاہتے ہو

اور اسی وجہ سے تمہارے راستے بھڑوش میں

نہیں۔ اگر تم پر کوئی مصیبت پڑے اور کوئی مددگار

نزدیک نہ ہو تو کچھ ضرر و زانیہ میں تمہارے بہت

کام آؤ گی۔ میری ہونے ڈائیلہ کے مکر و فریب میں آنا

بلکہ یقین رکھو کوئٹ پیر ایش ہو جا رہی ہے اور

بھکاری ہی ہو کر رہے گی۔ اپنے بھائی پر دشمن

نہ کرنا اور اپنی بہت ہاتھ سے نہ دینا۔ یہی تمہارے

لیے کامیابی کا راستہ ہے۔ چچا جاؤ۔

وہ غار کی ایک کٹھری میں چلی گئی اور دسترو اسکے پیچھے

اطوار پر تعجب کرتا ہوا اپنے ساتھیوں سے پھر لگا۔

ڈائیلہ اور نامعلوم کیتان تو پیشتر سے گھوڑے پر

سوار تھے۔ دسترو بھی اپنے گھوڑے کے پیچھے چل رہی

تھی۔ سوار ہو گیا جس نے اپنے مالک کو ایک مرتبہ پھر پھر

ایک دھیمی آواز میں اپنا اطمینان ظاہر کیا اگناسیو

بہاڑوں کے نیچے اور کڑی پہلے سے چلا گیا جس

رہستہ کو نامعلوم اور اسکے ساتھی نے بھی چھوڑ دیا

اور تین سو رنگ پہاڑی رہتے ہیں ایک ایک

کے پیچھے روانہ ہوئے۔

جو سردار اور تازہ فنی اور حرکت وہ پیدا اور رہتوں

میں پہنچے تو اور زیادہ سرد ہو گئی آفتاب بھی تک

نہیں نکلا تھا اور بادِ دل غریب حرکت تھی۔ لیکن

تھوڑی دیر میں آفتاب نکل آیا اور کراؤ ہو گیا۔

پہاڑوں کے نیچے سالار نو کا وسیع میدان تھا جو صبح

کی جھلکا ہٹ سے سنہری رنگت چھائی ہوئی تھی

میدان کے آگے سندھ تھا اور اس میں کہیں کہیں

چھوٹے چھوٹے جہاز آتے جاتے نظر آتے تھے۔

دسترو پھر اچھا دلا وہ تھا جو تھم سے پہاڑوں

کی تازہ ہوا اٹھائی اور قدرت کے عجیب و غریب شگون

کا نشانہ کیا تو اس کا دل باغ باغ ہو گیا کیتان بھی

اس دلربا منظر کو دیکھ کر بہت خوش تھا اور ڈائیلہ

باوجود تنگ اور غیر محفوظ رہتے کے اپنے گھوڑے

کو اڑھٹائی اور تفریح مارتی جاتی تھی۔

وہ سرد ہوا سے محفوظ رہنے کے لیے ایک قیمتی
شال اور طے تھی اور ایک ہوشیار چابک سوار کی
طرح گھوڑے پر ران بڑی جالے اس انداز سے
چلی جاتی تھی کہ دشنرو اسکے حسن اور بخوبی کو دیکھ کر
اپنے دل میں عشق و عیش کر رہا تھا۔
وہ جون جون آگے بڑھی ہوا سرد ہوتی گئی اور حالانکہ
گرمی کا موسم تھا تاہم سایہ دار مقام میں برہنہ کے
کتنے کمین کمین نظر آتے تھے۔ آخر وہ سیٹھ کی
جوٹی پر پہنچے جہاں ایک تنگ اور ڈھلوان راستہ سے
ایک وسیع اور اونچے میدان کا رستہ تھا اور یہاں
شمالی جانب تقریباً چار پڑھ کوس تک بھیللا ہوا تھا
چونکہ سلیم نے بطور بپاڑی گھوڑوں کے پرورش
منہیں باقی تھی اس لیے دشنرو بڑی شکل سے اپنے
ساتھ بھون کے برابر جا سکتا تھا مگر بیان ہو چکا ہے
اپنے گھوڑے کو خیر کر دیا اور ڈانبلہ کے برابر
سویٹ گیا۔ رستہ میں دشنرو کا در زیادہ بات چیت
کا موقع ملا اور اس کو معلوم ہوا کہ ڈانبلہ کی تہذیب
اور دلفریبی حور و جہ بھوتی ہے۔
ایک مقام پر ایک سیاہ فام دیہاتی نظر آیا جو اپنے
گندھے پر ایک گھڑاڑی رکھے ہوئے چلا جاتا تھا
اور دشنرو نے نامعلوم اور ڈانبلہ کے درمیان ایک
دوسرے کو جھجھکیا غریب اشارے کرتے دیکھا
و دشنرو۔ (سچے اور آگے بڑھ کر) ڈانبلہ گیتھار
ڈاکو تو نہیں معلوم ہوتا۔
ڈانبلہ۔ (ہنس کر)۔ یہ صورت سے نو کوئی کوٹے

معلوم ہوتا ہو لیکن ضرورت پڑے تو گھڑاڑی کو
کار میں سے برہنہ کے لیے ابھی تیار ہو جا
اسنے دشنرو کو ڈاکو زون کے جہاں اشارے
بتائے جسے ڈاکو بغیر گفتگو کے ایک دوسرے
کا مطلب سمجھ سکتے تھے۔ مثلاً آگے کا باغین
جانب اشارہ کرنا اور کچھ اور اٹھا کر خفیف
جھنش دینے سے یہ مراد تھی کہ مسافر ایک ہی
پیشے کے لوگ ہیں اور سی کام پر جا رہے ہیں
باخون کو تھوڑا بڑھانے اور بھیلون کو اوپر
اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ اس کو حید کو رو
بڑھ بڑھانے اور بھیلون کو نیچے جھکانے کا مطلب
ہے کہ اس کو رڈ اوپر یا توین کاؤس ہے
دشنرو کا زیادہ تر وقت وطن سے باہر بسر ہوا
تھا اور گو وہ پیشہ ترقی کے بارے میں بہت
اچھی افیت رکھتا تھا مگر جو حالات میں سفر میں
معلوم ہوئے مگر اس کا اس کی عقل رنگ ہو گئی وہ
بخوبی جانتا تھا کہ بلا تورا مر میں گزار سہتی
تھی تو یہ ڈاکو بڑے کام آتے تھے اور یہ ثابت
یہ تھا کہ وہ خود اپنے مرلی شہزادہ کیسے اور
ڈاکو کو ان مالی کے جھگڑوں میں مددوں تک
شریک تھا۔ بلکہ ان کو تو ان کے کپتانوں
میں بڑا زبردست شخص تھا اس کو اسکے نام سے
کا پتے تھے اور بوربون نے جو حال میں شاہی
تخت پر تھیں ہو افتخار زیادہ تر اسی تاج کی خوش
سے کامیابی حاصل کی تھی اور شہزادہ کیسے ابھی

اسکو اپنا مذاہن پیش قیمت مددگار تصور کرتا تھا چنانچہ
کہ تو انسان معاملات میں بڑی چربے بان تھی لیکن
اسنے یہ دیکھ کر دستر کو اس کے محاکف کا نام نہیں معلوم
ہو پوری رازداری کا برتاؤ کیا اور بادچہ راہی
منت سماجت کے اسکو زمین بتایا۔

ڈانٹا لیا کچلے بیٹے نہیں آپکو بہت جلد معلوم ہو جائیگا
اب وہ میدان کے سرے پر پہنچے۔ آسان رستہ
تنگ ہوتے ہوئے ایک گھنٹہ ہی ہو گیا۔ یہاں سے
بدلتا گھاتی کا راستہ تھا جسکے سرے پر ایک جھوٹا
جھوٹا تھا اور اس جھوٹے کے قریب ایک بنا
ہوا چشمہ تھا۔ وہ یہاں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے
ٹھہر گئے اور نامعلوم نے اشارہ کیا کہ یہاں ہم لوگوں
کو گھوڑے چھوڑ دینا چھوٹے۔

انفون نے یہاں ٹھہر کر تھوڑا سا ناشتہ کیا اور
اسکے بعد پانیادہ روانہ ہوئے۔ انکو ایک رتہ بھر
ایک ڈھالو مقام طر کرنا پڑا اور اسکو طر کے ایک
بڑے عظیم الشان پھاڑ کے پایہ پر پہنچے۔

ڈانٹا لیا۔ دستر سے مخاطب ہو کر۔ نیچے ہم
نامی کاروانیو پہنچ گئے۔

نامعلوم نے آہستہ سے پی بجائی اور ایک کو خنگل
سے فوراً نکل آیا اور ڈانٹا لیا کے وہرہ اگر کھڑا ہو گیا۔
اسنے افسر کے ماتھے کا ایک اشارہ کافی تھا وہ
جھاڑوں کو بھاڑتا ہوا ان لوگوں کو خنگل میں
لے گیا آخر وہ خنگل چکر کے ایک ڈھالو رتہ تک
شک پر پہنچ گئے جو پھار زمین سطح پھاڑ چلائی تھی

ڈانکوون کا ایک جگہ جو سرے پائون تک مسلح تھا
ایک جھوٹے چشمہ کے قریب لشکر کے کمانے
صف بستہ تھا۔ ڈانکوون نے اپنی بندوقین بھی
کر لیں اور ان نوواردوں میں سے سب سے ممتاز
شخص کو دیکھ کر انکے چہرے پر غصہ انسا طے کھل
اٹھے ڈانٹا لیا سر اٹھائے کھڑی ہوئی تھی اور کل ڈانکو
اسکو گنگھیوں سے دیکھ رہے تھے لیکن دستر وہ
کی طرف کسی نے نگاہ نہ کی۔

دستر وہ کئی بار دیکھا کہ چھوٹے ڈانکو میری طرف
ظاہر نفرت سے دیکھ رہے ہیں لیکن اسنے جب ان
خیال نہ کیا۔ البتہ اگر وہ خیال کرتا تو اسکو حضور
معلوم ہو جاتا کہ اسکا سبب وہ چند اشارے
تھے جو اسکے نامعلوم، ہمانے کیے تھے۔

نامعلوم کا اشارہ پائے ہی ایک ستیری چھٹیا چھو
تنگ لشکر پر چڑھ گیا اور باقی گردہ چھوٹے چشمے
سے پیاس بجھا کر آہستہ آہستہ روانہ ہوا دستر کو
نہایت تعجب معلوم ہوا کہ حملے اور ناگہانی واقعات
سے محفوظ رہنے کے لیے ہر جگہ حزم و احتیاط کا

برتاؤ کیا گیا تھا عشق ریب ہڑانے پر ایک ستیری
کسی ممتاز جگہ پر بھری ہوئی بندوقی لیے نظر
آتا تھا اور اونچی لشکر کے کنارے کنارے
بھاری بھاری پتھروں کے ڈھیر اس غصے
لگے ہوئے تھے کہ اشارہ پائے ہی مخالفوں کے
سر کوڑے چھائیں۔ تھوڑی سی چڑھائی کے
بعد لشکر طر لگی اور جسوقت وہ اور زیادہ بڑھ

پر چڑھ گئے تو بہت سی آوازیں ایک ساتھ سنائی دین۔ خوشی کا ایک نعرہ جو پہلی مرتبہ بلند ہوا تھا وہی متواتر بلند ہوتا رہا لگو مشغول اس نعرے کا پورا مطلب نہ سمجھا۔ آخر یہ شرک ایک چوڑے سبزہ زار پر ختم ہوئی جسکے بیرونی جانب اونچی اونچی جھاریاں لگی ہوئی تھیں اور وہ فون جنس کے بہت سے ڈاکو جمع تھے اور چلا چلا کر بلڈیو الو بلڈیو الو بلڈیو الو بکار رہے تھے۔ دسترو سخت متعجب ہوا اور اپنے نامعلوم محافظ کے پاس سے ہٹ کر الگ کھڑ ہو گیا۔ اس خوف کا سبب یہ تھا کہ بلڈیو الو نے بڑی خونریزان کی تعین اور اس کے نام سے اچھے اچھے ہمارے کاہنتے تھے۔

دسترو۔ (اپنی تلوار پر ہاتھ رکھ کر اور اپنے خوبصورت ریشم کاو غصہ اور ملامت کی نگاہ سے دیکھ کر)۔ کیا تو نے مجھ کو دراصل دیونزداد بلڈیو الو کے غار میں لا کر بھنسا دیا۔

نامعلوم۔ (ہنس کر مگر محبت سے) میں تیرے حسن اخلاق کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لوگ بھی گو بلڈیو الو کہتے ہیں۔

دسترو کو خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ یہی حضرت بلڈیو الو ہیں۔ لیکن جب خود بلڈیو الو کی زبانی یہ حال کھلا تو وہ سرتاپا حیرت میں گیا۔ اسکا کلیجہ ایک عجیب کش مکش کا منظر چاہتا تھا۔ وجہ کیا تھی کہ اسکو طفولیت ہی سے اس نام کا دیکھا اور اس

خیال سے کہ بلڈیو الو نے اسکو کئی بار بڑی بڑی آفتوں سے بچایا اسکو سخت ندامت اور شرمندگی پہلی اسنے بلڈیو الو کی شریفانہ صورت سے بچنے کے آثار دیکھ کر فوراً کہا۔

دسترو۔ میرے شک محسن! مجھے معاف کرنا نہیں معلوم میں کیا کہہ گیا۔ بات یہ کہ مجھکو شروع ہی سے یہ خیال پیدا کر آیا تھا کہ تو کل بارہو کا خزانہ ہو لیکن اب ثابت ہو گیا کہ سبب باتیں بے اربابوں اور کور باطنوں کی خیالی گمانیاں تھیں میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تیرے سینے میں سوا مرد انگلی اور عزت کے کسی بڑائی کی رسائی نہیں ہو بلڈیو الو حضرت مجھکو میرے ساتھ چند روز رہنے کے لیے مجبور کر گئی اور مجھکو ثابت ہو جائیگا کہ میں وہ شیطان نہیں ہوں جیسا کہ لوگوں نے مجھو بیان کیا ہو۔ اگر میں دسترو کا دشمن ہوں تو دستروں کا دوست ہوں۔ اور جن وجوہ سے مجھکو تجھ سے محبت ہو اسکا مجھکو خیال بھی نہ ہوگا۔

خیر۔ اب چل۔ دیکھو میرے ساتھی مجھ سے ملنے کے لیے بڑھے آرہے ہیں

ڈانٹلانے سب سے آگے ہو چکر لیو سیاسے ملاقات کی جو ڈاکوؤں کے پستان یعنی بلڈیو الو کی بیوی ہو ان ڈاکوؤں کی تعریف و بہت بڑھی ہوئی تھی اور انہیں تقریباً ایک ورجن یا اس سے زیادہ عورتیں تھیں جو انہیں ڈاکوؤں کی بی بی بنیں تھیں یہ سب جوان تندرست و خوبصورت

نظر آتی تھیں اور اپنے کپتان سے ملنے کے لیے اس کے گرد جمع ہو گئیں۔ مائٹی کاروین پین ڈاکوؤں کی آبادی تین سو سے اوپر تھی اور سب کو طاقتور اور خوبصورت جوان تھے۔ سنسرواں بھی جات اور خصوصاً عورتوں کے خوبصورت و زنا زہ چہروں کو دیکھ کر نہایت تعجب ہوا۔ وہ سمجھا کہ یہ لوگ فلک کی پویش کی شکل اختلافات کی وجہ سے ہمارے بین زمین کی سر کرنے کے لیے چلے آئے ہیں حالانکہ بات یہ تھی کہ ڈاکو ان کے جو گئے نے اپنے جرائم کی سزا سے بچنے کے لیے ان پہاڑوں میں سکونت اختیار کی تھی۔

جب وہ کیوسیا ڈانیللا اور ایک طاقتور جوان ڈاکو کی چھائی میں جس کو بلڈیوالو بنڈیو کے نام سے پکارتا تھا اور جو ہر صورت سے اس کا لقمہ اور معتد نظر رہتا تھا چند عارضی چھوٹے چھوٹے کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں چند قیدی جو زبردیہ دیکر رہا ہونے کی امید میں بیٹھے تھے نظر آئے انہیں سے ایک نے سنسرو کا نام لیکر پکارا اور سنسرو نے اس کو بھانپا۔ یہ اچھا لگا ایک دو لقمہ رئیس تھا جس کو اس نے پیلس میں دیکھا تھا۔ مگر چونکہ وہ مالیکی کے مددگاروں میں سے تھا اس لیے اسے رافقی قیدیوں کے ڈاکوؤں کی طرح طاقتور اور مضبوط تھا اس لیے اسے اس کا کچھ خیال نہیں کیا اس کے بعد وہ ایک گروہ کے قریب پہنچے جو چند کسانوں سے تھیں بھڑوں

کی قیمت کے چکر پڑ کر مار کر رہے تھے۔ اس سوڈ میں کپتان ان ڈاکوؤں سے شرمے ہوئے معلوم ہوتے تھے مگر کپتان بلڈیوالو نے ایک مناسب قیمت لگا کر اس ٹکڑے کا فیصلہ کر دیا اور گو کسانوں کو اس قیمت پر بھی دیکھی نہ تھی لیکن آخر رضا مند ہونا پڑا۔ ان سے وہ ایک سب سے بڑے چھوٹے تین آئے۔ یہ چھوٹے خشک پتوں اور پھوس سے ابھی طرح دھکا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف آرام کرنے کے لیے کافی جگہ تھی اور چونکہ عنقریب شام کا وقت تھا اس لیے خوبصورت کیوسیا نے جو اپنے شوہر کی دایمی سے بہت خوش نظر آتی تھی باری کو کھانا کھلایا۔

بلڈیوالو اور اس درخشاں تھا لیکن ڈانیللا نے سنسرو کو ڈاکوؤں کے کل حالات سے آگاہ کیا اور اس کا دل بہلانے کیلئے ظرافت آمیز باتیں کہی تھیں جب رات ہو گئی اور تاریکی چھا گئی تو ان ڈاکوؤں نے بے شمار لاؤروشن کیے اور سنسرو کے تعجب ظاہر کرنے پر ڈانیللا نے سمجھا یا کہ یہ لوگ مائٹی کاروین پر حملہ کرنے کا قصد نہیں کر رہے ہیں اور اگر کرتے اور بار بھی جاتے تو ان کو سیکڑوں جیسے مقامات معلوم ہیں جہاں آسانی سے چھب سکتے ہیں اور سپاہیوں کو برے نام بھی پڑ نہیں ہو سکتی۔ سنسرو کو صرف اسی بات پر تعجب نہیں معلوم ہوا بلکہ جب اس نے سنا کہ ان لوگوں کو پچاس پچاس کوس کے حالات نا اہل ہی پر معلوم

دارا نکلا فتنہ تک چلنے کا وعدہ کیا تھا کیا اب
کیون یہ قصد بدل دیا۔

ڈانٹا۔ ہاں قصد تو کیا تھا مگر اب میں تیرے
ساتھ اور زیادہ دور نہیں جاؤنگی۔

وسنرو۔ مجھے بڑا رنج ہے کہ میری صحبت سے تم کو
ایک ایک اس قدر نفرت ہو گئی۔ آخر کیا سبب ہوا۔

ڈانٹا۔ (رو کر تجھ کو دل بہلانے کے لیے
کوئی اور جبینہ مل جائیگی۔ ضرورت کیا ہے شرک

سیدھی نیلیں اور نور نہ تو کوئی ہے۔ اسے بھولنے
کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔

وہ گھوڑے کو خیر کر کے سرسے کے صحن میں
لیٹی اور وسنرو کو نہایت پریشانی کی حالت

میں شرک پر چھوڑ دیا۔
وسنرو سمجھ کا بڑا شیر تھا۔ اس کو معلوم ہو گیا کہ

ڈانٹا کے جذبات پر میرے اطوار کا بڑا اثر پڑا
اور وہ اپنے دل میں ان حرکات پر بھونٹنے

اس کو نادانستہ سوچ کر دیا تھا سخت نادم ہوا۔
ادھر تو اپنی معشوقہ دلنواز مینیٹی خوبصورت

بیتراؤس کو ٹیٹس آف سوز تو کے عشق میں بے طرح
جھٹکتا اور اس کو ہر طرف سے خطرے

گھیرے ہوئے تھے ادھر اس کو یہ ڈر تھا کہ ڈانٹا
جیسی عورت کی خصوصیت اچھی مینیٹ و سرسے

کے بھاٹک پر ٹکڑا جہاں خیاالات میں سرتاباغ
تھا کہ بڑھاگو پو نظر آیا اور کپ شپ کرنے لگا۔
گو لو۔ آپ سات دن تک کہاں رہے۔ آپ کے

ہوں لیکن جھگو کار لو اور اس کی فوج کا بھی درد نہیں کر
وسنرو۔ لیکن اسے بڑی جھم۔ اس کے ساتھیوں میں

کون ہو گا جو تیری شیریں مسکراہٹ پر مفتون نہ ہو
ڈانٹا۔ کیا یہ نزدیک ہی بات ہے۔

وسنرو کی اس تقریر سے اس کا گرم خون فوارے
لی طرح جو شترن ہوا اور اس کی آنکھیں چمکے لگیں

اس کی بتیابی حدود پر مدد گئی اور اسے نہایت عجیب
سے کہا۔ ساری دنیا میں صرف ایک شخص ہے

جس سے مجھ کو محبت ہے۔ اس کے لیے مسکراہٹ کی تو کیا
حقیقت ہے جان شیریں تیار کرنے کے لیے تیار ہوں کیا

دونوں کے گھوڑے بالکل ملے ہوئے جا رہے
تھے ڈانٹا بادہ محبت میں چڑکتی اور وسنرو کی

آنکھوں میں بھی اس کے حسن کا غار چھایا ہوا تھا
ادھر ڈانٹا نے فطرتاً ہی سے سلیک کی آہنی موٹی

ایاں جھینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ادھر وسنرو
نے اس کا خوبصورت چمکتا ہوا ہاتھ پکڑ کر نہایت

سیار سے بوسہ دیا۔
وسنرو اس کا ہاتھ چوم کر بھٹکایا اور ڈانٹا کی

چٹوں سے اور زیادہ شوقی چمکی مٹی مگر وسنرو نے
باقیاندہ سفر میں سابق کی نسبت زیادہ مجاہدانہ

ہتیاؤں کا کھاج وہ گوبکی اس چوبی سرسے میں
ہوئے جو دوسوئیس کے پایہ پر واقع تھی اور جان

دارا نکلا و نیلیں نزدیک تھا ڈانٹا نے آگے
نہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔
وسنرو۔ اے حسین رہتا تو نے تو میرے ساتھ

اس قسم کا جوش اور خروش پیدا ہو جاتا ہے۔
 ڈھکوا اور تنک گلیوں میں مرد عورتوں اور
 بچوں کی بھینٹیں لگی ہوئی تھیں اور غریب باشندے
 بچے ہرائے کپڑے پہنے اور مرد اور عورتیں
 خاص خاص شرکوں پر اعلیٰ درجہ کے لوگ جمع
 تھے لکڑی کے چھون سے خوش منہج تھا اور ہر
 مسلح سپاہی اس بھڑکے منہ سے گرتے بھرتے تھے۔
 دسترو محلہ سینٹ الیمو کے سب پرانے اور
 بھڑکے منہ سے اپنے مکان کی طرف جو دہان سے
 صرف چند قدم پر تھا روانہ ہوا۔ وہ شکل سے
 تھوڑی دور پہنچا ہو گا کہ ایک شخص اُس کے
 قریب سے گزرا اور جلدی سے شرک کے دوسرے
 طرف ہدرا حالانکہ شوق و مست و مست تیزی
 سے بڑھا جا رہا تھا لیکن اس نے مار ڈالو کو
 ایک نگاہ میں پہچان لیا اور اُس کا ہاتھ باطنج
 اُسکی گتبی کے قبضہ پر ہونچا۔
 دسترو (اپنے دل میں) اگر کہیں ایک مرتبہ
 اور میرے نزدیک جلائے تو مزاحیہ اور وہ
 یہ خیال کرتا ہوا اپنے مکان میں داخل ہوا جہاں آ
 نوکریا کو مونے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔
 دسترو کیا نہ نون میرا مرنی شریف کیسہ
 نیلیس ہی میں ہو۔
 کیا کو موسیقی حضور ہمیں ہیں۔ آپ کے
 ہونے سے بڑے بھلا رہیں۔
 دسترو میں ابھی اگلے محل کو جاتا ہوں لیکن یہ

سچچے ایسے ایسے اہم واقعے ہوئے کہ بیان
 کرنے سے ڈر معلوم ہوتا ہو خیریت یہی کہ آپ
 موجود نہ ہوئے ورنہ بڑی مشکل ہوتی۔ تو نوک
 آف امانی اور کیو اوالون میں واقعہ شہر کے
 دوسرے ہی دن ایسی کہی جھپی کہ دونوں طرف
 خون خرابا ہو گیا۔ سنتے ہیں کہ بادشاہ سلامت
 اس بات سے دونوں فریقین سے ناراض ہیں۔
 دسترو۔ تیری زبان تو سچی کی طرح چلی جاتی ہے۔
 کیا پوچھا کہ ان پر نیلیس میں ہو یا اور کہیں۔
 گو ہو۔ وہ اور امانی دونوں نیلیس میں ہیں۔
 ایک بادشاہ کے کان پہنچتا ہے۔ کبھی دوسرا۔
 بادشاہ حیران ہو کہ کیا کہے لیکن زیادہ تر
 امانی کا طرفدار معلوم ہوتا ہے۔
 دسترو۔ میں اپنے گھوڑے سلیم کو تیرے
 اصطل میں بھیج دوں گا اور یہاں ایک
 گاڑی کرایہ کر کے جلا جاؤں گا۔
 وہ گھوڑے سے آخر پڑا سا باگ ایک نیلیس
 کو دیدی اور ایک گلاس شراب پیکر تازہ
 ہو گیا اسے تین ایک گاڑی بھی آگئی اور وہ
 اسے سوار ہو کر شہر کو روانہ ہوا۔ وہ گھوڑی
 دیرین شہر کے قریب پہنچ گیا اور تنک اور
 انچال گلیوں میں سے چلا۔
 گلیوں میں ایک قسم کا عجیب جوش و خروش
 پھیلا ہوا تھا مگر یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی
 جب بھی کوئی پوشیل تبدیلی واقع ہوتی ہو تو

تو تباہی غیبت میں سوز و غم سے تو کوئی خبر نہیں آئی۔

گیا گو مو۔ ہاں حضور کوئٹہ شہر میں کی خاطر مریم آئی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ کوئٹہ آپ کے لیے بڑی مینا ہے۔ لیکن اُن کے والد انکو امین جانے نہیں دیتے حالانکہ حضور ملکہ بھی اجازت دیتی ہیں۔

و سنتر۔ کیا ان دونوں کوئٹہ شہر اس اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہتی ہیں۔

گیا گو مو۔ حضور اسکا حال ٹھیک نہیں معلوم ہے۔ و سنتر۔ کچھ دیر آرام کیا اسکے بعد کپڑے پہنے

اور نوکر کو ساتھ لیکر تارک یک گلیوں میں سے اپنے مرئی اور دوست کے محل کو روانہ ہوا

شہزادہ گھیسوا نے جو ایک خوبصورت خوشرو جوان تھا کوئٹہ آف و سنتر کو اس محبت سے

بغلق کیا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کوئٹہ اسکا خاص مینا تھا اسکے بعد انہیں یہ گھٹک ہوئی۔

شہزادہ۔ اسے ظالم ہمنے تو تیرے لیے اس قدر رنج کیا گویا تو اس دنیا ہی سے جتن

آخر تک کیا بڑی تھی کہ تو نے چشم بین جاگرا امانی سے لڑنے کا قصد کیا۔ کیا تجکو خبر تھی کہ امانی

ساری دنیا کا دغا باز اور بے ایمان ہے۔ کوئٹہ۔ اسے شریف شہزادے۔ صرف

اپنی بات کی بچ من۔ ورنہ میں نہ جاتا۔ یہ کہہ کر کوئٹہ آف و سنتر نے شہزادہ کو کل کیفیت

جو شروع سے اب تک ہوئی تھی بے کم و کاست سنائی اور شہزادہ کو بلڈیوالو کے حالات سنکر نہایت درجہ تعجب اور دلچسپی معلوم ہوئی۔

شہزادہ۔ یہ تو جگہ دت سے یقین تھا کہ کوئٹہ اس ڈاکو کے کہستان کو بہت بدنام کرتے تھے مگر وہ

دل کا نہایت شریف ہے۔ ہمسے اور امانی سے ہمیشہ سے جھگڑے چلے آتے ہیں۔ اس شخص

نے ہمارا ہر موقع پر ساتھ دیا ہے۔ کیا تمہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ اسے نگر اسقدر مدد کس

ارادے سے پہونچائی ہے۔ کوئٹہ۔ جی نہیں۔ تجکو برے نام بھی نہیں

ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو اسوجہ سے مدد پہونچا ہے کہ وہ امانی کا جانی دشمن ہے

(اور اس سے جھگڑا کرتا ہے)۔ شہزادہ۔ اور وہ آپ بھی مدد پہونچانے پر

آمادہ ہے۔ اگر بادشاہ صاحب نے تیرے حق میں انصاف نہیں فرمایا اور ان نقصانوں

کا انتقام نہیں دلوایا تو امانی نے تجکو پہونچانے میں تو یکدم لینا میں کہے کہے گل کھلا تاہم

جسوقت وہ یہ کہ رہا تھا اسکی پیشانی سے افسردگی اور غصہ مترشح تھا وہ کچھ دیر تک

خاموش بیٹھا رہا اسکے بعد و سنتر کی طرف ہلکا ہلکا مخاطب ہوا اور بولا۔

شہزادہ۔ و سنتر وکل ہم بادشاہ صاحب کے

حضور میں چلین گئے۔ تم بھی میرے ساتھ چلا
اور اپنے رقیب اور دشمن کو ایک آف امانتی کا
کیٹیزین دروغ بازی اپنی ہی زبان سے سنا۔
دستور کو شہزادہ کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اسکی
معتوقہ بیٹرس اندرون ملک کے ساتھ جو چاہے
اسے اس تجوز کو نہایت خوشی سے قبول کیا تو
وجہ کیا تھی کہ اسکو شاہی محل میں جانے سے
اس بات کی امید تھی کہ اپنی خوبصورت بیٹرس
کی زیارت نصیب ہوگی۔ پس وہ اپنے مکان
کو واپس آیا اور اسکی طبیعت سابق کی نسبت
اب زیادہ خوش تھی۔

دوسرے دن کوٹ آف دستور شہزادہ کیسوا
چوک گارو بنیا۔ کوٹ بکاراغا اور خاندان کو
کے دوسرے مددگار شاہی محل کو روانہ ہوئے
محل کے دروازے کو فوجی افسر و خطاب یافتہ
جموں لون کا ایک گروہ گھیرے ہوئے تھا لیکن
ان اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی پارٹی نور انداز تھی
اور چندے میں شاہ کار کو دایا نیپس کی خدمت
میں حاضر ہوئی۔

بادشاہ کار نو ایک خوبصورت شخص تھا اسکے چہرے
نازک چہرے کے ہر خطے کو عروسی اور ارمطی
مستخرج تھی۔ اسنے ان همانوں کو نہایت تباہ
سے بٹھایا اور مناسب خاطر داری کی۔ ہر چند کہ
وہ درباری سوتھوں پر بڑی آن بان سے
رہتا تھا مگر پوٹ زندگی میں اس سے زیادہ

آزاد کوئی نہوگا۔ اسکو شراب خواری کا حد درجہ
شوق تھا مزاج کا اچھا تھا مگر ملکی انتظام میں
سرسے کا نا لائق تھا۔

بادشاہ نے ان لوگوں کے سلام خندہ میثانی
سے قبول کیے اور انکے آنے کا مدوریافت کیا۔
بادشاہ (شہزادہ کیسوا سے) میں سمجھتا ہوں
کہ آپ لوگ شاید اس کجخت تکرار کی وجہ سے
تشریف لائے ہیں جو آپ کے خاندان اور
امانی کے درمیان ہوئی ہو۔

شہزادہ حضور کا خیال صحیح ہو۔ چند روز پہلے
جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا
تو آپ نے اس امر کے صحیح ہونے پر شک
ظاہر فرمایا تھا کہ دوک آف امانتی نے میرے
لاق دست کوٹ آف دستور سے دغا بازی
کا برتاؤ کیا۔ آج میں انکو آپ کی خدمت میں
اس غرض سے لایا ہوں کہ آپ خود کوٹ
کی زبانی قسم کے حالات سے مطلع ہوں۔

کوٹ دستور کو قد جبکہ کر آداب بجا لایا اور
نہایت تعظیم سے انکے بڑھاد بادشاہ کار کو کو
اسکے اطوار بہت پسند آئے اور اسے خوش ہو کر
مفصل حالات بیان کرنے کے لیے ارشاد فرمایا
دستور نے سارے کے واقعہ اقدام قتل اور بعد کی
ڈول کی کیفیت بیان کرنا شروع کی اور ایک ایک
بات نہایت سچائی اور ایمانداری سے بیان کی
اسکی سادہ تقریر کا آخری حصہ یہ تھا۔

”حالانکہ حضور نے ڈول کے خلاف کوئی خاص حکم صادر فرمانا مصلحت و مناسب نہیں سمجھا لیکن ایک کی کل رعایا اس امر سے بخوبی واقف ہو کہ تمہارا عمل بندگان عالی کی طبع مبارک کے خلاف ہو لیکن اس ڈول کو خود ڈوک آف امانفی نے اشتعالک دی تھی اور معزز اور مقتدر لوگوں کے روبرو خود اپنی زبان سے وقت مقام اور شرائط مقرر کیے تھے۔ میں اسکو دھوکا دی اور بزدلی کا ملزم ٹھہرا تاہون کیلئے کہ اسے میرے ساتھ تین مرتبہ اسی قسم کا برتاؤ کیا اور اسے جگو مقام معہودہ پر پہنچنے سے باز رکھنے کے لیے تین مسلحہ قاتلوں کو مقرر کیا۔ ان قاتلوں کا سر عہدہ اسکا معتمد بازار ٹوٹا۔ دوسرے جب وہ مجھ سے ڈول لٹنے کیلئے آیا تو وہ اپنے کرتے کے نیچے نواد کا درہ پہنے ہوئے نکلتا۔ میرے جب اسنے دیکھا کہ وہ میری تلوار کی وار کا محل ہو سکے گا تو اسنے اپنے جیش سے زیادہ ہاتھ بٹو کر اپنی مدد کے لیے بلالیا۔ یہ لوگ پیشتر سے ایسی ارادے سے مجھے ہوسے تھے کہ ڈوک کے چلا پر فوراً چلے آئیں گے اور میرا کام تمام کر دیں گے۔ یہ ایک مشہور بات تھی کہ ڈوک آف امانفی بادشاہ کا رنو کا منہ لگا صاحب تھا چنانچہ بادشاہ کو یہ تقریر واقعی بُری معلوم ہوئی۔

بادشاہ۔ یہ امر قرن انصاف ہو کہ میں تمہارے اور دوسرے فریق کے حالات پر غور کروں

لیکن میرا خیال ہو کہ جن دوستوں نے تمکو بچایا تھا وہ ضرور شہید ہو گئے۔

و سنو اس بات پر کچھ سمجھکا مگر اسنے نئی اوج نہایت معقول جواب دیا۔

و سنو۔ شاید حضور کا مطلب اُن ڈاکوؤں سے ہو جنہوں نے جگو خطرہ عظیم کی حالت میں دیکھ کر میرا ساتھ دیا تھا۔ میں نہیں عرض کر سکتا کہ انہوں نے مجھے کس ارادے سے مدد کی تھی لیکن جگو یقین ہو کہ حضور مجھ پر یہ الزام نہ لگائیں گے کہ میں نے اس نازک حالت سے بچنے کے لیے جی الوسح کوئی تدبیر نہیں اٹھا رکھی۔

بادشاہ۔ دواستہ بد مزاج ہو کر اجڑا آدمی سے بد معاش ڈاکوؤں نے تمہارا ساتھ دیا ہو وہ مجھ پر بخوبی روشن ہو۔ بد معاش میری ناک حلال رعایا اور معزز شہر نژادہ امانفی کے دشمن ہیں اور جگو بذات خاص ان ڈاکوؤں سے سخت نفرت ہو (غصہ سے کھڑے ہو کر)۔

خیال تو کرو کہ اس ڈاکوؤں کے کپتان بلدیوا نے میری شان میں کس قدر گستاخی کی۔ اسنے اور اسکے ساتھیوں نے میرے دشمنوں کے خلاف میری چند خدمات کی تھیں۔ ہمیں ان خدمات صلے میں فرماں شرف و اور معافی عطا کی اور وہ شہر زلفش کستا ہو کہ میں ان عطیوں کو اس شرط پر قبول کر رہا تھا کہ جگو امانفی سے جنگ کرنے کی اجازت دیکھائے اور میری شاہی فوجیں کھڑی

ہوئی تا شاہ دیکھیں میں خود ہی بیوقوف تھا کہ میں نے اسی وقت اور اسی جگہ اس کتاب کی گردن نہڑا دوی۔

اس تقریر پر ایک سناٹا چھا گیا۔ کسکی مجال تھی کہ بادشاہ کی اس حالت میں زبان کھولتا۔ آخر وہ خود ہی دسترو کی طرف یکایک مخاطب ہوا۔ بادشاہ سنو۔ کوٹ۔ ہم ایک عدد تک تھارے شکایتیں تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن تم کیا چاہتے ہو۔ کوٹ۔ انصاف چاہتا ہوں۔

بادشاہ۔ انصاف سے تمہارا کیا مطلب ہو۔ کوٹ۔ انصاف سے میرا مطلب یہ ہے کہ اپنے دشمن کو اپنی گوارا کی ٹوک سے اٹھائوں یہ وہ تلوار ہے جو آپ کے لیے لڑاؤ میں سب کے آگے جھکا کی اور جسے آپ کو تخت دلویا۔ بہتر یہ تھا کہ دسترو اس آخری فقرے سے جتنا آگے آتا۔ وجہ یہ تھی کہ گزشتہ خدمات کا اعادہ شاہ کار لو کے نہایت ہی ناگوار خاطر تھا۔

وہ یہ سنتے ہی نہایت خشمگین ہوا اور بولا۔ بادشاہ ہم یہودہ کہتے ہو۔ مگر ہم ملک اس مرتبہ بھائی کرتے ہیں (باقی اندہ گردہ سے) اور شفیق صاحب۔ اس ناگوار معاملہ کو اس وقت تک ملتوی رکھیے جب تک آپ کے ولوں میں طمینا نہ پیدا ہو جائے۔

سنہرا وہ کیسا جواب دینے کو تھا کہ بادشاہ ایک اشارہ یہ ظاہر کرنے کیلئے کافی ہوا کہ ملاقات

ختم ہو گئی جس وقت وہ رخصت حاصل کرنے کی غرض سے جھکے ملک میں اس نے ہر ایک کے کہے میں داخل ہوئے اور جلد شرفاً وادباً لے کر ملک آسا بیلانیلیس کی مشہور جمعیت تھی۔ اسکا بونا ساقہ نازک جسم۔ کشائی چہرہ۔ سرنگول نقشبہ خوبصورت آنکھیں کچھتے ہوئے بال غرض سب صفتیں اسکے حسن کو دوبالا کرنے کے لیے ایک سے ایک بڑھی ہوئی تھیں اور حالانکہ وہ ابھی بالکل کم سن تھی مگر اپنے شوہر سے چوکنی لائق اور قائم مزاج تھی۔

ملکہ آسا بیلانیلیس کی ایک لڑکی جو ملکہ کے ہمراہ تھی اس غضب کی حسین تھی کہ حیطہ بیان سے باہر چلا سکا نام کو منٹریس آف سوزنو تھا اسکا قد اوسط سے بڑھا ہوا تھا اور اسکی سادہ سفید ریشمی پوشاک کے خوبصورت نازک جسم پر اس قدر کھلتی تھی کہ دیکھنے سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا تھا۔ اسکے ہاتھ چھوٹے اور سفید اور ملائم تھے شانے بھرے ہوئے اور چہرہ بیضی ہوئی تھا۔ اسکے نورانی بشرے سے ملامت چمکتی تھی اور چاند سے رخساروں پر چمکتے ہوئے سیاہ بال نہایت ہی دلکش اور دلفریب نظر آتے تھے۔ اسکی آنکھیں اسکے خوشنما بالوں کی طرح سیاہ تھیں اور جوت دسترو کی آنکھوں سے دوچار ہوئے تو ان سے شرم اور کجبرہٹ سرخ تھی۔ دسترو نے اسکے

رخساروں پر بڑی تیزی سے رنگ آتے جاتے
دیکھا مگر جوان کو قفس کی آنکھیں قرین کھٹکت
جھلکی ہوئی تھیں۔

لیڈیوں نے بادشاہ کے روبرو بٹلیمنوں کے
آداب قبول کیے اور اسکے بعد کمرے کے
اس دروازے میں سے نکل کر جلی گئیں جو
سے محل کے مرقع خانہ کا راستہ تھا۔

جس وقت وہ جاتے لگیں تو کوئٹس بیٹرائس کے
سفید ہاتھ سے ایک چھوٹا خوبصورت پستانہ
گواہ محض اتفاق سے گریڑا اور سنہرے عظیم
سجالات کے حیلہ سے جھٹک کر دستانہ کو وسط پر
اٹھا لیا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔

ملاقات ختم ہو گئی لیکن جب وہ بادشاہ کے حضور
سے باہر گئے تو شہزادہ کیتھو کا رنگ اڑھا ہوا
معلوم ہوتا تھا لیکن سنہرے کتادہ پستانی
سے کوئی خوشی مترشح تھی۔

چوتھا باب

جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں اس زمانہ میں یونان
سورٹو حال کی طرح نیپلس سے بارہ میل بروج
تھا اور اس کے سامنے ایک خلیج تھی جس کا نام
دوسو دین ہے تھا۔

ایوان اور خلیج کے درمیان سرو کے درختوں
کا ایک خوبصورت چھتہ تھا۔ اور خلیج کے کنارے
پر تقریباً ڈیڑھ میل تک ٹائیچ اور بادام کے

ہرے بھرے درختوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔
البتہ اس مقام پر جان قصبہ سارٹو اور ایک
اونچی زمین پر ایک ٹھکانا جو اگر عبادت گاہ تھا۔

درختوں کا نام نہ تھا۔ یہ گرجا ایک عرصہ تک
خاندان سورٹو کا پرستش گاہ تھا مگر جب سے
ایوان کے قریب ایک دوسرا گرجا بن گیا اس

گرجا کوئی پرسان حال نہ رہا اور رفتہ رفتہ
اسکی یہ حالت ہو گئی کہ اب بالکل برباد نظر آتی تھی
اس ویرانے سے قوٹے فاصلہ پر ایک پہاڑ
کھڑی یا گزرگاہ تھی جو درختوں اور چھاڑوں سے
اس قدر گھری ہوئی تھی کہ مشکل سے نظر آتی تھی۔
البتہ سمندر کی طرف سے کشتی والے دیکھ سکتے تھے۔

اور انکو یہ کھڑی ایک سیاہ کھائی نظر آتی تھی۔

واقعات مذکورہ کے تقریباً ایک مہینے بعد
سہ پہر کے قریب ایک جوان مرد زمین پر
گرجا کی چوٹی کے متصل ایک سایہ دار مقام پر
بیٹھا ہوا خندہ پڑھتا ہوا تھا مگر اس سے انتہائی
نکلا ہوا تھا اور وہ حد درجہ حسین ہوتا ہوا تھا۔

شک نہ تھا کہ سپرٹو کا گمان ہوتا لیکن یہ لازم
نہایت خوبصورت تھا۔ اسکی چھٹی ہاتھوں
اچھے بھون اور گھٹھ گھڑ والے بالوں پر اسکی
ترخ و ردی نہایت ہی زیب دیتی تھی۔ وہ

اس جگہ سے سرجھوئی تھا جس کی طرف سے
خور سے دیکھ کر انکو بائیکاٹ تھے جی نہ کر گیا تھا
تھوڑی دیر میں اسے کھیر گیا یہ پسند نہ آیا

جوان لیدی نظر آئی اور اس کو نگاہ میں جا کر بیٹھ گئی اور اس میت سے کچھ سوچے لگی گویا کسی کا انتظار کر رہی ہو۔

یہ لیدی ایسی دلہن بن گئی کہ اگر ایک مرتبہ زائر مرتاض بھی دیکھ لیتا تو ساری ریاضت بالائے طاقت رکھ دیتا لیکن تعجب یہ ہے کہ شیخ بصورت ملازم پر اس کا دوسری اثر پڑا اس لیے کہ اس کے ہنسنے سے ناخوشی بکلی تھی اور طبع غصہ و زہرت سے بھل رہا تھا۔

خوشی دیر میں ایک بکلی کشتی اس کھاڑی کے دو پار پر لنگرن ہوئی اور ایک جوان سپاہی نے کشتی میں کود کر لیدی مذکور کو ایک عاشقانہ جوش سے بھگ لگایا۔

خوبصورت ملازم بہ کیفیت دیکھ کر غصہ سے تھراٹھا اور دھت لگتا کر اپنے دل میں کہنے لگا۔ "خدا کا نام جان ہی کیوں نہ جائے میں یہ معاملہ ضرور دیکھوں گا کہ کون سے یہ خیال کر کے اپنی ٹھنی باندھی اور غصہ میں بھرا ہوا اپنی اونچی مٹھک سے اتر آیا اور درخت پر چڑھ جہنم میں سے ابوان سورتوں میں جو درخت نیچے چڑھ جھک کو کچھ جھک مہاتھا داخل ہوا۔

اس اثنا میں خوبصورت سپر اسل وردسترو میں راؤ نہیا زاور محبت پیار کی باتیں ہو رہی تھیں اور انھیں عاشق و معشوق کی ملاقات دیکھ کر جاسوس ملازم کے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔

وردسترو ایک بادام کے درخت کے نیچے کھڑے

ہوئے، میری سب سے پیاری بھانجی آج بدقوان کے بعد تیری زیارت نصیب ہوئی۔ بھانجی۔ (اپنے عاشق کی آنکھوں کی طرف محبت سے دیکھ کر کہنے لگے وہ خط دیکھا تھا جو میں کوئٹہ میں رکھ کر گھر سے میں چھوڑ گئی تھی۔

وردسترو۔ ہاں پیاری بہن نے دیکھا تھا۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ میں نے جب کبھی تجھ سے ملنا چاہا ہے جگہ ملاقات کیلئے پسند کی لیکن شادی قسمت سے اب تک کبھی ملاقات نہیں ہوئی صرف آج یہ ملاقات پیدا تھا کہ تیرے دوے آمد کی زیارت نصیب ہوئی بھانجی۔ میں نے وقت مقررہ پر آنے کی ہمشہ کوشش کی لیکن میرے والد یا میرے والدہ کے ایجنٹ ایسے باج ہو جاتے تھے کہ میں اپنا وعدہ ایفا نہیں کر سکتی تھی جب سے میں ملکہ کے محل سے واپس آئی ہوں۔ اس ابوان میں عنقریب ہر شخص میری کارروائیوں کی دیکھ بھال کیا کرتا ہے۔ مجھے انہی بڑھی اٹا جلتا ہے یہی اعتبار کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

وردسترو۔ اور کیا تمہارے والد اب بھی مالعی کے ساتھ شادی کرنے پر تلمو جھجھو کرتے ہیں۔

بھانجی۔ سافوس ہی بات ہے۔ وہ مجھ سے کس ہی کہتے تھے کہ یا تو ڈیوگ کیووانی کی درخواست شادی قبول کرنا کہ والدینا ہو جائے۔ میں نے کہا کہ مجھے تارک الدنیا ہونا ہے۔ بڑیوگ کیووانی سے شادی نہیں کروں گی کہیر وہ بہت

بھلائے اور بہنے کہ جگہ ایک جینے کی حالت تھی
 اس میں شامیں اچھی طرح سوچ سمجھ لے بیارے۔
 دسترو و تجھے بعض وقت اس قدر رنج ہوتا ہو کہ خط
 سے موت کی طلب گار ہوتی ہوں۔ مگر میں اسی
 پر نصیب ہوں کہ جگہ مروت بھی نصیب نہیں ہوتی۔
 درمکے آئیہ اس کی آنکھوں میں بھرائے اور
 اسکے لب لغزش کرنے لگے۔
 دسترو و اس کی بلکین چوم کر اور اسکے نازک
 جسم کو اپنے آنسوؤں میں لیکر۔ اہتر زین باتیں
 کہنے لگے۔ مجھ غریب گھاس کے لیے آہ۔
 پیاری بٹرائس میں کتا ہوں کہ تجھی کی خوب صورت
 اور پاک و صاف کی نگاہ میں کیوں میری اقدار
 وقت ہو۔
 بٹرائس۔ (سادگی سے)۔ تو میرا سارا محبوب
 ہی میں تیرے لیے صرف تکلیف ہی منیر! ٹھاؤں
 گی بلکہ جان تک دیدو گی۔
 دسترو نے اس کو اپنے سینے سے جٹا لیا اور
 اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ جگہ ان خطروں
 کا چوکنا جملہ مل گیا جو میں نے ابھی سچی اور حلیم
 عجبو سے ملنے کے لیے اختیار کیے ہیں۔
 دسترو۔ بٹرائس۔ بلکہ تو جگہ بہت چاہتی ہو
 کیا وہ بھی تیری سفارش میں نہیں کرے گی۔
 بٹرائس۔ وہ تو سفارش کر چکیں اور انھیں
 سفارش کا نتیجہ ہے کہ میں اندھنوں جھوٹی بہت
 آزاد ہوں لیکن جگہ اس میں نہیں ہے کہ یہ آؤنگا

زیادہ عرصہ تک قائم رہی نہ تو معلوم ہوگا
 کہ میرے والد مزاج کے لیے سخت ہیں بھلا وہ
 کب اپنی ضد سے ٹٹنے لگے۔ علاوہ اسکے وہ
 سیاہ ڈیوگ کی ہر طور پر رعایت بھی کرتے ہیں۔
 دسترو و اس کو ایک مرتبہ پھر اپنے سینے سے
 لگا کر۔ اسے لگے عشق صحیح ہے لیکن اگر نیلیس
 کی ہر تلوار میرے خون کی پیاسی ہو تو بھی میں
 جگہ کو فتح کر کے دینگا لیکن پیاری بٹرائس
 یہ تو تاکہ ملکہ نیلیس مانگی سے کیا بات نہ اصرار
 بٹرائس تجھ میں نہیں معلوم۔ اگلو اپنے ملک کی
 بیہودہ منظر تو وہ نہیں جانتیں کہ یہ تھا مانگی
 جس کو اپنے ذاتی فائدے سے غرض ہر ملک
 کاموں میں دخل انداز ہو۔ دوسرے وہ ہیں
 بات سے بھی ناراض ہیں کہ مانگی خاندان
 کیسے ہے اپنا ذاتی کینہہ نکالنے کی فکر میں
 رہتا ہو ملک اسکے بیٹے ڈیوگ کیوالی سے
 بھی سخت متفرق ہیں۔ کچھ اسکا یہ سبب نہیں ہے
 کہ ڈیوگ کیوالی کا چال چلن خراب ہے بلکہ پتا
 یہ ہے کہ وہ ان کے کردار و شوہر کو دوسری عورتوں
 کے جال میں متواتر پھنسا یا کرتا ہے ان میں ایک
 خوبصورت پاسٹورا بڑی عمدہ لگی ہو۔
 دسترو و آہ۔ ڈیوگ کا غور و بجا نہ تھا۔
 بٹرائس۔ اس کی آغوش سے بچاؤ عطرہ
 ہو کر اور آؤنگی اور بیلی کی حالت میں،
 دسترو و تم اس عورت کا حال کیا جانو۔

و سنہرو-مین جانتا ہوں۔ یہ قزاق ہی۔ مجھ سے اس سے بہاروں جن ان دشتوں کے دریا ملاقات ہوئی تھی جنہوں نے جنگو مالہ کی غلاباؤں سے بچایا تھا۔ وہ ان اسکے علاوہ اور کئی بہادر اور جوشی عورتیں تھیں۔

بٹرائس۔ لیکن کوئی اتنی خوبصورت نہ ہوگی۔ سنہرو۔ (اسکے لبوں کا بوسہ لیکر) بٹرائس کیا ابھی سے رشک ہو گیا۔ کمین تیری ساری صورت کے آگے جنگو کسی دوسری عورت کی صورت بھاسکتی ہے۔

بٹرائس۔ پیارے۔ مجھے اس پر ابھی رشک آتا ہے جو تیرے نکلابی رخساروں پر چمکھا جھلکتی ہے۔ لیکن جب چپ ایہ کیا۔

وہ یہ کہہ کر یکایک کھڑی ہو گئی اور جلدی سے اپنی انگلی اٹھائی۔

و سنہرو۔ کوئی نہیں ہے۔ خالی تمہارا خیال ہے۔ بٹرائس۔ مین مین نے دشتوں کے جھنڈ مین گھر گھر ہٹ گئی ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ خفت ہو گیا۔

اسے چند قاتلون اور اپنے باپ کے چند ماؤنوں کو بہت تلواریں دیے دشتوں کے جھنڈ سے نکلے دیکھا اور نہ دشت خوف سے یکایک چلا اٹھی۔

و سنہرو۔ بٹرائس یہ بہت کا وقت ہے۔ اسنے یہ کہہ کر ایک ہاتھ سے بٹرائس کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے تلوار نکال لی اور زور سے

لٹکا لٹکا۔ آؤ۔ بزدلو۔ آؤ۔

حملہ آوروں کی تعداد اسقدر زیادہ تھی کہ دشت کو لٹکھڑا کر پیچھے ہٹنا پڑا اور وہ بٹرائس کو بچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسکے خاص ملازم کو اٹھا کر جلدی سے لے گئے اب وہ اکیلا اور قاتل باج تھے اور ان قاتلون کا سرخندہ مار ڈالو تھا لیکن و سنہرو نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دی اور بڑی جرأت اور مستعدی سے اٹھا مقابلہ کیا۔ مگر یہ موقع بڑا نازک تھا اور اگر وہ زرد نہ پہنے ہوتا تو ایک اسکے خاتمہ ہو گیا ہوتا تو وہ وجہ کیا کہ قاتلون نے آتے ہی آتے اتنے وار کیے کہ اُسکے کپڑوں کی دھجیاں اڑ گئی تھیں۔

اب اُسنے ہوشیاری سے مقابلہ کرنا شروع کیا اور گوباج کے مقابل میں اکیلا تھا لیکن ایسے دلوں سے جانتا تھا کہ حملہ آور اسکو کھینچ سکے۔

مار ڈالو۔ جوش دلا کہ اب وہ تیرا قہر سنا تھی کہان کیا۔ ہمدو۔ اس مرتبہ بچنے نہ پائے۔

و سنہرو۔ دوسروں کے وار سے اپنے کو بچانے ہوئے کہنے۔ اس مرتبہ تیری خیریت نظر نہیں آتی۔ ایک ہی وار میں فیصلہ ہو۔

اسنے یہ کہہ کر مار ڈالو کی داہنی کلائی پر اس نے ایک تلوار ماری کہ خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ اور گوباج نے اس کی تعداد اسقدر زیادہ تھی لیکن وہ کوٹ و سنہرو کے حملہ کی تاب نہ لا سکے البتہ مار ڈالو

ملازم۔ کیا تلو میلا اعتبار نہیں۔ میں ہی تھا جسے جنگل میں ڈیوک کی بیٹی کی نقل انا کر تلو مارا تو اور اس کے ساتھیوں سے بچا یا ہو رہا نہ کہ۔ یہ ہمتی عکالت کا ہو کہ میں وہ بھر نہ جانتا۔

دستروا نے جہاں گیا اور خوبصورت ملازم اسکو جلدی سے ٹوٹے ہوئے گرجا میں بچا کر اس جگہ لے گیا جہاں کچھ دیر قبل خود بٹھا تھا یہ مقام عشق بجان سے ڈھکا ہوا تھا مگر یہاں اس مقام کی لوری کیفیت نظر آتی تھی جہاں حال میں دستروا اور اس کے دشمنین لڑائی ہوئی تھی۔ انھوں نے ایک لمحہ کے بعد قاتلوں کو واپس آئے اور دستروا کو ہوشیاری سے تلاش کرنے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد وہ تنگ گزر گاہ میں اتر گئے جہاں سے چھوٹی بھاڑی اور بھستہ تھا اور وہاں جا کر اس کشتی کو توڑنے لگے جس پر دستروا سوار ہو کر آیا تھا۔

ملازم۔ رکشتی کے توڑنے کی آواز سن کر کچھ بڑا نہیں۔ میرے پاس ایک دوسری رکشتی تیار ہے۔

انھوں نے یہ دیکھنے کے بعد کہ مارا تو اور اس کے ساتھی اس شخص کی تلاش کو جسکو دستروا نے قتل کیا تھا اٹھانے کے لئے خوبصورت ملازم دستروا کو ایک دوسری کھاڑی میں لے گیا جو گر جانے پا رہی تھی۔ یہاں انھوں نے ایک دوسری کشتی تیار پائی وہ دونوں کشتی

کی اُستادی میں شک نہ تھا حالانکہ اس نے نہ ہونے کا کھا یا تھا لیکن ہمت ہاتھ سے نہ دی اور اس کے ایک اشارہ کی دیر ہی کے اس کے ساتھیوں نے بہادر کونٹ کو عنقریب گھیر لیا اور چند منٹ میں اسکا کام تمام کر دیتے لیکن جنگل سے نکال کر ایک دھیمی بیٹی سناٹی دی۔ یہ بیٹی اسی قسم کی تھی جو ڈیوک آف امانٹی نے پشم کے ویرانے میں اپنے مددگاروں کو بلانے کے لیے بچائی تھی۔ لیکن اس مرتبہ اس بیٹی کا ایک دوسرا اثر بڑا اور مارا تو اپنے دو بھائیوں کو نیکر تار خا مندی سے جنگل میں چلا گیا۔

صرف دو تامل باقی رہ گئے۔ دستروا نے زمین سے ایک کوزہ میں دکھادی لیکن دوسرا ایک ایسا گہرا زخم کھا کر جس سے اسکی پیشانی پر ایک عداوی داغ لگ گیا تھا بے اثری سے بھاگ گیا۔ کونٹ دستروا کو شکل سے میان میں تلو رکھنے اور دم لینے کی حمت ملی تھی کہ حاسد ملازم بھاگ اس باب کے شروع میں ذکر ہوا ہو جھٹا ہوا کھلے میدان میں آیا۔

ملازم۔ (جوش سے) ابھی یکبارگی اپنی کشتی نہ لیجا۔ نہیں بھینا بیگنا۔ آ۔ میرے ساتھ جلدی سے چلے آتے دستروا نے گرنے کا دامن پکڑ لیا اور گر جانے کی طرف لے چلا۔

دستروا۔ (رک کر) جھکو کیونکر تعین ہو کر اس مرتبہ میرے لیے دوسرا حال نہیں بچا لیا ہی

و سنرو۔ ڈانٹا۔ رہاں آنے سے تیر کیا بد عاقبت
ڈانٹا۔ بھاری حفاظت مطلوب تھی گو میں یہ
نہیں بتاؤنگی کہ جگو کہاں سے اطلاع ملی لیکن
جگو معلوم ہو گیا تھا کہ تم بیان ضرور آؤ گے اور یہ
بھی جانی تھی کہ نگو خطرہ کھیرے ہوئے اور وہی
بات ہوئی۔ (ہنس کر) اسکے علاوہ یہ بات بھی کہ
بڑھا کوٹل میرے دلدادہ عاشقوں میں پراور کر

تم بیان نہ بھی آتے تو بھی میرا غم بیکار نہ جاتا۔

و سنرو۔ ڈانٹا۔ سچ بتا کر کتنے عاشق ہیں
اسنے اپنا کندھا سکڑا اور کہا۔

ڈانٹا۔ ایک ہی نہیں چرچکی جگو پروا ہو۔

و سنرو نے اسکے چہرے پر کچھ سرخی کی جھلک
مشاہدہ کی اور یہ دیکھ کر کہ وہ اپنی خوبصورت
شوق بھری نگاہوں سے جگو گھور رہی چاکلے
خوناک بھندے سے پینے لے لیے اپنی نظر
دوسری طرف پھیری۔

و سنرو نے خوب کیا کہ اپنی نظر دوسری طرف
پھیری ورنہ اگر وہ اپنے خوبصورت چہرے کے
بشرے پر غصہ اور جوش کے آثار دیکھتا تو کسکو
رات بھر نیند نہ آتی۔

وہ غروب آفتاب کے قبل چالی بیس میں ہو چکا
ڈانٹا۔ دو ٹوریر اسٹریٹ میں تڑک تڑکی خند
و سنرو۔ سچ جوش سے اسکا ہاتھ پکڑ کر خدا خدا
میں تیرا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔

راوی۔ وہ اسکو بڑے اعتقاد سے جاسوسی تھی

میں بیچ گئے اور و سنرو ڈانڈ ہاتھ میں لینے والا
تھا کہ ملازم نے اسکو اطمینان سے بیٹھنے کا اشارہ
کیا اور خود کشتی کو بڑھا کر خلیج میں لے گیا و سنرو
اس سے قبل ہی ملازم کا حسن طبع اور نرالے
انداز دیکھ چکا تھا اور اب چونکہ اسنے خوب
آفتاب کے قبل شہر جانے کی سوار سوار خوش ظاہر
کی اسلئے و سنرو نے دریافت کیا۔

و سنرو۔ میرے جوان جس۔ تو اسقدر بتاؤ کہ
یو کیا کسی حسین معشوقہ سے ملنے کا وقت بد گیا ہے
اگر یہی بات ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری طرح
تیری ملاقات تو بہت جلد ہوگی۔

ملازم۔ جی نہیں۔ مجھے تو پیش رفت پر سوچنا ہو۔
و سنرو۔ زیادہ غور سے دیکھو لیکن میں خواب
نہیں دیکھ رہا ہوں (سوچ کر) تم ڈانٹا کو سنو
جو جو بہادر وں پر میری رہنمائی تھیں۔

ملازم۔ درخوش ہو کر ہان دی ہوں کہ میں
تم سے نہیں کہتا تھا کہ جب کبھی کوئی خطرہ لگوں گا
تو قرآن بھاری مدد کو فوراً پہنچ جائیگی۔

و سنرو نے اسکی طرف تعجب سے دیکھا۔ اسکے
خوبصورت نازک جسم پر مردانہ پوشاک خوب ہی
لھلھاتی تھی اسکے بال اسکے چوڑے سے کھلے
اسکی گال پر بریشان ہو گئے تھے اور ہانکے
اگر مچھوٹوں میں آگئے ہوتے عجیب کیفیت
پیدا کر دیتے تھے۔ جیسیدہ جیسی بہادر اور نڈر تھی۔
اسی طرح اسکی پوشاک اسپر زب دیتی تھی۔

اس مختصر تقریر سے بھی اسکے رخساروں پر خوشی کی جھلک پیدا ہو گئی۔
ڈانٹا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تم آج رات ٹھیک
میں آؤ۔ بولو کیا ارادہ ہے۔
وسنرو۔ جان و دل سے منظور ہے۔

ڈانٹا لگا دست سیمین و سنرو کے کندھے پر تھا اور
اسکا چمکتا ہوا روشن چہرہ اسکے چہرے کے قریب
تھا جو ان و سنرو نے ایک لمحہ نہا سکے حسن کو
دیکھا۔ اور کوٹس بطرالس کی محبت کا پھینش
کرنے لگا۔ لیکن وہ ایسوقت ضبط کو کامن لایا
اور مصافحہ کر کے جلدی سے شہر کی طرف چلا گیا۔

وسنرو اس رات کو تھک سہین گیا اور اپنے مرنے کی
نشستگاہ میں جا کر بیٹھا جنوبی اٹلی کے امرا اور
رومافوقی الجھڑک پوشا گین پہنے ہوئے ان میں
سے بیٹھے ہوئے تھے اور شاہی نشستگاہ میں
بادشاہ اور ملکہ جدیدان اور شاہی خاندان کے
افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ بدھا کوٹ سوزو
برہہ اٹھنے کے انتظار میں اپنی عینک کے
تالی صاف کر رہا تھا اور اسکے پیچھے سیاہ دیوہ
آف امانی بیٹھا ہوا تھا۔

وسنرو کے چہرہ صرف ڈیوہ گریو نیاتھ جو
خاندان کیوہ کا بڑا زبردست حامی تھا اور ملک
بحرین بڑا خوش طبع خوبصورت جوان تھا۔
وسنرو۔ دیکھتے ہو جو ان امانی کی کسی مینالی سے
برہہ اٹھنے کا انتظار کر رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ

اسکو لیڈی پٹرالس کی نسبت پاسطورا کی
زیادہ پرواہ ہے۔
ڈیوہ گریو نیاتھ۔ اس ذکر کو بند کرنے کی غرض
سے۔ وسنرو وہ دیکھو ہسکا باب اسکو شاہی
نشستگاہ میں لانے کا اشارہ کر رہا ہے۔

وسنرو۔ ہاں ہاں میں بھی دیکھتا ہوں آخر اس
ڈیوہ کیوں ان میں گیا رکھا ہے کہ بادشاہ کی طبیعت
اس کو بھی کی طرف اس قدر رائل ہے۔
ڈیوہ گریو نیاتھ۔ کیا جانچو جو نہیں۔ ذرا ٹھہرو۔
دیکھو برہہ اٹھنے والا ہے۔

ہمارا ہیرو بھی کوٹ و سنرو و عورتوں سے تھک سہین
نہیں آیا تھا اور چونکہ اسے ڈانٹا کو یاد ملازم
کے بھیس یاد کو کون کی پوشاک میں دیکھا تھا
اسکو معلوم نہ تھا کہ وہ اس شان سے آئیگی کہ
بدھی طبیعتوں میں بھی محبت کا جوش دوڑا دے گی۔
برہہ اٹھتے ہی ایک سناٹا چھا گیا۔ سینے دھڑکنے
لگے۔ نکھول کا جھلنا یکبارگی بند ہو گیا۔ اور
سب کے سب وہ زمین لگا کر اسیج کو دیکھنے لگے
اور حسین پاسطورا ایک خوبصورت سہین
کے وسط میں ایک نورسے کے قریب تھکے گئے
سہارے لٹی ہوئی نظر آئی۔

وہ بار ایک تیزب کی ایک ہلکی پوشاک پہنے تھی
اور اسکا نورانی بدن اس کی رے میں صاف
چھلکا ہوا نظر آتا تھا۔ اول تو وہ قدرتی طور پر
حسین تھی۔ دوسرے اسکی سادہ پوشاک اور
چھم اسکو جو ان ڈیوہ آف امانی بھی کہتے ہیں۔

اسکی خوشنمائی اور دلیری اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ یوں تو اسکے کل زینور سادہ اور خوبصورت تھے لیکن اسکے کان کی بکلیان واقعی عجیب و غریب کو ایسا تیز پارچی تھیں کہ وہ ہاتھوں میں اپنا کلچہ بٹھائے ہوئے خاموش بیٹھے تھے۔ غرض اسکی ایک ایک ادا قاتل تھی اور اس کے جسم پر کاجو نکا سارے قیصر کو معطر کیے ہوئے تھا۔ جب بیچا شروح ہوا تو وہ اپنے خواب ناز سے ارفہ رفتہ بیدار ہوئی اور آخر کھڑے ہو کر اس انداز سے ناجی کی کساری محفل کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اسکا تاج بابے کی آواز کے اس قدر مطابق تھا کہ خود باجے پر اس بات کا گمان ہوتا تھا کہ اسکے اعضا سے پیدا ہوا جو وہ اس تاج میں ایسی محو تھی کہ اسکا سینہ دریا کی طرح اٹا اٹا تھا۔ چہرہ شمع جو گیا تھا اور آنکھوں سے شمع کی تھی۔ جب باجا بند ہوا تو وہ بھی بیٹھ گئی اور حاضرین کو اپنے تاج سے ایسا لہجہ یا کہ ہر طرف سے واہ واہ اور مر جیا کے نعرے بلند ہوئے اور اسکے لاثانی بدن اور خوبصورت آنکھوں کو دیکھ کر ہر تاشائی عشق و محبت کرنے لگا۔

ڈیوک گریوناس جب پردہ کرنے لگا۔ آؤ۔ چلین اب تماشہ میں کوئی لطف نہیں رہا۔ دو ہفتہ تک تو یہی تاج سمنے نہ دیا۔

وسترو اپنے دوست کے چہرہ چلا گیا مگر وہ اس تاج سے ایسا محو ہو گیا تھا کہ اسکا اپنی خبر نہ تھی

اور اسکی محبت خاص کر اس امر سے بڑھ گئی تھی کہ تمام تماشہ بھر پاستورا کی آنکھیں اسکی طرف مائل تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ صرف اسکی خاطر تاجی تھی، اس خیال نے اسکی ثابت قدمی میں بھر پور اثر اسافرق و الدہ بے تحاشہ کے ہر طرف جہان بادشاہ کی ایک چھوٹی کوچ تیار کھڑی تھی وستر و اور اسکے دوست کو ایک بھڑنے روکا اور وستر و کے پیچھے سے کونٹ کارا فانی آواز آئی۔ کیوں وستر و تم بھی پاستورا کے جال میں پھنس گئے۔

وسترو مگر اپنا غصہ اُتارنے کو تھا کہ بھڑین سے بادشاہ کی آواز آئی اور پھر ٹپنے ایک سیاہ پوشاک لیڈی کی نعل میں ہاتھ ڈیے جلدی سے کوچ کی طرف تشریف لے گئے۔

لیڈی نے کونٹ کارا فانی کا آواز نہ سنا لیا اور ایک فحش انداز جوش سے ہمارے پاس کو طرف دیکھا۔ یہ سیاہ پوش لیڈی جو بادشاہ کے ہراہ جاری تھی پاستورا تھی۔

وسترو کو شش پیر اس کا فکری حراج پہچاننا تھا اسکو ایک بڑے شہزادہ بھر ہو گیا اور اپنے ساتھی کو ہرا دیکھ کر بھڑک کر چلا گیا۔ مشکل سے زیادہ وہ پہنچا جو گا کہ ڈیوک کیسے کی خوش صورت نظر پڑی یہ شخص مافی کا بڑا اقدار تھا اور اسکے بڑے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسکے دل میں بھی بہت سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔

یا نچوان باب

چونکہ بڑے کوٹنے واقعہ سورتھوین اپنے ایک ملازم کے مارے جانے سے سخت واویلا ہوا رکھی تھی اس لیے دسترو نے اپنے مہربانی شہر لوہ کیسوا کے کہنے سے اس واقعہ کے کئی دن بعد تک آمد و رفت بند رکھی لیکن دسترو اسے آزاد کش کے لیے یہ روک قید کے برابر تھی۔ وہ کبھی اپنے دوستوں کے ساتھ شہر لوہ کیسوا کے عالی شان باغون میں اپنا دل بہلایا کرتا تھا باقی زیادہ وقت کتب بینی یا خطوط نویسی میں گزارتا تھا اور اگر کتب بینی اور خطوط نویسی سے بھی جی اکتا تھا تو تھوڑی دیر تک گیا کو موسے شاہ کھلنا تھا۔ اس اثنا میں دسترو کے پاس ڈانیا کے کسی خطا اور زمین لکھا تھا کہ جو کسے بہت ہی ضروری باتیں کہنا ہیں لیکن دسترو نے چندان خیال نہیں کیا۔ اس پر اس عورت کی دلفریبی اور افسوگہری کا ایسا خوف غالب ہو گیا تھا کہ وہ اس سے حرکت نہ کرتا تھا۔ وجہ کیا تھی کہ اس کو خواب میں بھی ڈانیا کا خیال رہتا تھا اور وہ بار بار جاگرتا تھا کہ میں اس کے حاسدانہ غصے کو بے اثر بنانے پر مجبور ہوں۔ ایک دن گیا کو موسے نے اگر علاج دی کہ ایک جوان ملازم آیا جو اور آپ سے ملنا چاہتا ہے گیا کو موسے اس سے کہہ کر حاجت مند جو جو زمین میں گروہ کب ملنے والا تھا۔ بڑی دیر تک ہزار گزرا رہا آخر جب تواتر یقین دلایا گیا کہ وہ یہاں

ہوم کو چلے گئے ہیں تو اس نے بھیجا چھوڑا۔ دسترو کو اس ملازم پر شک تھا اور اس وجہ سے اس نے اور زیادہ تنہائی اختیار کی مگر تھوڑے دنوں بعد اس کو ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ کوٹس ٹبر اس ملک کے ساتھ پھر شاہی محل میں رہنے لگے ہیں اس سے خاموش نہ بٹھا گیا اور اس کے دل میں آیا کہ شاہی ایوان کی طرف جا کر کچل کر مرتبہ شہمت آزمائی کیجیے شاید غیبت کی رسائی سے ملاقات نصیب ہو۔

جب وہ شاہی ایوان کی طرف جارہا تھا اور محلہ سرکھو کے فوارے کے قریب سے گزرا تو ایک شور بلند ہوا اور دیکھا کہ اہل شہر طرف سے اس طرف بھاگے ہوئے چلے آ رہے ہیں ڈکاندار اپنی دکان میں بڑھانے میں مصروف ہیں اور کبھی کبھی بندوقوں کی بارگاہیں بھی سنائی دیتی تھیں اور ہر صورت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عام فساد ہونے والا ہے۔

دسترو جلدی سے اس مجمع کی طرف گیا اور کچل میں معلوم ہوا کہ امانتی اور کیسوا کے خاندان میں سخت ٹکڑا رہی اور اس ٹکڑے کے باعث بلوہ بیان کیا جاتا تھا کہ دونوں طرف کے سیکڑوں آدمی ہنگامے میں ٹکڑے تھے۔ دسترو سے یہاں گرا اور اس کی تلوار اپنے دوست کچا نب سے چلی گئی اس نے بہتوں کا صفحہ کر دیا۔

بلوہ نوکر کے لیے ہنگامہ کے موقع پر شاہی محل

شہزادے کو اندر بلایا اور دروازہ کھول کر دیے۔
وہ اندر سے ایک چھوٹی موم تپنے لگی اور انکو
ایک بچہ زدن سے کر کے کی جھٹ پر لگایا۔
انکو مین اب تک ہلڑ چور ہاتھ اور لوگوں
کے چلانے اور جینے کی آواز میں اس جھٹ
سے صاف سنائی دیتی تھیں۔

برقعہ پوش جوان۔ ان سپاہیوں کی آنکھیں
بڑی تیز ہیں آپ لوگ میری طرح جھکے ہوئے چلے
آئیں یہ جھٹ ہی جھٹ بہت درمیان میں ہے۔
اس زمانہ کی باتوں سے اس قدر لگتی اور متین پایا
جاتا تھا کہ انھوں نے ذرا بھی تامل نہ کیا اور
فورا اسکی ہدایتوں کی پیروی کی لیکن بہت جلد
نہ تھا کہ شہزادہ کیسے جیسے صاحب مرتبہ کے لیے
یہ حالت سخت تکلیف دہ تھی۔

جیسا کہ برقعہ پوش نے کہا تھا وہ مکان کی چھت
پر جھٹ سے بہت دور ہو چکے اور ایک شہر ہی
انکا کر صحن میں پھر آئے اور یہاں ایک سنگ
مٹی مٹی جو سود شہر کی ٹھیک پشت پر واقع تھی۔
حالانکہ یہاں آدمیوں کی بھیر بھاڑ نہ تھی بلکہ ایک
حج کا سناٹا چھایا ہوا تھا تاہم جوان برقعہ پوش
نے اہستہ سے کہا۔

جوان۔ اسے شریف شہزادے۔ ایوان شاہی
سے تیری گرفتاری کا حکم نافذ ہو چکا ہے۔ اب
شہر کو واپس جانا مصلحت نہیں ہے۔ گھوڑے
انکی کے سرے پر تیار کھڑے ہیں۔ آپ دونوں

کی ایک فوج بھیجی گئی تھی اور اسنے گلیوں میں ٹھیک
کل عام شروع کر دیا۔ اس موقع پر شہزادہ کیو
کے ساتھیوں میں صرف دسترو موجود تھا اور
وہ سخت حیران تھا کہ جانے کو کس طرف بچ جائے
اکا فانا میں ایک سوار سر پر پہنچ گیا اور اسنے
شہزادہ کیو کی گردن اڑانے کے لیے تلوار
اٹھائی تھی کہ دسترو نے اپنی لمبی تلوار اسکے
سینے میں جھونک دی اور زور سے چلایا۔ او
بزور۔ جانتا نہیں کہ ہم کون ہیں؟

اس تلوار نے سوار کا کام تمام کر دیا اور وہ ایک
آہ کر کے گھوڑے کی زمین سے زمین پر آ رہا۔
دسترو اس گھوڑے کو اپنے حریف کے لیے
گھسیٹ لائیواں تھا کہ اسکو اپنے کندھے پر
کسی شخص کے ہاتھ کی پھکی محسوس ہوئی مگر وہ
تو ایک سیاہ پوش نوجوان نے ڈاکوؤں کے اشارے
میں شناخت کی علامت ظاہر کی۔

جوان۔ (تاریکی میں آگے بڑھ کر اور ایک سوار
کو ہٹا کر)۔ اپنے ربی کو لیکر میرے ہمراہ فوراً آ
جئے آؤ۔ تمہارا بال بچہ بیکانہوگا۔

دسترو نے شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور ایک یقینی لا
والا اشارہ کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔ سیاہ پوش
جوان جیسے دسترو اور شہزادہ کو بچا تھا انکی کی
طرف مڑا اور ایک مکان کے دروازے پر
پونچ کر ایک لاسٹ دروازہ کھل گیا
اور اسنے اس میں داخل ہو کر گھسٹ دسترو اور

میرے ہمراہ شریف لے چلین۔

وہ گلی کے سرے پہ پہنچا کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور جوان برقعہ پوش انکو رستہ دکھاتا ہوا بہاڑ پرے گیا۔

وسنرو کو تو سیر و سہانے کی عادت تھی کچھ نہ معلوم ہوا مگر اسکا سفر و رہی جبکو بہاڑوں پر پہنچنے کی عادت نہ تھی بہت گھبرا یا۔ یہاں وہ باتیں ان معین جو اپنی ریاست میں موجود معین و بزرگوں میں بھی سواد سنرو اور جوان برقعہ پوش کے اور کوئی نہ تھا۔ لیکن جمہوری لحاظ میں گیا کیا جاتا۔ اس نازک حالت میں جب کہ ملی اور پلوٹ مطلقاً کی یہ کیفیت تھی گرفتاری کی بے غرضی سے تو یہ تکلیف بہتر تھی۔ چنانچہ چار و ناچار سب صیغین برداشت کرنا پڑیں۔ اسکو ڈر لگا ہوا تھا کہ سبھی حالت میں لافنی میرے تباہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا اور اگر اسکا قابو چلا تو اسکو میری جان لینے میں بھی عار نہ ہوگا۔ یہاں میں مصیبت ناک حالت سے بچنے کی کوئی امید تھی تو یہی تھی کہ کچھ دنوں تک تولی شہر میں خفیہ طور پر قیام کروں گا اور جب موقع ملے گا اپنے آبائی شہر گیسوا کو واپس جاؤں گا وہاں نہ تو شاہ کارو کا ڈر ہو اور نہ کسی اور بات کا خطرہ ہو گا وہ وسو ولس دھوان دھار ہو رہا تھا مگر مطلع صاف تھا اور تارے جھٹکے ہوئے تھے۔ آخر وہ ایک ٹھنڈے کی چڑھائی کے بعد ایک جنگل میں داخل ہوئے جس میں چھوٹا ایک بہت بڑا جھنڈا لگا ہوا تھا۔

یہاں وہ ایک مکان کے سامنے ٹھہر گئے جسکی کھڑکی سے ایک چرخہ ٹھہرا ہوا نظر آتا تھا۔ مکان میں سے ایک جوان کسان نکلا اور اس میں اور چھاپا میں چند اشارے میں سے اسکے بعد وہ کوٹ و سنرو اور سنرو کے پورا کو مکان میں لے گیا اور حالانکہ یہ مکان باہر سے نہایت ہی بد قطع نظر آتا تھا مگر اندر سے بڑا احسان و آرام دہ تھا۔ انکے روبرو تازہ روشیان پینل و شیشی جھڑکیاں شرب رکھی گئی اور چونکہ وہ بھوکے تھے اسلئے انھوں نے یہ سادہ غذا انہایت لذت سے کھائی اسی موقع پر انکے رہنے والے اپنے چہرے سے برقعہ اتارا اور زور سے قہقہہ مار کر اپنی دل فریب صورت دکھائی۔

یہ رہنما حسین ڈانٹا اٹھی۔
وسنرو کو گمان نہ تھا کہ یہ ڈانٹا اٹھی وہ اسکی صورت دیکھتے ہی سخت متعجب ہو بلکہ خیر خواہی سمجھا کہ اس سے بڑھ گیا۔
ڈانٹا اٹھی کھلکھلا کر ہنسی اور بولی کہ میں کچھ بڑھاپے کے کاموں میں مشاق نہیں ہوں بلکہ مجھکو آپ کی دعا سے بہت سے فن آئے ہیں۔
وسنرو ڈانٹا کے احسانات کا خیال کر کے بیاری ڈانٹا میں تیری عنایتوں کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں لیکن یہ تاکہ تو نے میرے بہنوئی کے لیے آج رات سونے کا کیا انتظام کیا ہے۔
ڈانٹا اسکی ہاسکول پر وہ صبح تک یہیں رہا۔

رہینگے۔ بیان میرے ایک رجن ہمراہی موجود
ہیں ہیں اُنکے ہاتھ شہر میں پیغام پہنچانی رہنمائی
لیکن کیا سونے کے قبل شہزادہ صاحب بری مان
ایڈا ایلا کے مکان کو تشریف لے چلتے ہکا ایک
مکان انھیں پہاڑوں پر اور ایک چشم میں چڑھے
خیال ہو کہ اسکو بہت سی باتیں یاد ہو گئی جو بھلا
اور نہرا منس و نون کے لیے بہت دلچسپ ہو گئی
شہزادے نے ڈائلا کی درخواست قبول کی اور
ایڈا ایلا کے مکان کو جاتے وقت کہا "میں نے
ایڈا ایلا کا اکثر ذکر سنا ہے اور ایک عرصہ سے
اُس سے ملنے کا مشتاق ہوں۔ خواہ وہ جاؤ
سحر جانتی ہو یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں ہے
کہ اسکو ڈاکوؤں کے فریبی تعلقات کی وجہ سے
بہت سے حالات پیش کیجائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں"
وہ بہت جلد اس غار میں پہنچے جہیں جادوگر کی
رہتی تھی۔ یہ مقام بالکل ویران پڑا ہوا تھا اور
قدردانی طور پر ایسا سنا سن تھا کہ وہاں کوئی نہیں
جاسکتا تھا۔ اس غار کا دروازہ بڑا اور بھاری تھا اور
اندراجانے کا راستہ محفوظ اور آسان تھا۔
وہ شہزادے کو چشم عورت کو خور آہجان لیا اور وہ
اسکی طرف ایک غیر معمولی دلچسپی سے نگاہی باندھ کر
دیکھنے لگی۔ اور حالانکہ وہ شہزادے کی خدمت میں
بہت مودبانہ طور اختیار کیے ہوئے تھی لیکن پھر بھی
اسکے بشرے سے قدرتی آزادی چمک رہی تھی۔
جس کمرے میں یہ لوگ داخل ہوئے ایک بہت

وسیع اور بلند کمرہ تھا اور اس کمرے کے علاوہ
اس میں بے شمار کمرے اور کوشنیں تھیں۔ ایڈا
انہیں سے ایک کوشن میں چلی گئی اور چند منٹ
میں اصلی ڈاکوؤں کی پوشاک پہنے ہوئے وہاں
آئی وہ اس پوشاک سے اور زیادہ دلچسپ نظر آتی
تھی اور اسکی خوشنمائی کا یہ عالم تھا کہ جب وہ بر
شراب رکھتی ہوئی ادھر ادھر کھڑی رہتی تھی تو
شہزادہ تک اس کے قدرتی حسن کو دیکھ کر اپنے دل
میں عین عیش کر رہا تھا۔ مگر کوٹ و شہزادے اس کے
عارض تا بان کی طرف نہیں دیکھا بلکہ عقلندی
سے سیاہ دیواروں کی طرف دیکھتا رہا۔
شہزادے نے جادوگر کی کی زبانی بہت سے
حالات سنے اور اسکی بڑی تقریب کی لیکن اسکو
بڑے اور چھوٹے اماغی کی چند ساز و خوں کا
حال سنکر اور زیادہ تعجب معلوم ہوا وہ اس تک
اماغی کے حالات سے ابھی طرح واقف نہ تھا لیکن
اس دلچسپ عورت سے اسکو معلوم ہوا کہ باپ بیٹے
مگر و شہزادے کیسے پر تسلط جانے اور اپنا اقتدار بڑھانے
کی بڑی کوششیں کر رہے ہیں اور اس فکر میں
لگے ہوئے ہیں کہ خاندان کیسے کے مجاؤنوں اور
بدوگاریوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔
ایڈا ایلا کے بیان کے بموجب یہ بلوہ اماغی ہی
کے ماقاعدہ منصوبہ بن کا نتیجہ تھا۔ اسنے شہزادہ
کیسے کی گاڑی گھیرنے اور اسکو آٹانے کا بیشتر
سے انتظام کر رکھا تھا جب شہزادہ کی گاڑی کو

ہمایت ہی جیسا تک معلوم ہوتی تھی۔ کچھ دور پہونچکر
 ڈھڈھو کیا اور گی رک گئیں اور بولیں مجھے کیا
 ہو رہا ہے؟ دشمنوں نے اپنا سر ملایا اور وہ اسکو آگے
 لگی کی تھوڑی دور اور چکر لائیڈا ابلا بھر گئی اور
 اپنے سینے سے کپڑے کے دو ٹکڑے نکال کر
 پانی کے ایک چھوٹے حوض میں جو اس غار میں
 بنا ہوا تھا ترکیے اور ایک ٹھکانہ کو دیکر کہا
 اس غار کی ہوا نہایت ذہریلی اور خطرناک ہے
 تم اس کپڑے سے اپنی ناک اور منہ دبائے
 رہو اور میرے ساتھ چلے آؤ۔

اسنے ایڈا ابلا کی فمائش کے مطابق عمل کیا۔
 یہاں شدت کی گرمی تھی۔ دم کشا جاتا تھا اور
 ذہریلی ہوا کے ایسے جھونکے آتے تھے کہ اگر ناک
 اور منہ بند نہ ہوتے تو دونوں کا وہاں فیصلہ ہو جاتا
 جب وہ کچھ دور جا کر ٹپے تو ایسا معلوم ہوا کہ
 روشنی چھٹ پڑی اور اس جگہ سے کوہ آتش نشان
 کے وسط کی کیفیت نظر آنے لگی۔ دشمنوں نے
 یہ کیفیت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسنے ایک بہت
 وسیع میدان دیکھا جسکے اندرونی جانب کی
 رنگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ایسا معلوم
 ہوتا تھا کہ زمین کا پتہ اُبل رہا ہے کبھی کبھی بھار
 بھاری ٹکڑے اڑاڑ کر گر پڑتے تھے۔ تاریکی میں
 گردیتے تھے اور انکے شکنے اور چرچر آنے لگی
 وازین دس گنی بڑھ جاتی تھیں اور خود پہاڑ
 کی یہ کیفیت تھی کہ مستون کی طرح جھوم رہا تھا

بہمشتون نے گھیر لیا تو دونوں فریقوں کے
 ہر اہمچہو نہیں تکرار ہوئی اور جان و لوگ آفاقی
 نے بادشاہ سے جا کر خبر دی کہ شہزادہ کیسے لکھو
 یہ فساد ہوا اور اسنے بلوہ کی نہ صرف ترغیب دی
 بلکہ خود بلوہ میں موجود تھا۔ بادشاہ کو کتب فتح
 اسنے اسوقت ایک فرمان جاری کیا کہ شہزادہ کو
 گرفتار کر لیا جائے اور اسکے خاص مددگار و معاون
 جیسین و شہر و بھی شامل قتل کر دیے جائیں اور
 سینٹا بلوہ کے جینا نہ میں قید رہیں۔

شہزادہ بد سخت تعجب ہو کر ایڈا ابلا کو ہنسی
 بولی اور جیسین پرے شریک ہیں کہ جگو ایسے اپنے بہت
 اور پوشیدہ حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔

آہو چشم عورت نے اپنا سراپا ایک آنکھی سے
 ٹھوکا اور اس حرکت نے اس بھید کے سمجھنے
 میں اور پیچیدگی پیدا کی جسکو جھپانے میں اس
 عورت کو ایک خاص دلچسپی تھی۔

جسوقت شہزادہ اپنے ہاتھوں پر اپنا سر رکھ کر
 بظاہر کسی زبردست خیال میں غرق تھا جاوڑنی
 ایک اندرونی کوٹھری میں چلی گئی اور اشارے
 سے دشمنوں کو بلایا جو ان کو نٹ کا اشتیاق
 حد درجہ بڑھا ہوا تھا اور حالانکہ ڈانسلانے
 اشاروں سے وہ کابھی گروہ بلا تامل چلا گیا۔

وہ اسکو ایک بد نما غدارین جو نہایت درجہ گرا
 تھا لیکٹی یہ غار بڑا لمبا تھا اور اسکے سپرے پر
 ایک لمبے جل رہا تھا مگر اسکی دھندلی روشنی

دستور اس حسیّت ناک منظر کو دیکھ کر ڈرا اور جلدی سے اس طرف چلا گیا جہاں سرد ہوا چلی رہی تھی اور دم لینے میں اسانی معلوم ہوئی تھی۔

ایلڈ اسیلا (ایسی بیویگی سے دیکھ کر کسی اور جگہ ہنسی کر رہی) کیسے میری سلطنت کیسی ہے۔

وٹنر و حقیقت میں بڑی زبردست سلطنت ہے اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ہم جس عرصہ تک چاہیں اس پر قابض رہ سکتے ہیں۔ کوئی مزاحم نہیں۔

ایلڈ اسیلا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے جواں حسین پیرس تک جو چاہتی ہے۔ تو اپنا دل مضبوط رکھ وہ تیری پر کڑوا نیلا سے ہوشیار رہنا سکے تجھ سے محبت ہے اور جگہ اپنی معشوقہ سے جدا کرنے ہاں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھے گی۔

وٹنر و لیکن ڈانیا تو تیری ٹہلی ہی تو کیون منع کرتی ہے۔

اس نے کچھ دیر تک دستور کی طرف خاموشی سے دیکھا۔ اس کے بعد آہستہ سے بولی۔

ایلڈ اسیلا میں ابھی اپنے سینے کے راز ظاہر نہیں کر رہی۔ اگر ظاہر کرتی ہوں تو سارے ٹہلی میں انقلاب پیدا ہو جائیگا۔ بچے۔ تو شریف لالہ ہی تجھ کو اعلیٰ مرتبہ کی لیدی سے شادی کرنا چاہیے۔ بلڈ یو لو تو اور لوگوں کی طرح اٹو ہو۔ وہ تجھ کو

سے سمجھا ہوا ہے۔ اب بات ٹال کر، خیر اس سے کچھ مطلب نہیں۔ اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ تو کون ہے تو جس طرح اب تیرا دل دوست ہے تیرا جانی دشمن ہے

لیکن خاموشی۔ اس بات کا ذکر نہ کرنا ڈاکوؤں کا کہنستان اچھ رات کو آئے والا ہے۔

وٹنر و کو ایلڈ اسیلا کی ابتدائی تقریر سے خیال ہوا تھا کہ وہ میرے متعلق کچھ حالات کہیں گی مگر چونکہ اس نے کہنے کہنے اپنے خیالات تبدیل کر دیے

اس لیے دستور نے بھی اصرار کرنا مصلحت نہ سمجھا اور شہزادہ کیسے اس کو سرداری آمد سے مطلع کرنے کے لیے ایلڈ اسیلا کے ہمراہ غار کے اس کمرے میں

والس گیا۔ جیسٹن کیسے اور ڈانیا کو چھوڑ آیا تھا۔ ڈانیا خائب تھی اور شہزادہ اپنے خیالات میں اب بھی غرق تھا اور دیکھتا ہی نہ تھا کہ کو

ڈانیا کے چلے جانے کا مطلق خیال نہیں ہے وٹنر و مشکل سے سمجھا ہو گا کہ غار کا دروازہ جلدی سے کھلا اور اس نے ایک قد آور آدمی کو کمرے

میں داخل ہونے ہوئے دیکھا۔ شہزادہ کیسے اس سے چڑکھٹا اور تلوار لیکر کھڑا ہو گیا۔

شہزادہ۔ (دو دروازہ کو شبہ کی نظر سے دیکھ کر تو کون ہے اور کیوں آیا ہے۔

ڈاکوؤں کا کہنستان۔ (سچا اور ٹوٹی آواز کر اور نہایت شان سے آگے بڑھ کر)۔ اے

شریف شہزادے۔ میں ہوں جسے تیرے لیے اپنا اور دوسرے آدمیوں کا خون گرایا۔

شہزادہ۔ اچھا کہنستان بلڈ یو لو ہیں۔ ڈاکوؤں کے کہنستان نے اپنا سر جھکا لیا اور ایک

تسائی بچھا کر۔ یہ کیا انداز سے ڈانیا بھی آئی اور

اسکے اور وروٹی اور شراب رکھی۔

شہزادہ۔ کپتان صاحب۔ آپ کو یہ کیا سودا ہو
ہو اور کہ دارالخلافہ کے اس قدر نزدیک رہتے
ہیں شاید آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی گرفتاری
کے لیے انعام مقرر ہو گیا ہو۔

بلڈیو الو۔ (مسکرا کر) افسوس ایک سربراہ اگر
دو بیوٹے تو بابت کیخود انعام چل کر نئی کوشش کرنا
شہزادہ۔ کیسے اپنے آج کی بھی کوئی کیفیت نہ تھی۔

بلڈیو الو۔ میں ابھی نیپاس سے چلا آتا ہوں۔
یا کہ نہ تھی کا حکم دو دن کے بعد سوچ کر دیا جائیگا۔

نہ کہ آپ کے دوستوں نے بادشاہ سے آپ کی
بڑی دکالت کی اور مانفی کی غلطی سے

جو بدگمانی بادشاہ کے دل میں پیدا ہو گئی تھی
بھی کچھ دور دور ہو گئی جو میں اس انشائین جہا

پر کام سے مقرر کروں گا جسکی معرفت نیپاس کے
حالات معلوم ہوتے رہیں گے۔

شہزادہ نے سر کے ایک اشارہ سے شکر ادا
کیا اور اسکے بعد اٹھ کر کمر کے اوپر ادھر بیٹھ گیا۔

ڈاکوؤں کے کپتان نے ایک مختصر ہلکی طرف
دیکھا اسکے بعد کہا اسے شریف شہزادے تو

اب بھی ہلکا اپنا دنگار تصور کرتے ہوئے تیری ہر
ضرورت میں کام آنے کے لیے مستعد ہیں جس

جگہ تیرا پسینہ گر گیا وہاں ہم اپنا لوگ آئے گے۔
شہزادہ۔ کیا کہا اسے ضرورت کین کام آئے گے؟

بلڈیو الو۔ ہاں جب تک مانفی کا تیرے دشمنوں

سین شہزادہ۔ ہر تیرا ہر اس قدر نیگے۔

شہزادہ کیسے دیکھنے والی طرف دیکھ کر توجہ کیا
کتنی کہ مانفی اور بلڈیو الو کے گروہ سین

دھندلے ہوئے مگر درجلی آتی تھی پھر جی بلڈیو الو
کو مانفی سے ہر قدر نفرت تھی جسکی کوئی حد نہ تھی

شہزادہ۔ بلڈیو الو ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ مانفی
کے ساتھ آج چھوڑا صرف آج کی زبردستی رہا ہو۔

بلڈیو الو۔ کچھ بے ہوئی کی جگہ آج اسانی سے
ہندوستان میں ہر کس جہت تک خاندان مانفی میں

ایک ہی رہائی ہو گیا۔ تیار دنیاوی غیرت پروردہ
شہزادہ۔ اگر بلڈیو الو عام ہو جائے تو آپ کتنے

آدمی جمع کر سکتے ہیں۔

بلڈیو الو۔ اس وقت پانچ سو چارہ جوان موجود
ہیں آپ کے صرف کتنے اور بغاوت کا جھنڈا

کاٹنے کی دیر ہو رہی ہے کہ سب بھو بھو بھو
کے لیے ٹوٹ پڑیں گے سنی سے روم تک بھٹکتے

دشمنی ہمارے ہیں سب بھگتو اپنا سر دہرا رہتے ہیں
نہیں نہیں کہ بچہ دتہ کے وقت میرا ساتھ نہ تھیں

لیکن میں ایک انہر پردہ دینے کا وعدہ کر چکا ہوں
شہزادہ۔ دعوے سے بچہ دتہ سے اور شرط؟

بلڈیو الو۔ (ہر ایک کے غور سے) اگر آپ بھگتو
کے ساتھ سمجھتے ہوں تو منہ کی عرض ہو جائے

ایسے تھاثر کی پروا نہیں جو آپ شریف و قیام
چین میں بھی ثابت کر سکا ہوں کہ میری رگوں

میں شہزادہ۔ ہر بھجائیت کا کوئی نہ

شہزادہ - (زہر زکر) وہ شہزادہ کیا ہو۔

بلند یو الو - شرط یہ کہ ادا فی دشت کے ساتھی کو بنا نہ دیا گئے۔

شہزادہ - کپتان صاحب - کیا ہمیں بے رحم وحشی بنانے کا ارادہ ہو۔

بلند یو الو - نہیں میں صغیر زمین سے اس بلے سانپ کی نسل کو مٹا دوں گا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں

کہ ابھی آپ نے کوئی تہ نہ نہیں سوچی ہو۔ خبر نہ جانا ہوں۔ اگر آپ کو تو کوئی کی ضرورت ہو تو

ایک ہزار روپے کا تھکڑا لکھ کر بھیج دیجئے گا۔ میں خواہ کسی جگہ جو بھی لکھ کر کپتان بھیج دیتا

ہو یا چاہیے گا بلوایکے گا۔ لیکن چاہئے کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی گرفتاری کا حکم

منسوخ ہو گیا اور وہاں رہنا چاہئے گا۔ خدا حافظ۔

دوسرے کہتے ہوئے دروازے سے چلا گیا اور شہزادہ اسکی باتوں پر غور کرتا رہا۔

آج شہزادہ کو گرانی تھوڑی سی شہزادہ اور لائی اور اسکو سیکر شہزادہ اور دستہ و دراز نکالی گئی

میں ہمارے نیچے آگے اور باقی ماندہ ذات اس مکان میں بیکری جو درختوں کے چھند میں اتر چکا تھا

چھٹا باب

شہزادی اساجیلا ایک تیسری شریفی لہری تھی۔ اسکا اہلوان پہلے باہر سے شہزادہ زہر زکر سے

تھا اسلحہ اندر سے نہایت قیمتی اور آرائشی

پیشروں سے بچا ہوا تھا۔ اس اہلوان کے اندر ایک بڑا مکہ تھا اور اس میں صرف دو مکہ تھے جن میں

بچے بیٹھے تھے کی طرف تھے فرش پر ایک بڑا موٹا لکڑی کا لیٹ جہاں نہایت خوبصورت بل بوتے بنے

ہوئے تھے بچا ہوا تھا اور دیواروں پر سی پانچ بکرت حصہ رہنے اس عمدگی اور پوشیداری سے پھول پتے

بنائے تھے کہ بکری انکے میں بھی دھوکا کھا جائے۔ موقع موقع پر بڑی بڑی اور قیمتی تصویروں و دیزائن

تھیں اور بعض بعض جگہ نایاب جو اہرات جڑے ہوتے تھے غرض اس مکہ کا کل سامان ہوتا

ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کا تھا جو مکان لیا جاتا تھا اور خوبصورت ہوا کے لیے حسین کمینوں کی بھی

ضرورت ہی حقیقت یہ تھی کہ اس مکان کی کمین بھی اپنے حسن و دلبری میں بے نظیر تھیں۔ ہم اس

مکان میں دو لکڑیوں کو دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دہلی تیلی نازک گر شیدہ قامت جوان لکڑی جو

ایک دھلا دھلا شیشی لباس پہنے ہوئے تھی اسکا سہارا کیے ہوئے تھی یہ خود ملکہ بلیس ہوا اور دوسری کہ

جو اس کے بالوں میں لکھی کر رہی ہو لکڑی بٹراس کوٹ آف سو نہ ہو۔

ملکہ - (بٹراس کوٹ آف) دیکھو بٹراس - بٹراس - فرامیجے۔

ملکہ کیا تو جوان سی ہے و شہزادہ کو چاہتی ہو جواب میں ایک نگاہ کافی تھی۔ اسکو لائی اور نکالا تھوڑا سا

ملکہ بٹراس کیا وہ عالی نسب ہو۔

تلوار کا تھکار نہو جائے۔

تقریر کرتے وقت لیدی بٹرائس کے آنسو روان تھے اور ملک کے بشارے سے اہلی ہمدردی چمکتی تھی۔

ملکہ۔ بیاری بٹرائس صبر کر جب سے شہزادہ کیسے دلی گرفتاری کا حکم منسوخ ہوا اور وہ وارنٹ لگا

کو واپس آیا اور امین اور میرے مشورے پر میں اہداف میں لاپ ہو گیا اور کہ اگر سیاہ دیکھ دوں گا

دونوں مصیبت میں محض جاسین تو کوئی کتبہ نہیں اور حکم تو امید ہے کہ اخیر میں ہی نتیجہ ہونے والا ہے

لیکن تو کہتی تھی کہ دستہ و شریف نہیں ہے۔ پھر کیا بات ہے کہ اسکو کوٹ دستہ رکھتے ہیں۔

بٹرائس۔ وہ لشکر یون کی حمایت سے کوٹ مشہور ہو گیا ہے۔ لیکن اسکے پاس اپنی تلوار کے

سوا اور کوئی دولت نہیں ہے۔ ملکہ ساول بوربون شاہ نیپلس کے پاس کیا

دولت تھی ہمسایہ بٹرائس اس بات کی فکر نہ کرے دستہ و دنیا کی نگاہ میں تیرے قابل ہو جائیگا اگر تیرے

باب پر میرا کچھ بھی اثر ہے تو دستہ و کا کوٹ ہو جائے گا کون بڑی بات ہے۔

اسکے تھوڑی دیر بعد ملک نے بیٹا کھا کو باواز بلند بھارا۔

یہ لڑکی جو متصل کے ایک کمرے سے داخل ہوئی جشن کی طرح سیاہ تھی۔ اسکا نقشہ بڑا نہ تھا

مگر اسکی آنکھیں نہایت چھوٹی اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں اور ہونٹ بھی ایک دوسرے

بٹرائس جی نہیں بین یقین کرتی ہوں کہ اسکو اپنا سبب و نسب بھی نہیں معلوم ہو میرے دستہ و کو صرف اس بات کا تفاخر ہے کہ وہ اپنی تلوار کے ذریعہ سے اس منصب کو پہنچا ہے۔

ملکہ۔ نہایت سرگرمی سے، واقعی سچا تفاخر اسکا نام ہے بٹرائس میں اسکو بہت پسند کرتی ہوں۔

اگر وہ نسب کا اچھا نہیں ہے تو اسکی ذرت خاص تو شریفانہ ہے۔ اسکا چہرہ تو آفتاب کی طرح روشن اور

آزاد ہے۔ بیاری بٹرائس اگر چہ کو دستہ و ایسے شخص کا عشق ہوتا تو میں ہزار امانتوں کو سپرد سے

تصدیق کر دیتی۔ بٹرائس۔ ملکہ میں مرانا قبول کر دیتی لیکن

میرے کو تو یہی ہوتا ہے کہ شادی نہ باندھیں کوئی ملکہ۔ اور اسنے بتک تیرا چھوٹا سینہ چھوڑا اور

تیرا باب اب تک تجھکو اسکی بی بی ہونے کے لیے مجبور کرتا ہے۔

بٹرائس کا دل ایسا بھرا ہوا تھا کہ وہ جواب دہی کی مگر اسکی آنکھ سے ایک گرم قطرہ ٹھٹھک کر اسکی گردن پر

گر پڑا۔ ملکہ۔ (ازراہ تسلی) ہاں آنسو۔

بٹرائس شان جان۔ مجھ کو اس بات کا بیخ نہیں ہے کہ وہ مجھ کو ستاتے ہیں لیکن غضب تو یہ ہے کہ

ٹریوک دور میرے باپ کے ملازم دستہ و کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں ہر لمحہ ڈرا کرتی ہوں کہ وہ مجھ پر کسی دن ان ظالموں کی خونخواری

کے بہت متصل تھے وہ کبھی لوہیں نسل کی تھی
اور کبیش زبانی میں جواب دیتی تھی۔

ملکہ بہت کھانا کوشش کا رڈھانا گوہاری طرف سے
بندگی کرتا اور کہتا کہ ہم آجی کی دعوت میں نہ گئے
ہوئے سے معذور ہیں تو یاخو دجا یا ایک ملازم
کو بھیج دے۔

بیان کھا۔ میں خود ہی جاؤنگی۔

اسنے ملکہ کا اشارہ پایا اور وہ یہاں تک کی طرح
ایک حاد راہ شکر اہوان شاہی سے فوراً روانہ
ہوئی اور گڑ گڑاتی ہوئی دھوپ میں قدم تیر گئے
ہوئے چلی گئی۔

ابھا ہر اسکا کام بہت جلد بجا کیلئے کہ وہ دن سب
باقات کو طر کر کے جواہران آٹا پی کے متصل تھے
چند منٹ میں پہنچ جاتی مگر اسی وجہ ایک جوان
شخص کی طرف مائل ہوئی جو ایک خوالے کے قریب

بکے رخت کے سایہ میں تنہا کھڑا تھا اور اسکا ہرہ
بکنا وخی ہارڈ کی ہارڈی ٹوپی سے چھپا ہوا تھا۔

بیان کھا۔ اس کے قریب ٹھہر کر، اچھا، تم سو بندہ ہو۔
بندہ ہو۔ ان حسین بیان کھا میں ہی ہوں میں نے
خاکو ملکہ کے محل سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا اور مجھ کو
خاک تو دھوپ سے پہنچنے کے لیے بلخ کے
استے آئیگی۔

بیان کھا۔ اور تو ڈاکوؤں کی طرح میرے انتظار
میں کھڑا ہوا تھا۔

بندہ ہو۔ جان من یہ جاننے کے لیے کھڑا ہوا تھا

کہ تم جس دل کو میرے پاس سے اڑا لے گئی
تھیں وہ دہلیز بھی دو کی یا نہیں۔

بیان کھا۔ ہنس کر کہہ رہی ہو گیا ہو گیا اگر ملکہ مجھ کو
تیرے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیتی تو کیا
کہیں گی۔ تجھے اس بات کا بھی ذرا نہیں پتہ کہ
تیری گرفتاری کا انعام مقرر ہو چکا ہے۔

بندہ ہو۔ ہوا کرے۔ مجھ کو تو خالی چھوڑے مطلب
تیرے لیے یہ سر بھی حاضر ہے۔

بیان کھا۔ ارے سو خوف۔ کہیں میں ڈاکوؤں
کی بی بی ہونے لگی۔

بندہ ہو۔ لیکن اگر میں معاف کر دیا جاؤں تب
تو میری ہوگی۔

بندہ ہو نے فرط جوش سے اسکا بوسہ لے لیا
اور وہ جب کہ گھڑی ہو گئی اور کہا کہ اگر تو معاف
کر دیا گیا تو اور بات ہے۔

بندہ ہو۔ لیکن اب مار ڈالو سے کبھی نہ ملنا۔

بیان کھا۔ (ایک مصنوعی نفرت سے) ارے اس
کینے کا ذکر نہ کر۔ اکی صورت سے مجھ کو نفرت ہے

اچھا۔ بندہ ہو اب میں جاتی ہوں ملکہ نے امانتی کے
ہمان ایک پیغام بھیجا ہے۔

بندہ ہو ملازم کہ مرتبہ بغیر کھڑے، اچھا اسکا
بیان کھا خدا حافظ۔ لیکن آتا تو کرنا کہ ملکہ سے میری

سحانی کی سفارش کر دینا۔

بیان کھا۔ کوئی تیرے کہنے کی بات تھی میں قہر میں
ہی تیرے لیے ملکہ سے کہ چکی ہوں۔

وہ یہ مکر حلی سے نایب کے درخون میں ہو کر
مقتل کی آراضی میں ہو رہا۔

حالانکہ بیا نکا نے منع کر دیا تھا لیکن مجبوراً
کے بھانگ تک اسکے ہمراہ گیا اور یہ دیکھ کر کہنے
اسی شخص کو سلام کیا اور اسی شخص سے ملی جسکے
سے کچھ دیر قبل سہارہ قدرت ظاہر کرتی تھی غصہ
کی وجہ سے مفید ہو گیا۔ اسنے اسے دانت کھنکھائے
اور اپنے سینے سے ہتھول نکالنے لگا مگر اسے صرف
اسی برخواست کی کہ انکو گھونہ دکھایا اور پوچھی
جاکر کہنے سے ایک گلی میں چلا گیا۔

مارزا کو ایک چرخہ تھوڑا اور جوان تھا اسکی چال
میں جیسے کسی عیاشی اور جھوٹ اور صورت ایسی کردہ
تھی کہ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا انکھیں بھی
اور رشتہ میں اور اسکے کوئے رخ اور پوسے ہوئے
تھے۔ اسکی تلوار صولی تلواروں سے بہت لمبی تھی
اور پوشاک میں سب سے ممتاز اسکی مٹھی داخل
کلنی تھی۔ اس میں اور ملکہ کی خادمہ میں جس تیار
سے ملاقات ہوئی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دونوں
ایک دوسرے کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ آپس میں
ایک عرصہ سے گہری ملاقات ہو۔

مارزا کو۔ رہنمائی ادب سے اچانک۔ ادا لئی
کے باغات میں تھا اور کیونکر تشریف لانا ہوا۔
اڑکی۔ جنگو ایک خبر سنانے آئی تھی جو تیرے
مالک کے لیے بڑی مفید ہو۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ ملکہ کے کمرے کے پاس

اساتھاکا بھی کر دیا تھا چونکہ اسے کل گفتگو جو ملکہ کو
پیش آگئی میں ہوئی تھی سن لی تھی۔ اس لیے ایک
ایک لفظ مارزا کو سے بیان کر دیا۔

مارزا کو۔ میں ڈوک سے ابھی اطلاع دیتا ہوں
اور میں ذرا بھی شک نہیں ہر گز چھوٹی سے خوش
کے لیے جو جو تدبیریں سوچی ہوئی سب اچھی ہو گئی
لیکن ابھی غم و غم سے ایک بات کہنا ہو۔

اسنے بیا نکا کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسکی طرف محبت
کی نظر سے دیکھ کر بولا۔

مارزا کو حسین بیا نکا۔ تو اس غریب مارزا کو کو
کب نظر اُفت سے دیکھ گئی۔

بیا نکا۔ پیار سے مارزا کو۔ اطمینان رکھ۔ میں
تیری ہوں۔

مارزا کو۔ پھر بھی تو اس بھڑکے کے بے ہوش
سے ملاقات نہیں ہوئی جسکے خیمہ سے میں نے
جنگو بھاری درے میں چھوڑا تھا۔

بیا نکا۔ نہیں تو۔

حالانکہ بیا نکا ابھی مارزا کو کی طرح بدلت باطن
شرارتی مگر چونکہ اسکو مینڈو سے ایک قسم کی محبت
تھی اور نیز چند مگر جوہ سے جسکا حال اسکو معلوم تھا

اسنے مارزا کو سے مجبوراً کہا کہ میں غم میں بیان کیا
مارزا کو۔ بیا نکا۔ تیرے لیے ہر بات ہوگی تو اس
سے کہی نہ لے۔ وہ جو دنیا کیسے نہ ہو کہ اچھی محبت

خالی از نقصان نہیں ہو۔ وہ کہہ لیتا میں اچھی ایک
ایک بوٹی ملی کہ توں سے بچو آؤ لون گا۔

ایک بوٹی ملی کہ توں سے بچو آؤ لون گا۔

سنا نکا۔ (جادو کو سر سے اڑھکڑ اور مارزاؤ کو
تے شیطانی خیالات سے ڈر کر۔ اچھا مارزاؤ
اب میں جاتی ہوں۔)

مارزاؤ کو۔ خدا حافظ۔ یہاں نکا۔ خدا حافظ۔
وہ ایک دو سو سے بڑھ چکا۔ یوں اور بڑھ رہا
میں جوان ڈیوک مانفی کو اس خبر کی اطلاع
ہو گئی جو یہاں تک لے کر سے آکر مارزاؤ کو
پہنچائی تھی۔

جب وقت مارزاؤ نے اسکو اطلاع دی وہ اپنا
سہو بگاڑے ہوئے ایک تحریر پر زور کر رہا تھا اور
اسکی سیاہیشانی مسدود تھی ہوئی تھی کہ اسکی صورت
دور تھی ہوئی تھی غریب بھلی ہوئی مایم ہو گئی
مانفی بے خبر کر کے یکمیدہ غلابازہ شہر کو بے تاب
مانفی اور اسکی اسیدوں کے درمیان حاصل رہ گیا
(حضرت سے) واہ۔ بباد مارزاؤ تو اور تیرے ساتھ
ہو اور گیارہ لوٹے وفادار اور ایک حلال ہیں وہ
مارزاؤ کو اپنے لگا اور ہاتھ بڑھا کر کچھ کئے وہ
تھا کہ ڈیوک غصہ سے بولا۔

ڈیوک۔ ناشکوں نے انہیں بنے کر میری باتوں
اور خیر شخص کھلو۔ میرا۔ میں اس کا بھروسہ
کوئی وہ سبھی انتظام کر رہا تھا۔ پلاٹو ایک طرف
کیسلی سے جا کر کہہ کہ مجھ سے ادا ہونے کے
میں ملاقات کرے۔

فائل نے چون تک نہیں کی اور جیک سے جانا
اور ایک گشتہ بعد ڈیوک نے اپنے بھائی

ایوان شاہی کو واپس آیا۔
شاہ سیلس اپنے پرنٹ کرے میں شہر فرما
تھے جو ایوان کے اس بازو پر واقع تھا جس کے
خاوی ملک کا کرہ تھا۔ نوجوان ڈیوک مانفی اور
اسکا سیکر دوست ڈیوک آئی کیسلی اس کے
میں بلا اطلاع چلے آئے اور گو شاہی ملازمتوں کو
ایک سیاہی نے کوشش بھی کی کہ وہ بغیر اطلاع
نہ جائیں مگر انہوں نے مطلق خیال نہ کیا۔

یکمیدہ دیکھ کر بادشاہ متحیر ہو گیا اور حالانکہ
ڈیوک کے ساتھ بڑی غری رعایتیں کرتا تھا مگر
مرتبہ اس کے غل جھٹ سے اسکا غصہ ایسا بھڑکا
گیا کہ وہ اسکو پوشیدہ رکھ سکا۔ لیکن ڈیوک بڑا
جستار بنا تھا۔ اسنے اپنی بھئی دار تقریر سے
بادشاہ کا غصہ دور کر دیا اور کہا۔

امانفی میں اعلیٰ حضرت کو دست ہیں کوٹ و نثر
کی ایک شکایت پیش کرنے والا ہوں۔

بادشاہ نے اسے اسان اور متعجب ہوا اور کہا تم
پر یہ خبر میری اس کے جو کہ مجھے شہزادہ کیسلی سے
میں نے یہ خبر دے دی ہے جو اس کے رفا کے معاملہ میں
انہوں نے شائع کرنا نہیں چاہتے۔

امانفی۔ عالی جناب۔ یہ امر مجھ سے بالکل بیخبر
کہ حضور کے بیٹے میں دخل انداز ہوں لیکن
یہ بھلا کس نے یہ خبر دے دی ہے اور کیا ایسا آدمی
شہزادہ کیسلی کو بھی اس کے شاکی ہیں۔

بادشاہ آخر تم میں جو ان الزام لگاتے

بادشاہ۔ بیشک یہ شخص گرفتاری کے قابل ہی
 امانفی۔ یہ مجھے پہلے ہی سچ لیا تھا کہ حضور
 اسکو بغیر قید کیے نہ چھوڑینگے اور اسوجہ سے
 پہنے ایک لمحہ تامل نہیں کیا اور فوراً آپ کی
 خدمت میں حاضر ہوئے۔ اگر حضور گورنروں
 کے نام اپنی گرفتاری کا حکم صادر فرمائیں تو بہت
 مناسب ہے۔ ہم اپنے ہمراہ لیتے جائینگے۔

بادشاہ ان لوگوں کو کسی طرح لانا چاہتا تھا
 اسنے سلطنت میں جلس کے قید خانہ سینٹ ایلو
 کے گورنر کے نام جلدی سے ایک حکم لکھ دیا
 اور دونوں دوست طعنے ہو کر رخصت ہوئے
 انکو جاتے ہوئے درہنہ ہوئی تھی کہ شاہ میں
 نے دروازے بند کر کے قفل لگا دیا پر وہ پٹا لٹو
 پہلے ڈانٹا کے عارض تان اور بعد کو پوچھ کر خود
 خود اٹلا۔ مصنوعی سنجیدگی سے شاہ غایق
 محکو آپ کے ملکی راز معلوم ہو گئے۔

وہ یہ کہہ کر گئی اور اپنی جوتیاں پہنے کیلیے
 جھکی کیلئے کہ وہ ڈیوک آف امانفی اور کیسلیر سے
 نظر پانے کیلئے بھاگ کر دروازے کے چھچھے چھب گئی
 تھی اور جلدی میں جوتیاں چھوڑ دی تھیں۔
 ڈانٹا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب حضور کی طبیعت
 سے بھر جائیگی تو اسکو بھی سینٹ ایلو کے قید خانہ میں
 بھجوا دیں گے۔

بادشاہ۔ ہنس کر اور اسکو اپنی آغوش
 میں لیکر انہیں میری دھڑیپ پانٹھور لیدہ نہیں

امانفی۔ میں اس پر اس بات کا اصرار لگاتا ہوں کہ
 وہ ان ڈاکوؤں سے جو ہاٹوں میں کثرت سے
 بھرے ہوئے ہیں راہ ورسم رکھتا ہے اور انہیں
 ایک ڈاکو بلڈیوٹو جو جسکی گرفتاری کا حضور
 نے بہت بڑا انعام مقرر فرمایا ہے۔

بادشاہ۔ کیا یہی بات ہے۔
 امانفی۔ حضور انہیں برائے نام فرق نہیں ہو
 آپ کے خاص خدام اور میرے معزز دوست
 ڈیوک کیسلیر نے خود اسکو ان لوگوں سے گفتگو
 کرتے دیکھا ہے جو ڈاکوؤں کے ہر کام اور کارند
 بیان کیے جاتے ہیں۔

ڈیوک آف کیسلیر یہ دیکھ کر شدید گہا کہ
 کالے ڈیوک نے خود میرے منہ پر جھوٹ بولا مگر
 اسنے بھی بان میں بان ملا دی۔

بادشاہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ڈاکوؤں کو شہابی
 افواج کے پھندے میں لانا چاہتا ہے۔

امانفی۔ اور اسکا خوشامدی ہنسنا اور اوال لکھ
 نے یہ کہا۔

ڈیوک امانفی۔ حضور کو یاد ہو گا کہ وہ ٹیمر کے
 ویرانہ میں ان ڈاکوؤں کی امداد سے بچ گیا تھا
 ورنہ میں اسکو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں
 پیش کرتا۔ محکو یاد آگیا ہے جو ڈاکوؤں کے گفتگو
 بیشک ٹیوی محشو قہر معلوم ہوا کہ اسنے واقعہ
 پیشہ کے بعد ایک ہفتہ تک ان ڈاکوؤں کے ساتھ
 مانی کار و نیو میں قیام کیا۔

ہو سکتا تیرے آفتاب حسن کی روشن کبھی کم نہو گی۔
آؤ شیطانی بازی ہو جائے۔

ڈانیلّا حضور معاف فرمائیں۔ اس غیبت ماضی نے
میری ساری راحت خاک میں ملا دی۔ دوسرے
تھیٹر میں مشق کا وقت بھی گزر چکا ہے۔

بادشاہ۔ دربارت سے اسکا ہاتھ پکڑ کر خدا
اس تھیٹر اور مشق کو غارت کرے۔ اسے میری
حسین مجہدین اسوقت بھگو چھوڑ کر نہ جا۔

ڈانیلّا۔ ہنس کر اور اپنا ہاتھ اس طرز سے پھرا کر کہ
بادشاہ کے مزاج میں کوئی فرق نہ آیا، حضور اگر
میں ہوتے نہیں جاتی ہوں تو آج رات کو تاشہ کیا ہوا

وہ چند منٹ کے بعد اسکا ڈی میں پھینک کر اوان لپی
کے کچھ اسٹاک پکڑ لی ہوئی تھی اپنے کانگو جلی گئی۔

ڈانیلّا کو برائے نام ہی تھیٹر جانے کا خیال نہ تھا
اسنے دسترو کو اس خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے
ملازم کا بھیس بدلا اور جلدی سے چارے ہیرو
کے مکان کی جانب روانہ ہوئی۔

وہ تھوڑی دیر میں دسترو کے مکان کو پہنچ گئی
لیکن گیا کو موندے دسترو کے کمرے کا دروازہ بند
کر دیا اور کہا۔ کوئٹ گھر میں نہیں ہے۔ انھیں
سارے نوکڑے ایک ہفتہ ہو گیا۔

ڈانیلّا۔ تو بھگو چھوڑ چکا قبلہ گاہ نظر آتا ہے۔ ابھی
کل رات کا ذکر ہے۔ میں نے اسکو شاہی تھیٹر کے
سامنے کی گلی میں جلتے ہوئے دیکھا تھا۔

گیا کو سو۔ نہیں وہ کوئی دوسرے ہو گا۔ یہاں کی

کا ایک جوان خنثیلین بھی رہتا ہے۔ اسکی صورت
میرے مالک سے اسقدر ملتی ہے کہ میں خود
مشکل سے تمیز کر سکتا ہوں۔

ڈانیلّا۔ رہے صبری سے، پس بس۔ دیر نہ کر
یہ بے اپنے مالک کو یہ انگوٹھی دے آ۔

گیا کو موندے انگوٹھی لپی لگ جانے میں کچھ تاخیر
ڈانیلّا۔ سوختا کیا ہے جاتا کیوں نہیں۔ قید خانہ
سینٹ ایلیو کا نوٹرز اسکی گرفتاری کا حکم ہے آتا

ہو گا اور تیرا غریب قی پکڑ جائیگا سنایا حسین
گیا کو سو۔ اچھا اس وہم کا علاج ہو جائیگا۔
تم یہاں ٹھہرے رہو۔

گیا کو سو انگوٹھی لیکر غائب ہو گیا اور ڈانیلّا
دروازے کے باہر کھڑی رہی۔

چند منٹ بعد وہ واپس آیا اور ڈانیلّا کو بلا لیا
دسترو نے اپنے نوکر کی بے ادبی کی ڈانیلّا سے
معافی مانگی اور کہا کہ مجھ کو دسترو وہ کیوں اتنے ہڑت
کی تھی کہ اسنے کمرے سے نہ نکلنا اور اگر کوئی بی

دوست بھی آئے تو بھی اس سے نہ ملنا۔

اسنے جلدی سے اپنی آمد کا مدعا بیان کیا اور
دسترو نے اسکی فمائش کے مطابق اپنے فوجی
کمروں پر ایک لمبا نیلا چنچہ جیسا نیپلس کے

کارٹرگ ہینٹے تھے ڈال لیا اور اپنی پوشاک میں ہل
تہ ملیاں کین جو ڈانیلّا بتاتی گئی۔

ڈانیلّا۔ ارزا خدا جلدی کیجیے۔ یہ قوت تھیں
اوقات کا نہیں ہے اور یہ تباہی کیسی کو یہ تو خیر نہیں ہے

کہ آپ کا گھوڑا گلوں کے اچھیل میں بندھا ہوا ہے۔
 وستر و خیمین بیاری ڈال دینا کسی کو خیر نہیں ہے۔
 ڈال دینا۔ شاہانہ۔ اب ہم میرے ہمراہ چلے آؤ میں
 تمھارے ساتھ فارچوٹھو کے مکان تک چلوں گی وہاں
 فارچوٹھو کے مائیں کا روٹیوں کو بیوی بچا دیکھا وہاں
 رہنے والے ہیں جو پھر کوئی تمھارا چھین کر سکتا۔
 وستر و خیمین لیا کوٹھو کے چند ہر امتین کین اور بہت سا
 روپیہ لیا کہ اپنے رہنے کے ہمراہ چلا گیا۔

جب وہ خاص شہر کے سب سے پہونچ گئے تو
 ڈال دینا نے بھی نظر ڈالی اور دیکھا کہ قید خانہ کا
 ایک کمارو بیٹے تھے سوئے لیے اور سیاہ کانٹیاں
 لگائے اس مکان کو گھیرے ہوئے تھے جس میں سے
 یہ لوگ ابھی نکلے تھے۔

ڈال دینا بخر وقت سے نکل آئے۔ اب یہاں
 دو مہینے کی بھی بچائش نہیں جو بس جیسے جیلو
 انھوں نے کچھ دور پہونچ کر ایک گاڑی کرایہ کی
 اور اس میں بیٹھ کر بڑے گویوں کے ہوش ہوئے
 بڑھا گویا، ایسا باتونی تھا کہ انکو ہوش پہونچے
 دیر نہیں آئی تھی کہ وہ کہیں اڑانے لگا مگر وستر
 نے قسم دلائی اور ڈال دینا کے ایک اشارہ سے اسکو
 خاموش کر دیا اور وہ آٹا آٹا میں وستر کا تسلیم اور
 ایک دوسرا جانور تیار کر کے لے آیا۔

جب وہ سوار ہوئے اور گھوڑوں کو خیر کردیا تو
 ڈال دینا نے اس ملاقات اور گفتگو کی مفصل کیفیت
 بیان کی جو بادشاہ اور مالکی کے درمیان ہوئی تھی

مکرات سے یہ زمین بیان کیا کہ یہ کیفیت خود سنی ہو
 بلکہ یہ کہا کہ میں نے ایک بڑی بڑی خبر سنی ہے۔
 اس سفر کے ابتدائی سفر کو زمین کوٹ وستر وائل
 خاموش اور افسردہ تھا۔ اسکو اس کی لگا شہزاد
 کیسوا پر پھر بادشاہ صاحب کی حمایت سے بزدل
 ہوئی تو اسکو بھی پیرائیں سے ملنے کی اجازت
 مل جائیگی اور اگر اجازت نہ ملے گی تو اس شہر میں
 رہنے کی خوشی ہوگی جس میں اسکی معشوقہ رہتی ہے
 لیکن موجودہ کیفیت دیکھ کر پیرائیں اور افسردہ
 ہو گیا مگر ڈال دینا کی خوبصورتی اور شیریں بانی نے
 اسکی افسردگی بہت جلد دور کر دی اور غم خیز بنایا
 گرویدہ بنالیا جب وہ ایک گھر سے چشمہ میں اترنے
 لگے تو ڈال دینا کا گھوڑا اسکی حرکت یا نا دانستگی سے
 بھڑک گیا اور اگر وستر و اسکو بڑا کڑے خوش میں
 نہ لے لینا تو وہ یقیناً پانی میں گر جائیگا اسکا گھوڑا
 اسکی رائے کے نتیجے سے نکل گیا اور جب تک چشمہ
 نہ ہو گیا وستر و اسکو تھا رہا۔ اس کے ملائم ہاتھ
 وستر و کی گردن میں لپٹے ہوئے تھے اور اسکا
 سڈول سر اس کے سینے پر تھا۔ قبل اس کے کہ وہ
 ڈال دینا کو اس کے گھوڑے پر بٹھائے وہ اسے جتنا کہ
 حالت کو دیکھ کر ایسا متاثر ہوا کہ اس نے اس کے
 شیریں لبوں کے متواتر بوسے لیے۔

ڈال دینا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور بظاہر ایسا معلوم
 ہوتا تھا کہ اسکو یہ حرکت نا پسند تھی مگر یہ ناز و
 محض بناوٹ تھی اور جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا

اور کچھ دور نکل گئی تو کچھ وقتہ مارنے لگی۔

دوسترو! اپنی اس حرکت پر سخت ناام اور سافہلو اور اس کے بعد ایسی خاموشی اختیار کی کہ اس نے ڈانٹا کی کسی حرکت پر اپنا خیال رجوع نہیں کیا وہ اس سے شروع سے ڈر رہا تھا اور اب بھی دست بدعا تھا کہ خدا اس قتالہ عالم کے مکر و فریب سے بچائے۔

آخر وہ آنکھ بھونچے جہانے چٹانی اور اس پر زین شروع ہوئی کئی اور بہادر کار راستہ تھا یہاں پہنچ کر ڈانٹا نے اس سے نصحت ہو گیا اور وہ ظاہر کیا اور کتا ڈانٹا میں تھیر کے وقت پر پہنچ جاؤ گی آپ اس بڑک کو نہ چھوڑیں اور سیدھے چلے جائیں ایک گھنٹے سے کم میں یا تو خود فارچونٹیو یا اسکا کوئی دوسرا ساتھی آپ سے ملے گا۔

اس نے اور کچھ نہ کہا اور افسردگی کے ساتھ وہیں ہونے کے لیے مڑی تھی کہ دوسترو نے اس کے گھوڑے کی راس بکڑ لی۔

حالانکہ وہ ڈانٹا کے بھندے میں بھینے سے ڈرتا تھا لیکن اسکی فیاضانہ اور آزادانہ طبیعت اس خیال سے بہت گھبرائی کہ وہ اسکو حالت میں چھوڑے جاتی تھی۔

دوسترو! اسے میری رہنما دوست سے زیادہ عزیز تھیں میں یقین کرتا ہوں کہ تو جیکو اسطور پر نہ چھوڑ دینی اور جانے کے قبل جیکو اجازت دینی کہ تیری اس شریفانہ خدمت کے صلہ میں تیرا شکریہ ادا کروں۔

ڈانٹا۔ مجھے شکر یہ کی حاجت نہیں ہر میں نے جو کچھ کیا ہے صرف تیری محبت کے سبب کیا ہے۔ اسنے یہ بات اس سادگی اور صدقہ حقیقت سے بیان کی کہ دوسترو! جواب ہو گیا۔ ڈانٹا۔ دوسترو! تیری ہی عنایت کافی ہو کہ کچھ کبھی کبھی یاد کر لیا۔

دوسترو! اسے بہن یاد کی کیا حقیقت ہے تیری خوبصورت تصویر ہمیشہ میرے دل میں رہی گی۔ ڈانٹا۔ تعجب سے کیا کہا بہن! بھلا بس اسنے کوئی جواب نہیں دیا صرف اس شکر کی طرف اشارہ کیا جو بہادر کو گئی تھی اور اپنے گھوڑے کی راس چھوڑ دی۔ دوسترو! افسردگی اور افسردگی سے روانہ ہوا لیکن جب وہ کچھ دور نکل گیا تو ڈانٹا مڑی اور بڑی دیر تک حرمانی اور افسردگی سے اسکی طرف دیکھتی رہی آخر وہ نظر غائب ہو گیا اور ڈانٹا اخصصہ سے ”بیٹر اسڈیٹر اسڈیٹر“ کہی گھوڑا دوڑائی نیپلس کی طرف روانہ ہوئی۔

ساتواں باب

ڈانٹا دوسترو کے پاس سے اپنے گھرائی اور گھر سے تھیر گئی۔ چونکہ اسنے شاہی خاندان کے روبرو پروت پانچ کا اقرار کیا تھا اسلیے جون ہی سبک ناچ ختم ہوا وہ شاہی نیپلس کی نگاہ میں سوار ہو کر شاہی محل کو روانہ ہوئی۔ بادشاہ باطنی ایسا بوقوف تھا کہ وہ اس پروت پانچ کو اپنی بدنامی

بیا نکاحا جب تماشہ کے وقتوں میں قہوہ کا دواؤں پر
 ہو گا تو کوئٹس کے پالے میں اسکا حق ملاؤ گی
 تم نہ گھبراؤ میں سب جو کھوں اپنے اوپر پرتی ہوں
 ایک پردہ کے چھید کی طرف انگلی دکھا کر یہ دیکھو
 اس چھوٹے چھید میں سے وسیع ہال کی ساری
 کیفیت نظر آتی ہے جب قہوہ شاہی ٹبروں کر
 رو برو پیش کیا جائیگا تو زہر کا پالہ کوئٹس کے
 ہاتھ میں دید ونگی ہم یہاں سے دیکھتی رہنا۔
 جب میں رومال گردوں تو تم سمجھ جانا کہ کوئٹس
 کی خیریت نہیں ہے۔ لباب مجھ کو شیشی دید ونگی
 اسنے اٹھایا لی زبان میں اس جلدی سے
 اپنا مطلب بیان کیا کہ بڑی مشکوں سے
 ڈانٹا کی سمجھ میں آیا۔
 بیا نکاحا۔ کیا انکو مجھ پر شک ہے۔
 ڈانٹیلانے مطلق تامل نہیں کیا لیکن بیا نکاحا کے
 بڑھے ہوئے پر شوق ہاتھوں میں زہر کی شیشی
 دیکر کانپنے لگی۔
 اسوقت وسیع اور روشن ہال کے حاضرین
 کی باتیں اور قہقہے صاف سنائی دیتے تھے
 اسچ کے منہ سے جو صبح سے اسچ کی تیاری
 میں لگا ہوا تھا۔ اور خاص اسی خوض سے
 شاہی چھتر سے بلیا گیا تھا اطلاع دی کہ
 سب سامان تیار ہے صرف ڈانٹیلانے کے آنے
 کی کسوٹی۔ ڈانٹیلانے کی تیاریاں خفقہ ختم
 ہو چکی تھیں اسنے بیا نکاحا کو رخصت کر دیا اور

اسچ پر جانے کے لیے آمادہ ہوئی۔
 ڈانٹیلانے اس چھید سے بھاگنا جس سے
 کل تماشائیوں اور پردے اور روشنی کی جگہ
 صاف نظر آتی تھی اور دیکھا کہ نیپلس کے خاص
 خاص شرفا و امرا اور منتخب لیڈیان جمع ہیں و شاہ
 اور ملکہ ممتاز دیکھوای پر جو ایک نیچی ڈلیس
 پر بھیجی ہوئی تھیں جلوہ افروز تھے اور شہزادہ
 کیسوا اور امانی بھی مع اسنے اپنے رفقا و
 مصاحبین کے موجود تھے لیکن شہزادہ کیسوا
 کو یہ خبر نہ تھی کہ شہزادی گرفتاری کا حکم صادر
 ہو چکا ہے اور وہ شہر سے باہر چلا گیا ہے۔
 شاہ نیپلس کے سامنے اور ملکہ کے بعد کوئٹس
 بیٹرائسن بھیجی ہوئی تھی اور نہایت درجہ دلربا
 نظر آتی تھی۔ کوئٹس کے بعد ڈیوک آرسنی بھاجا
 ملکہ کا ایک قریبی رشتہ دار اور شاہ کا رلو کا
 بڑا معتمد اور منعم لگا مصاحب سمجھا جاتا تھا
 تماشائیوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ تھی
 اور چونکہ پاستورا نے یہ پروت جہلہ دل ہی
 مرتبہ دیا تھا اسلیے حاضرین میں عام طور پر
 سب کو تماشے سے دلچسپی تھی۔
 تماشے کا ابتدائی حصہ جیسا کہ شام کے مطال
 ہو کر امون میں شائع ہوا تھا یہ تھا کہ کوئٹس
 ایک لہر سے بھٹی نظر آئیگی۔
 سازندوں نے آہستہ آہستہ ہاجا بیا نکاحا شہر سے کیا
 اور پردہ دھتے ہی ہمند کا ایک سین نظر آیا

اُس زمانہ میں شیخ اور سینہری کا سامان تہج کے مقابلہ میں بالکل حقیقت اور غیر مکمل تھا۔ لیکن روپیہ ایسی چیز ہے کہ سب سامان بہم پہونچا دیتی ہے۔

شیخ نے نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر لہروں پر لہریں اٹھ رہی ہیں اور ایک جزیرے سے جو سمندر کے پشت پر واقع تھا بار بار ٹکرائی ہوئی تھی اور بد کے درخت آہستہ آہستہ لہر رہے تھے اور باجے کی آواز ایسی سیاری تھی کہ خود دل میں ایک لہر اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

یہ ایک بادل کو جانا شروع ہوئے اور بجلی چمکنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ آسمانی دیوتاؤں نے ہلوائی ہو رہی ہیں جیسا کہ کہ نہ تو آوازوں کے بازو اور ڈھال تک جگمگے ہوئے نظر آتے تھے اور چہرے بادل دور ہوئے مفتوح۔ دھماکے کے خون کے شیشے ٹپکے قطرے سمندر میں گرے ہوئے دکھائی دیے۔

تھوڑی دیر میں سمندر سے سفید بخارات اٹھنا شروع ہوئے اور ایک ستون سا بن گیا یہ ستون کچھ دیر تو کھڑا رہا اسکے بعد باجے کی مریلی آواز میں آسمان پر اٹھ گیا۔ اور ایک حسین مہربین سمندر کی لہروں میں سے چھوٹی ہوئی نمودار ہوئی۔ اس وقت ہر تاشائی ڈانٹا کی تعریف میں طلب لگا تھا اور حقیقت بھی یہ تھی کہ وہ تعریف کی سچی تھی

ہو تیار مشاطہ کی کار گیری سے اسکے خوبصورت بانوں میں ایک عجیب و دلکش کیفیت پیدا ہو گئی تھی اور اسکی سادہ ڈھیلی پوشاک جو کبھی سرے کھانسی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی اس موقع کے لیے نہایت ہی موزوں تھی۔

باجے کی مریلی آواز پر ڈانٹا کا جوش بڑھ گیا اور اسنے اپنی دھڑبڑ آواز سے مغل کو اپنا مفتون بنالیا۔ وہ اسی جوش سے بڑی دھڑکنا چتی رہی۔ آخر پردہ گر۔ اور پردہ گر نے ہی پہلے تو ایک سناٹا مچھا گیا۔ بعد کو تعریف کے کمرے

اس زور سے بلند ہوئے کہ ایک کو دوسرے کی آواز پہنچنا مشکل ہو گیا تا شاکیوں میں ہرکس پر اس نراج کا ایک خاص اثر پڑا۔ اسنے تقریباً ڈانٹا کا کالج کئی بار دیکھا تھا مگر سابق میں وہ اسقدر نزدیک کبھی نہیں بھیجی تھی کہ اسکے حسن اور اوڑن کو ابھی طرح سے مشاہدہ کر سکتی تھی۔ آج اسکو شیخ کے نزدیک بیٹھے کا اتفاق ہوا اور حالانکہ وہ اپنی مذہبی تربیت اور پاکبازی کی وجہ سے اس تماشے کو مخرب اخلاق سمجھتی تھی لیکن اس میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ اسکے مزاج پر بھی ڈانٹا کے حسن نے اپنا سحر ڈالا۔

ڈیوگ آکر سینی۔ (اسکے کان میں) حسین کنکش اگر سارے سینکس میں تمھارے ٹکری کو کبھی حسینہ چرتیہ ہے۔

لیڈی نے صرف اپنا سر جھکا لیا۔ جواب نہیں دیا۔

وجہ کیا تھی کہ گو وہ اپنے دل سے ڈانٹتا تو حسین جانتی تھی لیکن ڈیوک کی اس گفتگو کو بے محل اور خلاف شان سمجھتی تھی۔

ڈیوک آج رات ڈیوک آف اٹلانی کمان ہے بادشاہ نے اتفاق سے یہ بات سن لی اور اس کی طرف ایک بر مطلب نکلاہ سے دیکھا۔ ڈیوک خاموش ہو گیا اور بیٹرائس بھی خاموش ہوئی کہ ڈیوک نے اس گفتگو کا سلسلہ بند کر دیا چھوڑی دیر بعد مغرب حاضرین کے رو بہو ناشہ پیش کیا گیا۔

ملکہ کی بہت ہی پیش خدمتین بیا نکا کی نگراں تھیں حاضرین کے رو بہو کھانے کا سامان رکھ رہی تھیں ناشہ کے بعد سونے کے چھوٹے چھوٹے بیاو نہیں قہوہ پیش کیا گیا اور ساتھ ساتھ بیٹرائس کے رو بہو قہوہ کا بیاو پیش کرتے وقت اپنا رومال ڈال دیا اس وقت ڈانٹا کی وحشت آلود آنکھیں دیکھنے کے قابل تھیں۔ وہ اپنے کمرے کے آس چھوٹے جھڑو کے سے جھانک رہی تھی اس کا کلیجہ بانٹوں اچھل رہا تھا اور رخسار سے زرد پڑ گئے تھے۔

وہ اب بھی وہی پریشاں ہے ہونے لگی جبکہ ہنسنا کر تھیرتیں تاجی تھی لیکن ساری خوشنمائی کا نصف حسن اسکے رخساروں سے غائب ہو گیا تھا اس کی خوبصورت پیشانی سمت کر چھوٹی رہ گئی تھی اور آنکھیں ایک متوجہانہ طریقہ سے جھک رہی تھیں۔

اسنے بیان کیا کہ ہاتھ سے رومال گرتے اور

اپنے بھولے رقیب کو اپنے ہاتھوں میں موت کا سیالہ برتنے دیکھا اور اسے جو اس کم میسے۔ لیکن کونش نے قہوہ نہیں بیا اور بیاو جان ڈیوک آرسینی کو بکڑا دیا جو ان ڈیوک نے جو ایک بیاو لے بی جکا تھا اس پیاسے کو تین خوشی سے لے لیا اور غٹ غٹ بی گیا۔ ڈانٹا مٹھی باندھ کھڑی ہو گئی اور فریٹھ۔ اس طوفان جوش کے ایک لمحہ بعد ڈانٹا نے آئینہ اپنے رو بہو رکھا اور اپنی پوشاک میں چند تبدیلیاں کر کے پھر تاج پر آئی۔

پردہ اٹھا اور دوسرا سین نظر آیا۔ ڈانٹا اپنے گے لیے کھڑی ہوئی تھی لیکن اس وقت نوجوان ڈیوک آف آرسینی سخت تکلیف سے جھلا کر اپنی کمری سے زمین پر آ رہا۔ پردہ فوراً اگرا اور تماشاخی خوف سے ٹکٹکھڑے ہوئے۔ اور ڈیوک آف آرسینی کے گرد جمع ہو گئے ملکہ پلس اور ہر شخص ایک سکتے کے عالم میں تھا۔ ہر شخص کو تعجب تھا کہ وہ جوان جو ابھی چند منٹ قبل صحیح سالم تھا اس کو سادہ حالت میں پڑا ہوا سکتا ہوا ڈاکٹر بھی حیران تھا کہ ڈیوک کو کیا کیا کیا ہو گیا۔ جوان ڈیوک شدید تکلیف سے پڑا جمیں تھا اس کی آنکھیں غیبی گری تھیں اور نہ بچے نہ نکل رہا تھا۔ ڈیوک صرف پانی پانی پکار رہا تھا لیکن قبل اسکے کہ پانی کا گلاس اس کے منہ میں لگا یا جائے اس کے ہاتھ پیروان میں بیچ پیدا ہوا اور ایک ہی چمکی میں

اسکا دم نکل گیا۔

یہ بیان امکان سے باہر ہو کہ اس فوسنٹاک اور اتفاقہ واقعتہ معزز تماشا بیون کر کس قدر خوف غالب ہوا بلکہ تو بہوش ہو گئی اور ہنگوٹھا کر لے گئے۔ کونٹس سوئٹولڈ کے ساتھ گئی مگر اسکا چہرہ سفید ہو گیا تھا اور بدن پر لرزہ طاری تھا۔ ساری محفل کے چہرے اترتے ہوئے تھے لیکن بڑھے ڈاکٹر کے چہرے پر کوئی تبدیلی نہ تھی۔ حالانکہ اسکو کچھ شبہ ہو گیا تھا کہ نہ ہی دیا گیا ہو لیکن اسے بہت سی مستفسر تہنگاہوں کے جواب میں صرف اسقدر کہا کہ ڈیو کے دل کی جاری سے قضا کی۔

اب ڈاکٹر کے لیے ٹھہرنے کا مقام نہ تھا۔ اسے جلدی سے کپڑے پہنے اور کھٹیر کے پیچہ کو ہمراہ لیکر محل سے چلی گئی۔

جوان اڑسینی نے لاشہ کو مشکل سے کمرے کے باہر لے گئے ہونگے کہ چھوٹا مالفی اپنے خوشامد کیسٹر کو ہمراہ لیے بے تکلف داخل ہوا۔ اسکی اور اسکے دوست کی پوشاک سے ظاہر ہوا تھا کہ وہ بہت بڑا مفرکے آئے ہیں اور مالفی ایسا گرایا ہوا تھا کہ اسنے مشکل سے بادشاہ کی ملامت آمیز نگاہ کا بھی خیال کیا۔

بادشاہ (سخت ناراضگی سے) مالفی۔ کیا تو ستری ہو گیا ہو یا یہ کوئی نئی پوشاک ہے جسکو تو رنج کرنے کے لیے پہن کر آیا ہو۔

مالفی۔ حضور معاف فرمائیں میں ایک غوری کام سے آیا ہوں۔ اسوجہ سے میں نے پوشاک کا خیال نہیں کیا۔

بادشاہ۔ کیا بات ہے۔

مالفی۔ جالاک و سنٹو بیکر بھاگ آیا۔ شہزادہ کیسوا اور اسکے دوستوں کو سخت حیرت تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے مالفی نے اس خاموشی سے جاں بچھا یا تھا کہ انکو و سنٹو کی گفتاری کے حکم کا حال اب تک نہیں معلوم تھا اور پہلی تہ تھی کہ وہ اس کیفیت سے آگاہ ہوئے۔

بادشاہ۔ تعجب سے بیکر نکل گیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

مالفی۔ جی ہاں۔ اسے اصاف نکل گیا خدا بھائی کمان گیا۔ کسے گیا اور کون لے گیا۔ یقین جانے گا میں اور کیسلیڈ و نوٹن نے قید خانے کے گارڈ کو لیکر تمام گلیاں۔ ناکے۔ بازار، مکانات غرض سارا شہر چھان دالا اور حضور کے احکام کی بجا آوری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ دعا باز و سنٹو اسوقت اپنے ڈاکو و سنٹون کے یہاں چین کر رہے ہیں۔ شہزادہ کیسوا کو یہ آخری بات ایسی تیری معلوم ہوئی کہ وہ گیارہ گئی اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی خجندی اور شان سے ہم کلام ہوا۔

شہزادہ۔ یہ موقع نہیں ہے کہ میں اپنے خاندان کے ایک زبردست اور وفادار معاون اور حضور

کے روبرو۔

کیسوا۔ ہاں یہاں۔ اور بادشاہ کے روبرو
اور یہاں نہیں تو جہان تیار دل جا ہے لڑے۔
بدھاما مافی بھی کوئی بد دل نہ تھا اب اسنے
بھی اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور چند
بے غرض جہاں یہ دیکھ کر کہ دونوں میں کھم کھا
جنگ ہونے والی ہو لگ ہٹ گئے لیکن اس
موقع پر مافی کا ایک خاص ملازم جسکے
بشہرے سے سخت انتشار شکتا تھا آیا اور باپ
بیٹے کو علیحدہ بلا لے گیا۔

ایک لمحہ کے بعد باپ بیٹے واپس آئے
لیکن باپ کی آنکھوں سے خون برس رہا
تھا اور چہرہ انگارہ ہو رہا تھا۔

شہزادہ امانفی۔ اس خوش سے کہ بادشاہ
نے سوجی کھلونے کی طرح اپنی آنکھیں بند
میں حضور سے انصاف کا بلتھی ہوں اور کوون
نے فار جو نیو نیو نے نفست بلند ہوا کوئی ریختار
میں میرے محل اور گائون واقع روینا چڑھ
کر کے اسکو جلا دیا میرے چالیس ملازم ماروا
ہیں اور میرے ہتھم مکان کو جسکی سٹول میں
بچاں ہزار روپیہ تھا قید کر لیا۔

غصہ کی وجہ سے اس سے بولا نہ گیا اور ایک
ماہ سا نہ طریقے سے صرف اشاروں سے
اثناء ملاحظہ کرتا رہا۔

ڈیوگ آف امانفی۔ یعنی شہزادہ امانفی کا بیٹا

کی سلطنت کے ایک جوان و سپاہی کو اس شخص
کی جھوٹی حسرتوں سے بچانے کا ارادہ کروں
جسکی جو غمزدی صرف اسقدر ہو کہ وہ قاتلوں
کی تلواروں پر بھروسہ رکھتا ہو۔

لیکن اس موقع پر شہزادہ امانفی کو شامانی کا باپ
کھڑا ہوا اور ایک سکارا نہ دھنگ سے اپنا
ہاتھ ہلا کر اپنے بیٹے سے سلام ہوا۔

شہزادہ امانفی۔ بیٹے۔ کیا تجکو یہ بھی یاد نہیں
کہ تو کس کے حضور میں کھڑا ہو۔ بادشاہ کے
روبرو تلوار پر ہاتھ رکھتا ہو۔ امانفی اور کیسلیہ

دونوں سے مخاطب ہو کر خبردار یہ کوئی عقل
کی بات نہیں ہے کہ اگر شہزادہ کیسوا کی عمر و تربتہ
کا آدمی اپنے کو کھول جائے تو تم بھی اس عزت
میں کوتاہی کرو جسکا نظار بادشاہ جہاں پناہ کی
خدمت میں ضروری ہے شہزادہ کیسوا کو اپنے مرتبہ
کا خیال نہیں ہے اور وہ ان غبار آلود گون کی طرح بنا
کینہ کا لٹا چاہتا ہے جو اسکا ساتھ دیتے ہیں۔

سجادہ بادشاہ اولنگہ رہا تھا اور اسکا زمانہ چہرہ
واقعات کی وجہ سے زرد ہو گیا تھا۔ شہزادہ کیسوا
سے یہ توہین آمیز کلمات نہ سنے گئے اور اسے ہوش
اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

شہزادہ کیسوا۔ (غصہ سے) امانفی۔ میں تجکو
سمجھا دوں گا کہ یہاں تیر کوئی معین و مددگار
نہیں ہے اگر تجھ میں جرأت ہو تو آجا۔

شہزادہ امانفی۔ اس مکان میں اور بادشاہ

جہاں نہاد۔ چھنے ان ہارٹی لوشیرون اور لکے
معاونوں کے ساتھ جعفر عابت کی اسکا
ہو کہ یہ نتیجہ مل رہا ہے۔ کاش ہم انکے ساتھ سختی
سے پیش آتے تو آج کو یہ فوبت نہ ہوتی۔
حالانکہ شہزادہ کیسے کو اپنے رفیق کی بدقسمتی
اندرونی اطمینان ہوا لیکن اسے غصہ سے جواب دیا
شہزادہ کیسے کو ایک۔ تو کیوں کہ قدر ٹھہر
باتیں کرتا ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ تیرا بڑا معاملہ
و مددگار راز کو اس وقت تیرے لیے لڑنے کو
موجود نہیں ہے۔

بادشاہ۔ غصہ سے کہتے ہیں کہ خالی کراؤ۔
حاضرین نے کہہ خالی کر دیا اسطرح ایک بڑا
زبردست حادثہ ہوتے ہوئے رو گیا۔

آٹھواں باب

عشق است و ہزار بگمانی

شاہ کار لوگے دربار میں مہنون تک اس کے چہرے
چوستے رہے لیکن کوٹش بیڑ اس کو مطلق خبر
نہیں ہوئی۔ اسکو جوان آرتھنی کی اجانبک
موت سے اس قدر صدمہ ہوا کہ اسے نور شو
کے باغات میں گوشہ نشینی اختیار کی اسکو دسترو
کی طرف سے بھی بہت ٹکڑھی گئی۔ فکر ایک مرتبہ
اُس خط کے ذریعہ سے دور ہو گئی جو ڈاکوؤں
کی معرفت اسکے پاس آیا تھا۔ اس میں دسترو
نے اپنا خیریت لکھی تھی اور کوٹش سے جانا تھا

کہ اپنے دل کو تسکین دے۔ لیکن چونکہ شاہ کار کو
نے بیڑ اس سے کہہ دیا تھا کہ تجھ کو ایک چھینے کے
اندو لوک آف گیدوانی یعنی چھوٹے اما لفی کی
درخواست شادی قبول کرنا ہوگی اور یہ وقت
خاتمہ کے قریب ہو چکا جاتا تھا اس لیے وہ روز بروز
کوٹش سے سختی سے پیش آتا تھا ڈاکو کی آمد
رفت زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بیڑ اس کو ایک
ایک دن بھاری ہو رہا تھا۔ ایک دن جوان
اما لفی نے پہلے تو شاہ کار کو اور بعد کو کوٹش
بیڑ اس سے ملاقات کی مگر کوٹش بیڑ اس کی
ملاقات سے کوئی نتیجہ نہ نکلا اور وہ آزدہ اور
پشیمان ہو کر سوئٹو کے قرب کے گاؤں کی طرف
محل کے احاطہ سے گھوڑے پر جا رہا تھا کہ اسے
سین ڈانیا سے ملاقات ہوئی جو ملازم کے
بھیس میں درختوں کے جھنڈ میں چھل قدمی
کر رہی تھی۔ ایک مرتبہ جب ڈانیا نے بادشاہ
کی تفریح کے لیے ملازم کا بھیس بدل دیا تھا تو اما لفی
نے اسکو دیکھ لیا تھا اور چونکہ اسے ڈانیا کو فوراً
سچان لیا اس لیے خندہ پیشانی سے اسکی طرف
بڑھا اور ہم کلام ہوا۔

ڈاکو آف اما لفی حسین پاسپورا کہاں
چلیں۔ والدہ حیل طرح تم حسین ہو اسی طرح
مختار نام بھی پیارا ہے۔

ڈاکو اقبال۔ اس وقت تو محل کو جاتی ہوں۔
ڈاکو کہ کیوں پاسپورا ہر شے تو اب تک بڑھے

کوٹ پر رشک کھاتے ہو گئے۔

ڈانٹا لے کوئی جواب نہیں آیا اور ڈیوک نے پھر کہا
ڈیوک۔ مجھ سے کیوں نہیں کہہ دیتیں۔ کیا میں
کسی سے کہہ دوں گا۔

ڈانٹا۔ اگر آپ کہہ بھی دیں تو مجھے پروا نہیں
جو میں کوٹ کے پاس نہیں جاتی ہوں بلکہ عاصم
کوٹس یعنی کوٹ کی طرف کے پاس جاتی ہوں
اور اسے اٹکے عاشق کی بیرونی کا ذکر کرتی۔
ڈیوک۔ (غصہ سے) انھیں میری بیرونی کا
حال کیونکر معلوم ہوا۔

ڈانٹا۔ اسی نہیں میں انکا ذکر نہیں کرتی ہوں
جو کوٹس کو چاہتے ہیں بلکہ دستر کا ذکر کرتی
ہوں جسکو کوٹس چاہتی ہے۔

ڈیوک یہ سن کر حل گیا اور اسکی جھوٹی سیاہ آنکھیں
اک دم جھپٹنے سے چمکے۔
ڈیوک۔ یہ جھوٹ بات ہے۔ بیرونی اس کہنے
دسترو کو کبھی نہیں چاہتی ہے۔

ڈانٹا۔ اور اگر وہ اپنی محبت کم نہ کرے تو کبھی قاصر
نہ ٹھہرے گا۔

ڈیوک نے ایک لمحہ غور کیا اور اسکو ایک
نیا خیال سوچا۔

ڈیوک۔ لو مبارک ہو تم تو خود دستر کو چاہتی
ہو مگر تم کوئی اور منہ ہونے کا شائے اور
اسکا کہنے جو میں اسد رجبہ ٹیپ گیا کہ اسے امانتی
یعنی اپنی قوم و نسل کے جانی دشمن تک سے

سازش کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ڈیوک۔ (مطلب کی بات تاکہ یقین مانو میں
مردوں اس حوالہ کے پیچھے ہزار ہا اور میں نے
ہزار ہا چاہا کہ کسی طرح اسکو بڑے پونچاؤں مگر
میری سب کوششیں غارت گین میں تو میں
قید خانہ کی ریخیریں اور قانون کی تلوار میں تک
بیکار ثابت ہو میں۔ آخر ماہوس مجبور ہو کر ٹیپ لیا
اب ایک ترکیب باقی ہے۔ وہ یہ کہ یا تو تم خود
اسکو اپنا گرویدہ بنا لو یا کسی طرح لیدی ٹیپس
کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا کرو کہ وہ پھر
کبھی اس سوڈی کا نام نہ لے اسوقت میں دستر
کی مخالفت ترک کر دوں گا اور دستار دوئی کا بھی
دم بھرے لگوں گا پس اسقدر کافی ہے۔ یہ تو تم
جانتی ہو کہ بادشاہ سلامت برسر اسقدر قابو ہے
جب ان دونوں میں سے کوئی بات ہو جائیگی
تو میں بادشاہ سے کمر دستر کا رتبہ بڑھوا دوں گا
اور دیکھ لینا کہ ایک ہی اودن میں اتنی ترقی
ہو جائیگی۔

ڈانٹا۔ اچھا یہ شرط منظور ہے لیکن بادشاہ
سے یہ راز نہ بیان کیجیے گا۔

ڈیوک۔ ہرگز نہیں۔
ڈانٹا۔ یہ اقرار کر کے بلوغ میں چلی گئی اور ڈیوک
نے بھی اپنی راہ لی۔

جب وہ محل میں پہنچی تو اسکو اپنے دل میں
بڑی ندامت اور غصہ معلوم ہوا وہ امانتی سے

اپنے موروثی دشمن کیلچ نفرت کرتی تھی اور بوجہ جانتی تھی کہ وہ ایسا کمینہ دغا باز جو کسی حالت میں دشمن کی جان نہ چھوڑے گا۔ مگر چونکہ اسکے جذبات اسکی طبیعت اور خیالات پر بے اندازہ حاوی ہو گئے تھے اسلئے اسنے اپنی تجویزوں سے باز رہنے کا ارادہ نہیں کیا۔

وہ ناوگی کے درختوں کے ایک جھنڈ میں جو محل کی دیواروں کے قریب لگا تھا چھپ چکی اور اپنے دل میں سوچنے لگی کہ کوئٹس سے کس طور پر گفتگو کجائے کہ مطلب برآری ہو۔ اسوقت اسکو خیال آیا کہ وہ شاید باوام کے طبع میں چل قدمی کر رہی ہو۔ چنانچہ وہ اس طرف گئی اور اسکو کوئٹس کی آواز سنائی دی اور دیکھا کہ وہ ٹوٹے ہوئے گرجا گھر میں بیٹھی ہوئی ایک غزل گاہری ہو۔

ڈانٹیلانے یہ موقع نہایت ہی غنیمت تصور کیا اور چون ہی کوئٹس نے اپنا وقت انکیر راگ ختم کیا اسنے بڑے سوز سے ایک پہاڑی غزل گائی۔ اول تو وہ خدا کے فضل سے بڑی نگہ باز عورت تھی دوم اسے اس مقام کی خاصیت میں اسکی آوازیں اور بھی رفت پیدا ہو گئی۔

وہ سیدھے گاتی ہوئی لیدی بیٹرائس کے قریب پہنچ گئی اور دیکھا کہ وہ تنہا بیٹھی ہوئی پروا سینل سرشک اسکے رخساروں پر روان ہیں ڈانٹیلانے یہ خیال پیدا کرنے کے لیے کہ گویا وہ

اس جگہ اتفاق سے چلی آئی مصنوعی طور پر نہایت ظاہر کی اور دو ایک ڈھٹے پھوٹے جلوں تعین معافی طلب کر کے واپس جانے والی تھی کہ لیدی بیٹرائس کے دست سینل کے ایک اشارے نے اسکو روک لیا۔

بیٹرائس۔ (اس بہرہ دہ کے حسن سے موثر ہو کر) اے غریب راہگیر اگر تیرے راگ کی طرح تیرا دل بھی غلین اور بخیدہ ہو تو تیری مصیبت کا کیا ٹھکانا ہو گا۔

ڈانٹیلانے۔ (ایک نہایت خوف آلود صورت بنا کر) حسین با تو۔ اس مکان کے محافظوں سے میری موجودگی کا ذکر نہ کرنا میں یہاں بھروسے چلا آیا ہوں۔

بیٹرائس۔ (اور نہیں۔ یہ مکان اور زمین میرے باپ کی ہو۔ تیرا جہان دل چاہے آزاد ہو سکے۔ لیکن یہ بتا دے کہ تجھے کس رنج نے ستایا ہے کہ تو اس قدر آزدہ اور پریشان نظر آتا ہے۔ کسی معشوقہ کی جدائی نے تو تیرا یہ حال نہیں کروایا ہے۔

ڈانٹیلانے۔ (گو اپنے دل میں اپنے مخاطب کے حسن و جمال کو دیکھ کر چلی جاتی تھی مگر ظاہر اسی صورت بنا کر کہ گویا اسکو رشک نہیں ہی بانو۔ مجھے معشوقوں کی پروا نہیں ہے میں اپنے مالک کی تلاش میں ہوں جسکو میں ہی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ مینوں گذر گئے۔ میں ایک سیس

فقیر کی طرح مانا مارا پھرتا ہوں۔

بیٹرائس جبین لڑکے تیرے مالک کا کیا نام ہو۔

ڈانسیلا۔ لوگ اسکو کوٹ و سنرو کہتے ہیں۔

بیٹرائس جو تک پڑی۔ اسکو معلوم تھا کہ کیا کو مو

کو ملازم رکھنے کے قبل دسترو کے پاس ایک ملازم

تھا جسکو وہ بہت پیار سے رکھتا تھا اسنے خیال

کیا کہ اگر وہ یہی ملازم تھا تو بڑے تعب کی بات

ہو کہ میرے عاشق نے مجھ سے اسکے عجیب و

غریب حسن کا ذکر نہیں کیا۔ بہر حال اسنے اپنا

استعجاب چھپانے کی کوشش کی اور گو

ڈانسیلا تاڑ لگی نگہ بیٹرائس کو خبر نہ ہوئی اور

اسنے اس بے ہوشے ملازم سے دریافت کیا

کہ تو نے اپنے مالک کو کیوں چھوڑ دیا۔

ڈانسیلا (سہلکار) مائے کیا عرض کروں میرا

مالک مجھ سے بہت ہی الفت سے پیش آتا

تھا مگر مزاج کا سخت تھا۔ مجھ سے ایک لابی

زبردست غلطی ہوئی کہ اسنے میری محبت چھوڑ دی

اور اب اس دنیا میں میرا کوئی معاون نہ

بہ دگار نہیں رہا۔

بیٹرائس۔ آخر وہ کیا غلطی تھی جسنے تیرا حال

ڈانسیلا کہتے ہوئے شرم آئی ہو۔ اسکی ہتیار

آستناؤں نے۔

بیٹرائس جب بد معاش۔ تو بڑا جھوٹا اور

احسان فراموش معلوم ہوتا ہے۔ سارے

نیپٹکس میں کوٹ و سنرو سے اچھا کسی شخص کا

حال چلن نہیں ہو۔

ڈانسیلا۔ (دکان پر مین حضور سے معافی

چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے مالک کے حال چلن

کی نسبت تو کچھ عرض نہیں کیا ہے۔

بیٹرائس۔ او۔ لونڈی صورت ملازم اور کسا

کسے گا کیا تیری بات سے نہیں پایا جا کہ اسکے

معتوقوں کا کوئی شمار نہیں ہو۔

ڈانسیلا (دکان پر مین حضور سے استعجاب سے

سندھ کھول کر) کیا اس بات سے اسکے حال چلن

میں کوئی فرق پیدا ہو گیا۔

بیٹرائس۔ (اپنے دل میں) آہ۔ ہم چا پری

عورتیں کیا جانیں کہ اس دنیا میں مرد بھی

بیوقوف ہوتے ہیں۔

وہ اس خیال سے اپنے دل میں سخت آزر وہ

اور پریشان ہوئی مگر ڈانسیلا اسکے اس لمحے

سے خفیہ طور پر بہت خوش تھی بیٹرائس کچھ

دیر تک خاموش بیٹھی رہی اسکے بعد اسنے

ملازم کے دل کا حال تاڑنے کا مصمم ارادہ

کیا اور پوچھا۔

بیٹرائس۔ اور یہ کس قسم کی غلطی تھی کہ تیرے

مالک نے تیری محبت چھوڑ دی۔

ڈانسیلا۔ (کچھ تامل ظاہر کر کے) گویا اس واقعہ

کے اعادہ سے اسکو تکلیف پہنچ گئی تھی

یہ سوسٹوکا واقعہ ہے۔ میں اپنے مالک اور

ایک صاحب کی لڑکی کے درمیان نامہ

پیام پہنچاتا تھا۔ میرا مالک اس لڑکی سے
بے اندازہ الفت کرتا تھا مگر میں ایک دن
غلطی سے وہ وقت بتانا بھول گیا جو اسکی
ملاقات کے لیے مقرر ہوا تھا اور کچھ کچھ کہہ دیا
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لیڈی مذکور کے بھائی اور
رشتہ داروں اور میرے مالک میں جھگڑی اس
طرقی میں میرے مالک نے انہیں سے ایک کو
مار ڈالا اور کئی دن تک ہاؤس میں پھار ہا۔
حسین ڈانسیا لیڈی بیٹرائس کے قدوں پر
بیٹھ گئی اور دسترو کے بارے میں ایک بڑا
طویل قصہ سنایا۔ لیڈی بیٹرائس بڑی دیر
تک خاموشی سے سنتی رہی آخر اسکا جانشین
مالک سے جھٹ پڑا اور اسنے ایک سر دھ
بھری اور کہا۔

بیٹرائس۔ او بھوٹے دغا باز اگر یہ باتیں
در اصل نہیں بھی تو بہت پرانے زمانے کی ہوں گی۔
ملازم نے اسوس سے اپنی گردن ہلائی اور اپنے
خوبصورت سامع کی طرف ایک قسم کی
رحم آلود نگاہ سے دیکھنے لگا۔

ڈانسیا۔ کاش تیری طرح مردوں کے دل
میں بھی صفائی ہوتی تو کیا خوب ہوتا نکاح
کوٹ و دستر و صرف ڈانسیا کی دلچسپیوں سے
بچ جاتا تو بھی اصلاح کی کوئی امید بھی نہ رہتی
تو اس جادوگر نے کے دامن فریب میں ایسا
بھنس گیا کہ جگو اسکا چھٹا ٹکس نظر نہیں آتا

بیٹرائس مشکل سے اپنے غصہ کو ضبط کر کے
اوپر معاش ترکیا بکتا ہوا گیا دسترو ایک خاص
کا عاشق ہو۔

ڈانسیا۔ تعجب ہو کہ سارا نیلیس تو واقف ہو
اور آپ کو خبر نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ سوزن
سے باہر نہیں نکلتیں۔

بیٹرائس۔ عام طور پر تو یہ مشہور ہے کہ اس
مجھے کے سیکڑوں عاشق ہیں۔

ڈانسیا نے یکایک جواب انہیں دیدیا کہ
غصہ سے سادہ بڑگیا اور وہ اپنے جھوٹے
خجرتے کھیلنے لگی جو اسکی ہٹی میں لٹک رہا تھا
در اصل وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اگر میں اسی
جگہ اپنے رقیب کو مار ڈالوں تو کیسا ہو کر اسنے
اپنا غصہ فوراً ضبط کیا اور جربہ جواب دیا۔

ڈانسیا۔ یہ تو آپ کا فرمایا صحیح ہے کہ ڈانسیا کے
ہستہ سے عاشق جن مگروہ دسترو کے سوا

کسی دوسرے کو نہیں چاہتی ہو اور تو اور خود
بادشاہ صاحب دسترو سے حمد کرتے ہیں۔ اور

یہی سبب تھا کہ انھوں نے دسترو کی گرفتاری کا
حکم صادر فرمایا تھا اور بیچارے کوٹ کو ہاؤس میں

میں جا کر پناہ گزین ہونا پڑا تھا اور نہ امانتی میں
انہی قدرت نہ تھی کہ دسترو کا بال بھی بیکار نہ رہتا۔

بیٹرائس۔ مجھے تیری بات کا بھی یقین
نہ آئے گا۔

ڈانسیا۔ آپ کو یقین نہ ہو لیکن میرے مالک

ایک عرصہ تک پاسٹورا کے ساتھ بہاڑوں میں رہا جو آپ یہ تو جانتی ہونگی کہ یہ عورت ایک قزاق کی بیٹی جو۔

بجاری بیٹرائس یہ سب باتیں بخوبی جانتی تھی اور گواسکا کچھ رشک و حسد سے بھنپا تھا تاہم اسنے جواب دیا۔

بیٹرائس ساو کا ذہن تیری بات کبھی نہ مانو گی۔

ڈانیللا۔ (ایسی صورت بنا کہ تیس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لیڈی بیٹرائس سے مطلق وقف نہیں ہو، افسوس میں نہیں جانتا کہ آپ کو میرے گلوہ مالک سے کس قسم کی دلچسپی ہے کہ آپ میری بات نہیں مانتیں لیکن میں نے سنا ہے کہ ڈیوک آف امانفی کیسلہ میں ایک جلسہ دینے والے ہیں۔ اس میں کوئٹ وینزویلی بھی بلکے شامل ہو گا۔ اور جنگو پاسٹورا کی مشاطہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ان پاسٹورا بھی پہلی گوٹ کا ایک گلابی برقعہ پہنکائیں گی اور جو شخص ان دونوں کو غور سے دیکھے گا اسکو ضرور معلوم ہو جائیگا کہ ان دونوں کا رابطہ تھا و کس قدر بڑھا ہوا ہے لیڈی صاحبہ جن عشق چھپ نہیں سکتا دیکھ لیجیے گا کہ بادشاہ تک کے حضور میں محبت بھی نہیں رہے گی۔

یہ سنکر بیٹرائس کا مزاج یکبارگی بدل گیا اور اسنے اپنے جذبات سے بائیل بے قابو ہو کر جواب دیا

”او کیسے چٹخوڑ۔ تو جانتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کر رہی ہوں؟“

ڈانیللا۔ پھر ایک مصنوعی خوف سے کانپا کہ حضور جنگو اس مرتبہ تو عاف کرینگے۔

بیٹرائس۔ میں جنگو قید کر دوں گا اور ان کی کمری کا ل کوٹھری میں ڈلوادوں گی۔

لازم کے پیر لڑکھڑانے لگے اور خوف اور مایوسی سے چیخ مار کر اٹھ کھڑا ہوا اور جنگل میں بھاگ گیا۔ وہ صرف تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا اور گر جا کے دروازے کی طرف منھ کی باز مھسکر دیکھنے لگا اسدقت لیڈی بیٹرائس دروازے سے نکلیں اور میدان میں آئیں مگر انکی آنکھیں انکار سے کی طرح منہ نقین اور روتے روتے آماں پر کوئی نقین۔

ڈانیللا۔ (بہنے دل میں) وہ مڑا چکا یا ہو کہ کچھ دن یاد کر گئی۔ تیری ہر آہ میرے کانوں میں بجے گی ہی آواز پیدا کرتی ہو تو ضرور کیسلہ میں آئیں گی۔ وہاں میں تیرے دل کو اساموٹوں کی یا تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال جائینگے یا تو میرے دشمن کو کہہ دینگے کہ یہ میرے حوالہ کر دے گی۔

وہ یہ سوچ کر ایک بہاڑی ہرن کی طرح نہایت نزاکت اور عجلت سے چلی گئی۔

نوان باب

دوسرے کوئی دن سے مانجی کا دو بیویوں پر ناہ نہیں
تھا اور ڈاکو اور اٹکا کپتان بلڈیو لو اسکی بڑی
آؤ بھگت کرتے تھے ایک دن صبح کو بلڈیو لو کے
خاص نقشہ اور متنبہ نوکی آمد پر ایک عجیب
بل جل پیدا ہو گئی اور معلوم ہوا کہ اسے
فارچونیشو کو اسے غم میں شریک کر کے قہر پوٹیا
قدحہ کر لیا اور سکو خاک سماہ کر کے چلا آیا۔

بیشدہ اور اس کے چند بھائی جو اس دلیں شدہ
فریج کے "ایڈوانس" گاڑوئے لوگ حفاظت کی
عوض سے فریج کے آگے رہتے ہیں اور تھے جو
فارچونیشو کی مدد کے لیے میدان میں پڑی ہوئی
تھی سفر کی وجہ سے بھوکے اور تھکے ہوئے تھے
ایمان کا ہمت گھٹا تو جسکو ان لوگوں سے قید
کر لیا تھا ہم کی خاص جاعت سے بھراہ آیا
تھا۔ ان لوگوں کو کھانا کھلا دیا گیا اور بڑے ہتھکڑے
تو دوسرے بھی ان کے دربار میں بیٹھ کر اور نشستہ کی
کہانی سننے لگا جو اسے جنگ اور قبضہ روٹنا
کی نسبت سنا۔

بیشدہ نو ایک خوبصورت خوش طبع جوان شخص
تھا اور نہ کوئی رن تو ایسا دخل کھتا تھا کہ
سیدائشی قصہ کو معلوم ہو جاتا تھا وہ اپنے سردار
بیشدہ کو اس کے قریب میں بیٹھ گیا اور بڑی سانی
سے بات چیت کیا۔

بیشدہ نو۔ نیچے کپتان صاحب میں نے آپ کی
فرمائش کے بموجب چلیا گیا اور مقام کا
جو اسے متصل گیمین کے کھیتوں میں فارچونیشو سے
وقت مقررہ کے تہہ گھنٹہ قبل ملاقات کی میرے
پاس ۱۲۰۰۔ جو ان تھے اور یہ اور فارچونیشو کی
فریج ملا کر کل ۳۰۰ سے زیادہ ڈاکو تھے جب ہم
اس مقام پر پہنچے جو فریج کے جمع ہونے کے لیے
مقرر ہوا تھا تو ہم لوگ بھڑبون کھچ بھڑکے
تھے مگر گیمین کے کھیتوں میں ایک دن اور
ایک رات کے قیام نے ہم کو بالکل تروتازہ کر دیا
تھے دو دن سپر کے قریب بسر کیے اور اس کے بعد
ہمارے دن کے پیچھے چھپ رہے ہیں میں کہہ سکتا
کہ گورنریوان کو ہمارے شہر تو ان کی آخری پابندی
لیکن ہمارے جاسوسوں نے پکڑ دی کہ اسے
محافظین کی تعداد دوئی کر دی ہو اور ہمارے
وارد ہونے کے صرف ایک دن قبل آسانی کے
برقہ اندیشہ میں اور اضافہ کیے گئے ہیں۔
جو کہ دوسرے دن اور زائد فریج کی آمد کی امید
تھی اس لیے مجھ میں اور فارچونیشو میں یہ قرار پایا
کہ اگر کامیابی کے ساتھ ہمارے دن سے آخر تا
تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہیے لیکن سوال
یہ تھا کہ اس چھوٹے چھانک میں کیونکر سانی
ہو جس سے محل کا راستہ تھا؟ یہ سوال
اس وجہ سے حل طلب تھا کہ گو ہلو گرن کا شمار
بہت تھا لیکن دیواروں پر حملہ کرنا بدوقت تھی

ہلوگ اس سال کے صل کرنے میں بڑی دیر تک
حیران رہے آخر چارچونیٹو نے ایک مقول تیسر
سوچی۔ مقام مذکور کے قریب میں ایک حسین
وہا میں موٹیا رہتی تھی یہ عورت بوہ تھی اور
چارچونیٹو نے اس سے ایک مرتبہ آئینی مقام
کا نام جو میں ملاقات کی تھی جہاں وہ پہلے تھا
اس عورت کی نسبت شہر تھا کہ اسکے یہاں
بڑھا گیا تو یعنی تھمراوان اکثر آیا جایا کرتا تھا۔
بعد میں وہ ذکر کرتا تھا کہ ایک جہاں عورت جو اسکے
باہن جانب بھی ہوئی تھی روز سے چلائی تھی
وغا پاڑا چارچونیٹو؛ افسوس کی جگہ ہو۔
چونکہ یہ عورت چارچونیٹو کی بی بی تھی اس لیے وہ
برس کے غصہ کا برعکس اثر پڑا اور ساری جاحت
لکھ کھلا کر منس پڑی۔
میں نے (ہنس کر) پتاری جیسا جنگ میں سب
روا کر شریف کپتان کی طرف مخاطب ہو کر
ہاں صاحب سینے۔ چارچونیٹو فوراً اس بوہ
عورت کے مکان کو گیا۔ وہ در دوسرین سخت
بستلا تھی اور اپنے سر کو ایک پی سے باندھے
ہوئے چار بائی پر پڑی ہوئی تھی اور چونکہ اسکی
ہاتھیں لگی ہوئی تھیں اس لیے کہ وہ بندھا کسی
طرف سے روشنی نہیں آتی تھی لیکن جون پیا
چارچونیٹو کو دکھا، اسکی محبت عود کوئی چارچونیٹو
ایک ستا دھکا حالانکہ اسکا دل نہیں چاہتا تھا
لیکن اسے کمان اشتیاق اور محبت ظاہر کی اور

اسکو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ عورت برے
سہے کی لالچی جو شخص باوجود اسکے کہ
اس عورت کے سامنے کے دانت ٹوٹے
ہوئے تھے اور اسکا حسن بھی ماند پڑ گیا
تھا اسنے بڑی خوشامد انداز پر کی اور ہلوگ
راہ پر لے آیا۔ بڑھا ہتم یعنی گیتا نوک حص
سے اسکو چاہتا اور اسکے یہاں آتا تھا تھا
مگر موٹیا کو اس سے الفت نہ تھی اور اسکی تنگی
اور بخل کی حدود جب کی شاکھی اسکو ہوت پر ہتم
اپنے بھائی کی آمد کا انتظار تھا جو اسخض سے
آنے والا تھا کہ اسکو چند روز کے لیے اپنے ہرام
یہاں کر ایک نامی تالاب میں غسل کرا لائے اور
موٹیا اسوقت اس خیال سے بہت خوش تھی
کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ چلی جاؤنگی اور بڑھا
گیتا نوٹیرے چلے جانے سے بڑا مایوس ہو گا
ہاتھ ملتا رہا بڑھا۔ چارچونیٹو کے مزید سوالات سے
یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ موٹیا کے پاس گیتا نو
کسوقت آیا کرتا تھا اور نیز یہ امر منکشف ہو گیا
کہ وہ اکثر ایک چھوٹے بھانگے سے گیتا نو
کے پاس جایا کرتی تھی۔ اسر جب چارچونیٹو نے
بڑھے ہتم کے بارے میں کل باہن دریافت
کر لیں تو موٹیا سے یوں ہلکا م ہوا۔
دو حسین موٹیا میں چند وجوہ سے اس محلہ
نہیں رہ سکتا اور اگر رہتا ہوں تو میری جان
عدا بہن چھین جائیگی۔ اس لیے اسے میری

محبوبہ دلنواز جنگجو میری محبت کی قسم ہو کہ اپنی
عینیت میں صرف ایک رات مجھے اس مکان میں
رہنے دے گا

وہ مونا اس عجیب و غریب در خواست پر سخت
چکرائی لیکن تھوڑی سی خوشامد اور ایک شرفی
نقد نے معاملہ پس کر دیا اور وہ اپنے بھائی کے
آنے کے صرف تھوڑی دیر قبل رخصت ہو گئی ہو
جب اسکا بھائی آیا تو وہ فارچونٹو کو مکان کا
قبضہ دیکر اس کے ہمراہ چلی گئی تھی

وہ فارچونٹو نے جلدی سے اپنے کپڑے نالے
اور چونکہ گیتا نوکے آنے کا وقت بالکل قریب
رہ گیا تھا اس لیے وہ چار پائی پر لٹ گیا اور
اپنے سر کو ایک ٹی سے اسطور پر باندھ لیا کہ
اسوقت اسکی ماں بھی اسکو نہیں پہچان سکتی
تھی۔ لیکن گیتا نوکے آنے میں کچھ دیر لگی اور وہ
بہت عرصہ تک دنگتا رہا آخر کسی نے دروازے
پر دستک دی اور بڑھا ہوا ہنتم اچکنا ہوا کمرے
میں داخل ہوا۔ وہ اپنی فرضی کوشوق کا ایک
بوسہ لینے والا تھا کہ فارچونٹو نے معاً اسکا ہاتھ
پکڑا اور اپنے بندھے ہوئے سر سے لگایا اور
اسطریقے سے ایک دھیمی آواز میں اپنے درد کی
شدت ظاہر کی کہ ہنتم کو بڑا خوف اور کچھ معلوم
ہوا۔ اسوقت ہنتم نے نرمی اور محبت سے یہ کہا۔
ہنتم۔ پیاری مونا یہ معاف کرنا۔ کیا واقعی
بڑی شدت سے درد ہو۔

فارچونٹو۔ مونا کی آواز کی نقل کر کے (با انوفہ
مارنے ڈالنا ہو۔

ہنتم۔ مجھے امید تھی کہ تم آؤ گی شاید یہی سبب
ہو کہ تم مجھ کو نہ اسکیلیں۔

فارچونٹو۔ ماں پیارے یہی سبب ہو ایکن
رات ملی ہوا میرے لیے مفید ہوگی محل کے
پھانک کی کچی میرے پاس چھوڑا ہوا میں کچ
رات کو نو بجے آنے کی کوشش کرونگی۔

ہنتم۔ (کچھ عجیب سے) نہیں کچی کی کیا ضرورت
ہو کیا میں تمہاری بیٹیوائی کے لیے پیشہ بھاٹک
پر موجود نہیں رہا ہوں۔

فارچونٹو نے دیکھا کہ میں نے بیان سخت غلطی
کی اُس نے اسوقت ایک معقول جواب سوچا اور
کہا: میں عورت ہوں میرے خیالات یکسان
نہیں ہیں وہ سرے مجھے خیال ہو کہ شاید تم
کسی وجہ سے نہ آسکو تو جنگجو جا کر واپس آنا
پڑے گا۔ بہر حال تم میرے پاس نجی چھوڑ جاؤ
نہیں تو میں نہیں آؤنگی۔

ہنتم۔ (جلدی سے اپنی کچی نکال کر اور فارچونٹو
کو دیکر اچھا پیار دی۔) کچی کی کیا حقیقت ہو
تھا رہے ہے جان تک حاضر ہو میں اسوقت
صوبہ کے شمالی حصہ کا کرایہ وصول کرنے
جاتا ہوں اور غروب آفتاب تک محل کو
واپس نہ جاؤنگا۔ لیکن اپنی واپسی پر میرے
والوں کو کسی دوسری جگہ بھیج دینا اور انھیں

کرنا کہ بڑی بے مانی سے تھا مارا ستار کر نکا ذرا
اتنی عنایت کرنا کہ وعدہ خلائی نہو۔

فارچو بیٹو۔ اسی عجیب میں اڈروہن میں حضور
آؤنگی۔ لیکن اگر نکو جھ سے مجھ سے جواب دیا
نہ پھر۔ مجھے قدموں کی آہستہ بجلی اٹھ رہی

معلوم ہوئی ہے کہ میرے دو دو اور تری ہوئی تری
متمم ابوان نے اپنی محبت اور پھر روی کے
متواتر اظہار کے اپنی راہی اور فارچو بیٹو اپنے

دل میں بہت خوش ہوا کہ اب میں نے بازار لیا
بلکہ یو او اور باقی سامعین نے بیٹو کی سحر آمیز تقریر
شک بہت محفوظ ہوئے اور کئی شخصوں کو ہانک

تاب نہ رہی کہ اسکو دم لینے کی ہمت دیتے تھے
بلکہ انھوں نے جو زبان ہو کر پوچھا کہ تم کیا ہوا
بیٹو متوڑا اگر فارچو بیٹو جانتا تو حضرت کیٹا نوکا

اسی جگہ گلا گھونٹ دیتا اور بغیر کسی وقت کے اس
سے کبھی چھین لیتا مگر اسے مکان کے باہر پھوڑنا
کی ٹاپیں نہیں اور اسکو ریر اسکو معلوم ہو گیا کہ

متمم ابوان کی ہمارے میں اتانے کے بہت سے
ملازم آئے ہیں اور اسوجہ سے اسے اسکو مارنا
منا سب نہیں سمجھا چنانچہ اسنے جلدی سے

اپنے کمرے پہنچے۔ اور مکان میں قفل دگا لائی
کیونکہ وہ کو وائس گیا۔ میں نے اور فارچو بیٹو نے
نے اسوقت ایک تدبیر سوچی اور ضامی عنایت

سے اس میں بڑی کامیابی ہوئی آپ تو جانتے
ہوئے کہ ابوان رو دینا قصبہ درختل کی سچ میں

واقع ہوا اور قصبہ اور سمندر کے درمیان گھومنا
کے کھیت میں تین تو خاص فوج کے ساتھ جنگی
میں تعینات ہونے کے لیے تجویز کیا گیا اور جوتو

کے بارے میں یہ سہرا سہرا لیا گیا دعا ایک تین
ہزار ہوں کو لیکر اس کچی کی بدولت جڑا سٹھ بجلی
جالائی سے متمم ابوان سے بھیجی گئی قفل کے

بچے ننگ میں چلا جائیگا اور یہ جماعت اندر کھڑے
سے اس بچا شک کو کھوئے کے لیے کافی ہوگی
جبکہ راہ سے ہمارے آؤنی آسانی سے پہلے

آئینے اس تدبیر میں امید سے زیادہ کامیابی
ہوئی میں نے تو دشمنوں کے جھنڈ میں اپنی
کیٹنگاہ بنائی اور فارچو بیٹو کے اس اشارہ کا

خاموشی سے انتظار کیا اور کھڑک اٹھ رہے
ہونے والا تھا

دسوقت بہت سی سے اتانے کے میں انداز ہمار
قریب سے گزرے اور گونہ گونہ کر دیا اور جگہ
موجعہ کر دیتے مگر ہمارا فشار نہ ہوتا لیکن وہ لوگ

خوش قسمتی سے سیدھے چلے گئے اور پھر وقت
معلوم ہوا کہ فارچو بیٹو محل میں گھس کر آجوت
جنگل کے فوج کا بچا شک تھا چلو کہ بجلی خراب

گھس پڑے اور سب نے ملکر ایک ساتھ جڑا کر
فارچو بیٹو کے دھواڑے سے انکو تعجب میں ڈال دیا
اور خائف متمم قید کر لیا لیکن وہ قفل کے توڑنے

سوسپاری فوج کے دوسری طرف سے دوڑا کر
اور قہوڑی دیر تک کشت و خون کا بازار خوب

نرم رہا۔

ابوان کے سپاہیوں کے قدم اکٹھے گئے اور
یہ سب سے بھاگ کھڑے ہوئے کارچنٹھو نے
پھر بھی اپنی بھانجہ جھوڑا اور رخصت سے زیادہ
نوسے ڈال لیکن چند ہفتی قلعہ میں رہے بھاگ
گئے اور وہ منہ سے کم میں پورا قلعہ چلا گیا
قیلہ میں آگیا جہاں شاہ جیسے لوگ آگیا جیسے خوب
لڑا۔ دو چوبیس لڑ چکے تو اس میں ہنگ لگا دی اور
جوان بچہ لڑا کہ اس وقت کے قرب کے گائون کو
بھی خاک سیاہ کر دیا۔ چلو گون کے صرف پندرہ
آہوی کام آئے۔ اور وہ آہویوں کو شہزادہ
امالہ کے برف اندازوں نے قید کر لیا۔
اس آہوی نے فخر سے پر بیٹھ ٹھوکی بی بی اور دیگر
سپاہیوں کے دھڑا سے زرد پڑ گئے لیکن کسی
کی یہ چیز اس سوئی کہ مقتول ڈاکوؤں کے
نام سے پوچھتا اور خود بیٹھ ٹھوکی بی بی عطف کی
سے اس کے بارے میں پوچھ نہ کہا۔

بلکہ یہ آہویوں میں بیٹھ ٹھوکی بیٹھ ہو کر تھے
اس کے بعد یہ لایا گیا مانی ٹوٹا۔

بھینہ لڑنے میں بھاگ بھاگ نہیں کر سکتا لیکن
یہ مال کی بھینہ میں آجائیکہ اس وقت دیکھ لیا
علی وہ بھینہ لڑا اور وہ قیدیوں کے پاس نہ لڑا
زیر ہدایت لڑا اور جو ہزرت اور زیورات کا
دیکھ کر بھاگ لایا نہیں۔ ان قیدیوں میں ایک صاحب
ہزرت تھے انھوں نے چارے ڈھیروں کے علی

کو نے میں بڑی مدد دی۔ نقدی کے علاوہ تقریباً
۲۰۰ چھوڑے۔ ہم سے زیادہ بھیریاں اور کئی سو
میں گیسوں کا آٹا ہو۔

بلکہ یوں کہ خوب کیا۔ جن غلہ کی ضرورت بھی تھی
تھوڑی دیر میں خوشی کے نصرت سنائی دیے
اور معلوم ہوا کہ ہم میدان سے واپس آ رہی تھیں
چند منٹ کے بعد ایک جم غفیر بھیریکر لوہی اور
بھیروان کو لیے ہوئے نظر آیا بہت سے ڈاکوؤں
تھے اور سب کے بشرون سے بھوکا اور تھکاؤ
کے آثار موجود تھے لیکن تاریکی کا روٹیلہ ہوئی
اور اپنے ساتھیوں اور کپتان کی دید سے نکلے
چہرے تلاش ہو گئے۔

چھ ہر قسم کی لوٹ کی چیزوں سے لہے ہوئے
تھے مگر ان چیزوں میں زیادہ تر گولہ باروت
سامان خوردنی و پوشیدنی اور سی قسم کی کارکن
چیزیں تھیں۔ امالہ کے خلیفہ امان خانہ ان
کے اس زبردست قلعہ کا قبضہ اور بربادی
ایک بڑی جرات کا کام تھا اور حقیقت یہ تھی
کہ ڈاکوؤں نے اس محکم میں سب سے بڑی
کامیابی حاصل کی حالانکہ جو لوگ اس محکم میں
بذات خاص شریک تھے اس کامیابی پر ناز ان
تھے لیکن چونکہ خیال یہ تھا کہ شاہ فیصل و امالہ
اسے انتقام لینے میں ایک محض ناکام نہیں کر سکتے
اس لیے امالہ کا روٹیلہ ہوئے اور زیادہ متحکم کرنے
کی تیاریاں فوراً شروع کر دی گئیں۔

ہر کار سے معذور کرد و نکاح جو تیرے نام و پسام
رویتا اور نیلیں کو تسانی سے پہونچا یا کرینکے
اگر تو ۲۰۔۳۰ دن کے اندر ایک لاکھ روپیہ ہم
پہونچا دیکھا تو رما کر دیا جائیگا انہیں تو تیرا سر
بطور تحفہ کے انکے پاس بھیج دیا جائیگا۔
مہتمم۔ یا اللہ مجھ سے غریب بکس سے ایک
لاکھ روپیہ طلب کیا جاتا ہے۔
یہ وہ اور کچھ نہ کہنے پایا اور بہت سے ڈاکو اسکو
تسلیم کر لے گئے۔

دسواں باب

چند کہ و سنہ کو بہاڑوں میں جبر جلا وطنی
اختیار کرنے سے سخت پریشانی تھی مگر چونکہ
مانٹی کارونیو کے قرب و جوار میں عنقریب ہر
لحہ سیکڑوں پر جوش و اٹھات گزرتے تھے اسلئے
اسکا دل لگا رہتا تھا۔ قلعہ مانٹی کارونیو کے
متصل شاہی افواج کی بڑی بڑی جاعتیں
تھینات کی گئی ہیں اور شکل سے کوئی دشمنی
جائنا تھا جب شاہی برقی اندازوں ڈاکو کو
چھتر چھاڑ نہوئی بہرا دو نوں طرف کم و بیش خود
نہوئے ہوں تاہم یہ بیان کرتے ہوئے عجیب
معذوم ہو رہا ہے کہ نیلیں کے ساتھ بلڈیو لو
کا سلسلہ ریل و ر سائل برابر جاری تھا اور
و سنہ کے پاس اس کے دوستوں کے خطوط
برابر آتے جاتے تھے حالانکہ انھوں نے

یوں تو سنہ کو کو بیڈتو کی تقریر نہایت ہی
دلاویزا اور دلچسپ معلوم ہوئی لیکن چنانچہ
قیدیوں سے بھی اور قیدیوں میں بھی کیٹا ہونے
انھوں نے کیٹا نو کو ایک چھوٹے کدے کی ٹیٹھ
پر باندھ دیا تھا اور جسوقت وہ خوف سے
کاٹتا اور جلا تھا تو فوج ڈاکوؤں کے پیٹھ
میں ہنسنے ہنسنے بل پر جاتے تھے۔
قیدیوں میں ہر شخص کے بعد دیگرے ڈاکوؤں
کے کیٹان کے رو برو پیش کیا گیا انکے نام اور
متصل کیفیت بیان کی گئی اور ہر ایک کی
رہائی کے لیے زرفذو یہ مقرر کیا گیا۔ بہتے ہنسنے
کی باری اخیر میں آئی اور جب اسکو معلوم ہوا
کہ میں دراصل حبیب بلڈیو لو کے رو برو کھڑا
ہوں تو اس کے خوف کی کوئی حد نہ تھی۔
مہتمم۔ کیٹان کے قدموں پر گر کے، اسی شریف
کیٹان۔ اللہ مجھ غریب بکس پر جس کھامیری
کچھ مل میں جس قدر روپیہ تھا تیرے! یا نثار
ساتھیوں نے سب لے لیا۔ اب میرے پاس
ایک چھٹی باقی نہیں ہے۔
بلڈیو لو۔ میں ضرور مانتے لگا۔ تو وہ سبیل پر
جسے اپنی مان کے پیٹھ سے کچھ سی سکھائی تھا
تو اپنی رہائی کے عوض میں کیا دیگا۔
مہتمم۔ میرے پاس دینے کو کیا ہے۔ میں تو خود
شہزادہ امانی کا فرزند رہوں۔
بلڈیو لو۔ بس کافی ہے۔ میں تیرے لیے چند

رازداری کے آثار نمایاں تھے خود اس کے
بشورے سے خوف ہو رہا تھا اور اس
وجہ سے بلند پوالو اپنی کار میں لیکر گھڑا ہو گیا
اور خوف کا لغو بلند کیا۔

سجاد و گرنی نے جلدی سے جواب دیا۔ ہوشیار
شاہی افواج اولیوں کے میدان سے بچھ پر
حکم کرنے والی ہیں!

اسنے صرف اسقدر کہا اور غائب ہو گئی وہ
شکل سے غائب ہوئی کہ میدان سے نہ دھڑ
کی بازھین سنائی دین اور معلوم ہوا کہ انھوں
نے حکم شروع کر دیا۔

بلند پوالو۔ ڈاکو۔ دوڑو۔
و سنرو ایک اونچے تیلے پر سگ شاہدہ کوٹنے
کے لیے چڑھ گیا اور دیکھا کہ ڈاکو ڈاکا کستان
ایک پہاڑی بکری کی طرح کودنا بھلا نکلتا ہوا
چلا آ رہا ہے اور اس کے پیاس ہر اہی شور و
غل مجاتے اسکے ہمارہ ہیں۔

اسوقت و سنرو کو ڈاکو کی بہادری اور
دلیری کا حال معلوم ہو ہر دو مرد خود تین کس
خوف کا نثر بلند ہو گئے ہی اپنے چھوڑوں سے
کل آئین اور خالی بندوچین بھرتے ہیں مصروف
ہو گئیں انکی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور
دکھ جوش کا یہ عالم تھا کہ خود ملنے کے لیے
آنا دھتھن لیوسیا یعنی بلند پوالو کی بی بی
ایک بھلا نک بھر کر ایک تیلے پر مل رہی اور

و سنرو کو محفوظ اہت حوصلہ دلایا لیکن گھٹ
و سنرو لیڈی بیٹرائس کے پیچھے ایسا بیتاب تھا
کہ اسے بھیس بد لکڑی پس جاتے اور مالغی کے
س پرے جلسہ میں موجود ہونے کا مصمم ارادہ
لیا جو ایک ہفتہ سے کم میں کسک میں ہو گیا
تھا اور جہاں اسکو لیڈی بیٹرائس سے ملنے
لی امید تھی۔ اسکے اس ارادے میں ڈانٹا
کے ایک خط سے اور اسکا جی پیدا ہو گئی اسنے
اس خط میں لکھا تھا کہ اگر تم یہاں آنا چاہو
و حفاظت سے آسکتے ہو۔ ناظرین ڈانٹا کی
اس تحریک کا مطلب سمجھ سکتے ہیں لیکن سچا
و سنرو کو کیا خبر تھی کہ ڈانٹا نے کیا کارروائی
لی ہے۔ غرض اسنے بلند پوالو سے اپنا ارادہ ظہور
لیا اور گو بلند پوالو نے اس منصوبے کے خلاف
دیا سے وی لیکن یہ کہہ دیا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے
تو ہواؤ چنانچہ و سنرو نے تیلے کے ایک دوڑ قبل
پیس کے ورہ اند ہونے کا قطعی ارادہ کر لیا لیکن
قبل اسکے کہ روز مہر وہ آئے چند مفید دھتھات
ظہور پذیر ہوئے ایک دن ڈاکو کو یہ دیکھ کر
سخت تعجب ہوا کہ ایک ایسا پہاڑی جوشی پر
ظہور ہوئی ہے۔ وہ لوگ سخت حیران تھے کہ وہ اس
مقام پر جہاں صرف عقاب ہی کی تر پر ہو سکتی ہے
لیونکر ہو چکی اسے سفید بال ہوا میں اڑ رہا ہے
تھے ۶ سکی آنکھوں سے معمول سے زیادہ جست
شکلی تھی اور اسکے کل اوصاف و اطوار سے

ایک چھوٹے درخت کی شاخیں پکڑ کر اس اونچے
تیلے سے لڑائی دیکھتی رہی۔

لیو سیاسہ شاہباش۔ بلڈیو الو شاہباش۔ سواد
بہادورو۔ کیا کہنا ہے۔ خوب بھگایا۔

یہ کمر اسے خود ایک بندہ ورنے انگلی اور
کٹ کٹ کھٹ کرتی ہوتی تھی آنکری۔

حقیقت یہ تھی کہ کسی دھوکے بازی یا نہ امانی
سے بچ اس پہاڑی درہ پر قابض ہو گئی تھی جو
بالموم درہ عقاب مشہور تھا اور اگر لکھنیا سیلا
وقت مناسب پر اطلاع نہ کرتی تو وہ یقیناً
وہاں کوؤں کے قلعہ میں گھس آئے گا۔ پورا کا گنا
سج تھا کہ ان کو گونہن ابتر کی پھیل گئی اور سب
سب منہ اٹھائے بھاگے جا رہے تھے اور واکو
ایسا تعاقب کر رہے تھے۔

و کوؤں میں قدامت اور بلڈیو الو سب سے ممتاز نظر
آتا تھا اور ہر خیر میں ایک دو سیاسہ میں کوؤں کو ضرور
بیجا دکھاتا تھا اس لئے ہر حالت افواج کی
ایک تازہ جماعت الیہینو کے میدان میں نظر
آئی اور تعاقب کرنے والوں پر گولیوں کی بوجھار
شروع کر دی چونکہ ان کو گونا گونا زیادہ تھا اور
و کوؤں کو کار و زار کی باقاعدہ تعلیم تھی اسلئے و
گیسوں کے گھیتوں میں چلے گئے اور وہاں سے ٹھکے
بند کر کے اتنے فیر کیے کہ سیاسہ میں کے جھکے چھڑا دے
اور ایسی موقع پر نہ آتے تو نہ جانی کار و زار کے دوسرے
طرف تعینات تھا شور مچا کر ان پر دھاوا کیا اور

بلڈیو الو اور اس کے ہر بیویوں نے اس موقع کی
مدد سے جو حملہ پکڑے بغیر پر اس بہادری سے
حملہ کیا کہ وہ بھاگ کھڑا ہوا تھے زمین اسکاٹا گیا
دھواں دھار ہو گیا اور تیلے پر کھڑے ہوئے
کوؤں کو معلوم ہوا کہ و کوؤں نے سرکاری
انچل کے کوہ نام میں آگ لگا دی۔

یہ کیفیت دیکھ کر و کوؤں کا خون جوش کڑا ہوا تھی
کوؤں کیلئے پائے تھے آگ لگا لیکن وہ چونکہ ہی
میں ہونے والی بندہ ورنے تھی سگاؤں و کوؤں
کہ قبضہ بین آگیا تھا اور مخرج بچ سانس کے سوا
دوسرے چھبے ہی تھی۔ ایک گھنٹہ سے کم میں قبضہ
خوش کیا اور قاتل کو تباہ کر دیا جس کے

اسما پر جوش واقعہ کی رات کو دستور ایسا پڑا
تھا کہ نہ تو اسے نیند آتی تھی اور نہ چٹا چٹا
وہ تھکے ہوئے میدان میں چلا گیا اور زیادہ
اور جو میرے لگے تقریباً ۱۲ بجے کا وقت تھا
چاندنی چٹکی چولی تھی اور شہیار ستارے نہ
ہوئے تھے نہ دستور کو یہ دیکھ کر سخت تعجب معلوم
کہ بلڈیو الو اس دھبی راستہ کے وقت اور زمانہ
عالم میں تنہا میدان کی طرف آہستہ آہستہ
چلا جا رہا اور اسکا اشتیاق اس قدر بڑھ گیا
اسنے اپنے دوست کے چہرہ جانے اور اپنے
اسکان اس سے اسکا مقصد دریافت کرنے
مضمرا را وہ کیا جو کہ و کوؤں کے سنہری لڑ
کے وقت بڑی ہوشیاری کا برتاؤ کرتے تھے اور

کچھ خوش نہ ہوا۔

دستور پکستان صاحب معاف کیجیے گا کہ میں
آپ کے چہرہ آیا۔ بجلو ڈر تھا کہ کہیں آپ کی
محبت آپ کو اپنے دشمنوں کی طرف نہ بھائے۔

لیکن اگر آپ کی خواہش ہو تو میں جلا جادوں۔

بلڈیو الو (دشمن کی سے) دستور اب میرے

پاس سے نہ جائے شاید تقدیر تجو پر بیان لے آئی ہو۔

کیا گزشتہ زمانہ کس بج آؤ دو واقعات ظاہر کرنے

کے لیے اس سے موزوں وقت یا اس سے اچھی

قابل یادگار جگہ میسر آسکتی ہو۔

حالانکہ دستور اس تقریر کا مطلب نہ سمجھا لیکن

جس حقیقی رخ سے یہ الفاظ ادا کیے گئے تھے اسے

جو ان سپاہی کے سینے میں چھردی اور رحم کی

ایک زندہ روح پیدا کر دی اور اسے اپنا ہاتھ

اسکے ہاتھ پر رکھ کر دریافت کیا ہے بلڈیو الو کیا

انہیں دیرانون سے تیری آؤ کی کا لہرہ بہت ہو۔

بلڈیو الو (احسان مندی سے دیکھ کر کیا تجھے میرا

ہاتھ دباتے ہوئے دشمنین معلوم ہوتا تھا مجھے سب کا بھی

خوف نہیں جو کہ تیرا ہاتھ سیراقہ سے لگ کر بچ ہو جائیگا

دستور (دشمن کی جی نہیں) مجھے خوف نہیں

جو۔ میں سپاہی ہوں۔

بلڈیو الو نے پہلے دیرانے کے چاروں طرف

دیکھا اسکے بعد ایک دھیمی آواز میں یہ تقریر کی۔

دو دستور سن۔ ابھی ۳۵ برس بھی نہیں ہوئے ہیں

دیرانہ اولیوں کے لیے باعث افتخار تھا خدا نے

ڈر سے کہ کہیں میں انکی بند و تون کا نشانہ نہ بن جاؤں

تھوڑی سی احتیاط برتی۔ آخر دستور نے دیکھا کہ

وہ قدیم قلعہ اولیوں کے دیرانہ میں جا کر ٹھہر گیا

اس دیرانہ کے ہر طرف مسار کنندہ کے ہاتھ کے

آثار پائے جاتے تھے اور یہی مقام تھاجان دستور

نے ڈاکوؤں کے عکسین پکستان کو ٹھہرتے ہوئے

دیکھا اور اس خیال سے کہ بلڈیو الو دواستہ

تہائی کی تلاش میں ہے دستور نے اس کی مزید

پیروی میں تامل کیا۔ لیکن اسکو اپنے وحشی

دوست کی طرف سے واقعی فکر بھی کس لیے کہ

مفتوح سپاہیوں کی نسبت یہ گمان غالب

تھا کہ انھوں نے جنگ کے بعد قرب کے کارکون

میں قبضہ کر لیا ہوگا اور ممکن ہے کہ اسکو گزند پہنچا

چنانچہ جب بلڈیو الو اپنی کار میں کے سہارے سے

ٹھہرا ہوا تھا تو دستور اس کی طرف بڑھا اور لگے

بڑھ کے آہٹ لگی سے اپنا نام بتایا۔

بلڈیو الو اپنے خیالات میں ایسا سمجھتا تھا کہ نہ تو

اس نے مقرر کی آواز سنی اور نہ اسکو اسکے

قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی لیکن جب دستور

نے زیادہ زور سے دوبارہ اپنا نام لیا تو اسے

چونک کر اپنی کار میں اٹھالی اور خیال کی سی

سیرجی سے اس کی طرف مڑ کر دیکھا لیکن چون ہی

دستور کے خوبصورت اور کشادہ چہرے کو دیکھا

اس نے اپنی کار میں فوراً بچی کر لی اور اس کی ہنر

بہشتانی سے ظاہر ہوا کہ وہ دستور کی آمد سے

ہو گئی اور جس وقت اس نے زمانہ سلف کی قابل
یاوگا رباتوں کا خیال کیا اس کا دل بھرا آیا۔ اور
انکھیں خشک آکھو ہو گئیں تاہم اس نے اپنے دل
کو روکا کیا اور پھر تقریر کی۔

وہ مگر ملک میں ایک قیامت سیاتھی۔ ہر اور شرفا
میں نکل کر کا بازار گرم تھا اور کسبوا۔ آری سینی اور
کلونا اور اسپط و دوسرے طاقتور شہزادے
اور رئیس ہر روز خانہ جنگیان کرتے تھے مگر نہ تو
شاہ فیصل کا کچھ زور چلتا تھا اور نہ بادری کے
بلنگے کچھ بنتی تھی۔ اولیو کا نیک کوٹ آخر دم
تک ان چھٹروں بھٹیروں سے علیحدہ رہا مگر
خانہ ان امانتی اسکا جانی دشمن تھا۔

کوٹ اولیو ایسا نیک ہنسا اور صاف باطن
تھا کہ اسکی نیکی مشہور عام تھی اور اسکا چال چل
ایسا بے کوش اور بے دامن تھا کہ کبھی کسی سے
اسے چھڑک نہ کی مگر ایک رات کو
یہ کہنے کے بلدیوالو کی سانس رکنے لگی اور اسنے
کچھ دیر تال کر کے پھر کہا۔

”وہ خدا اس کجبت و امانی کو غارت کرے اسے
آدمی اس بدھے قاتل کی سرخشاہی میں چڑھ کر
اسکے مخوس مکان کو ناپاک کیے ہوئے پھر کے
بھٹیروں کی طرح کوٹ کے قصبہ میں گھس آئے
تمام قصبہ اور ایوان خند میں جست تھا انھوں نے
دونوں پر سوتے وقت بچھا پامارا اور لوٹ لیا۔
کوٹ اولیو نے بڑی بہادری سے لڑا جلیں

اس قصبہ کے شریف کوٹ کو کل دنیاوی نعمتی
مثلاً دوست۔ دولت۔ نام۔ بی بی اور بیٹا عطا
کیا تھا بی بی ساری اٹلی میں بے نظیر تھی اور بیٹا
ایسا ہونہار اور لائق تھا کہ باپ کی کل امیدیں
اسکی ذات واحد سے وابستہ تھیں۔ اسکا ایوان
ایوان نہ تھا بلکہ ایک معمولی مکان تھا جس کوٹ

ایسا شریف اور نیک نیت تھا کہ وہ مصنوعی
شان و شوکت میں ایک پیسہ نہیں صرف کرتا
تھا کس لیے کہ وہ یہ خوب سمجھتا تھا کہ اس قسم
کی شان صرف خربوں کا خون چوس کر کھائی

جاسکتی ہے لیکن وہ ایسا اولوالعزم اور نیک
تھا کہ اچھے اچھے رئیس اسکی تقلید کی کوشش
کرتے تھے اور اسکی سوسائٹی میں رہنا اپنی حق
سمجھتے تھے۔ کوٹ اور کوش دونوں کا نام

اسے چھوٹے بیٹے سے وابستہ تھا۔ وہ جسطرح
اسکو کھیلنے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوتے
تھے۔ اسپط اسکی تعلیم و تربیت کی بڑی فکر
رکھتے تھے۔ انھوں نے لیکڑون ہتہ اس

مالاخانہ سے اپنے بچے کو کھیلنے ہوئے دیکھا ہوگا
لیکن حیف قدرت کے زبردست انھوں نے
اس عالیشان مکان کو کیسا ڈھا دیا یہ بچہ

خوارے کے قریب اپنے کتے سے کھیلتا پایا
شاہباز کوڑا تارایا اپنے چاندی سے سفید ٹو
کوہارون ہووڑا کیا سیلا نظر آتا تھا کہ
بلدیوالو کی آواز میں ایک قدرتی رقت پیدا

اور ایک ڈاکو کے مکان میں گر گئی۔ یہ کہ قبیلہ کے
کہ اس کا دم نکلے اس نے اپنے بچے کو خاندان لایا
اور اس کی نسل سے مداحی انتقام لینے کی قسم
دلائی اور کہنے نہایت سرگرمی سے قسم کھائی
اور مظلوم لیدھی اپنے بچے کو دعوادیکر راہی
لگ بٹھا ہوئی۔

ڈاکوؤں کا کپتان بھڑک گیا اور تھوڑی دیر
 وں ایک بچہ ہلاک ہوا۔

دوبہ لڑکا میں ہی ہوں۔ خوشی ڈک کو کون نے
میرے خبر گیری کی اور میں نے بہت جلد تربیت
حاصل کی جب میں جوان ہوا اور میرے بدن
میں قوت اور استحکام آئی تو میں اس بہادر
اور بے پروا تجارت میں اپنے معلموں سے
سبقت لے گیا میں نے بڑی سی بڑی مہموں میں
سب سے پہلے قدم رکھا اور چونکہ مجھ کو اپنی
جان کی پروا نہ تھی اس لیے موت نہ مجھ سے
پرہیز کرتی تھی۔ میں نے جس مالغی یا اس کے
بھرا ہوں کو پایادہ میرے ہاتھ سے زندہ
بچا کر نہ گیا میرے نشانے نے کبھی خطانہ کی اور
میرے تلوار پر مشہور فوادار رہی۔ پہلے میں صرف
ایک چھوٹے جگے کا سردار تھا۔ کھوڑے ہی
و فون میں ایک بہت بڑے جگے کا کپتان
ہو گیا اور رفتہ رفتہ کھون نے مجھ کو روم کی
دیواروں سے مسلسل تک پناہ فراہم تسلیم کیا۔
میں نے انکی مجموعی کوششوں سے تار پری کا

دی اور اسکے چند ساتھی بھی اسی جگہ ختم ہو گئے
کوئٹہ لڑ رہا براندام اپنے شوہر کے قاتل کے
قد مون پر گڑبڑی بڑی منت سماجت سے اپنے
بچے کی جان بخشی کی خواہش نکار ہوئی بلکہ وہ
قاتلون نے اسکو ٹھکرا دیا اور یون مین آگ
لگا دی اور مان اور کانیتے ہوئے بچے کی آہ
زاری کا مطلع خیال نہیں کیا جو وقت وہ لوگ
اگ لگا کر چلے گئے تو بیجاری عورتیں - مرد اور
بچے جلے ہوئے مکافون سے ٹھکڑا بھاگے مگر
موزی قاتلون نے اس بے بسی کی حالت بین
بھی اسکا بچھا نہ چھوڑا

یہ بیان کرتے وقت بلدیو الو کا چہرہ بالکل سُرخ ہو گیا۔ آنکھیں شعلہ کی طرح جلنے لگیں۔ زبان میں ایسی گشت پیدا ہو گئی کہ بعض اوقات اس کی تقریر سمجھنا نہیں آتی تھی لیکن اسے فوراً ضبط کیا اور کہا:

دو بجائے ان بیٹے رات اور دن مجھ کو کے پاس
 تھے مائندے بہاروں میں پھرتے رہے تھے
 قتل یا گرفتاری کے لیے انعام مقرر ہو گیا تھا
 اور چونکہ خاندان امانفی کے ملازم قصبہ میں
 لگائے پھرتے تھے اس لیے کسی کسان یا زمیندار
 کی یہ بہت امنین ہوئی تھی کہ انکو کھانا کھلاتا یا
 اپنے گھر میں رہنے کو جگہ دتا عرض کسی نے انکا
 ساتھ نہیں دیا۔ البتہ انکو ان کے معاون اور
 مددگار رہے اس طرح ہفتوں گزر گئے۔ آخر کمزور
 گونش اور زیادہ تکلیف اور مصیبت کی تسخیر ہوئی

ہمارے دوست ہیں۔ اب ایوان امانفی اور
کیسلیمر اور باقی رہ گئے ہیں۔

وہ نہ تو اس قدر اور گران و دل شخص کو
سر سے ہاتھ نکال دیکھا اور نہایت متعجب ہو کر
دریافت کیا۔ کیا ابھی تیرا حصہ فرو نہیں ہوا۔
آخر کب تک تیری مایوس نہ بھی گئی؟

بلڈیوالو جب اس ویلہ نہ قطعہ و ایوان
امانفی اور کیسلیمر خاک سیاہ اور ویران ہو چکا
جب امانفی کی رگوں سے اس کے خون کا کوئی قطرہ
باقی نہ رہ گیا۔ جب یہ دل حرکت کرنا بند کر گیا۔
وہ سنرو۔ سخت موثر ہو کر اور کیوں کہ بتا تھا جیسا
اپنے شروع زندگی سے ہی اتمام کے خیال میں ہو گیا
بلڈیوالو نے کیا ایک جواب نہیں دیا اور نہ تو
کی طرف خبیثہ نگاہ سے دیکھ کر یہ کہا۔

بلڈیوالو۔ دنیا میں کوئی گستاخی مایوس ہو سکے
اندوینی غم کی تاریکی کو کسی نہ کسی چنگاری نے
ضرور روشن رکھا ہی۔ میں ایک عورت، اٹوٹیا
کو جاہتا تھا مگر اسکو مرے ہوئے اپنے مانگ کر گیا
ہوئے کو تو وہ ایک معمولی قزاق تھی لیکن اس کے
وحشیہ حسن و جمال نے مجھ کو اپنا گویہ بنا لیا اور
اسکی خدا داد قابلیتیں کوئی ادنیٰ قسم کی نہ بھین
ہمارے ایک حسین لڑکا پیدا ہوا اور میری سادگی
محبت اس بھوئے لڑکے پر ختم تھی وہ شکل سے ایک
برس کا ہوا ہو گا کہ اٹوٹیا میری تحریک سے ہلکا
امانفی کا چھوٹا بچہ چلا لائی اور میرے دیر سے

ایک سلسلہ جاری کیا جو اب تک رائج ہوا اور مجھے
ذرا بعد سے دور دور کے حالات آنا قارئین معلوم
ہو جاتے ہیں۔ میں نے انکو انسانی عادتوں
سے تو گریہ کرنا سکھایا اور ان کے اطوار میں بہت
بڑی تبدیلی پیدا کر دی۔ پہلے انہیں سے صرف
چند عورتیں تھیں لیکن اب جیسا کہ تو نے مائی کا
میں دیکھا ہو گا عقرب ہر ڈک کو عیالدار ہوا اور
مرد عورتیں متواتر ہمنوں اور جنگوں میں شریک
رہتی ہیں۔ انکی تلوار میں بے وفائی کر جائیں مگر
عورتیں کبھی بیوفائی نہ کر سکتی۔ رفتہ رفتہ تمام
ملک میں میری دھاک بندھ گئی۔ یہاں تک کہ
لوگ بلڈیوالو کے نام سے کانسنے لگے۔ بلڈیوالو
معلوم ہو گا کہ تیرا مربی شہزادہ کیسوا اور موجود
شاہ ملک نے حال کی ان جنگوں میں ہمارے
جنگ کی امداد سے مستفید ہونے میں تامل
نہیں کیا جنھوں نے سواہن کو تخت سے اتار
اور شاہ گار کو کو تخت دلویا لیکن خاندان امانفی
کو ڈاکوؤں کے ہاتھ سے معقول سزا ملی۔
اٹوٹیا خاک سیاہ کر دیا گیا ہر سال انکے غلے
کے گودام بھرے جاتے ہیں اور ہر سال لوٹ
لیے جاتے ہیں۔ انکے معبد اور گرجا بھی مٹی کا
وہ میر نظر آتے ہیں اور انکے کاشتکاروں تک
کو بیجرات انہیں جوتی کہ دیارے اسکار سا
کے سر بہر حاشیہ بر گہیوں بوسکین پوہتر میں
انکی کانین بالکل بیکار ہیں کیسلیہ کہ کان کن

سے آئی اس بچے کو منگوانے سے میرا منشا بالکل برعکس تھا۔ خاصہ یہ کہ میں اسی لڑکے کو اپنے باپ کے قتل اور اپنی نسل کی بربادی کا ایک آئینہ یا چاہتا تھا۔ لیکن عمر میں میں نے صرف ایک مرتبہ ہنسوس کیا اور صرف ایک دفعہ میرا دل نرم ہوا۔ اس بچے کی آنکھوں سے ایک قسم کی ملامت ٹپکتی تھی جس کا میں ہی تحمل نہ کر سکا اور میں نے ایٹو نیا کو حکم دیا کہ مجھ کو پھر اسی جگہ پر بچا دے لیکن اپنی ذہنی حفاظت محفوظ خاطر رکھے۔ ہماری قرائقانہ زندگی کے واقعات نے ہمارے مینوں تک جدا رکھا اور جب ہم میں پھر ملاقات ہوئی تو اسے مجھ کو اطلاع دی کہ میرے حکم کی تعمیل کی گئی۔ مجھ سے بڑھکر اور کچھ معلوم ہو سکتا ہے کہ اسی انسانی سانپ نے ساری انہی کو تباہ کر رکھا ہے! چند مہینے اور گزرے اس کے بعد ایٹو نیا جل بسی۔

وینسرو (اشتیاو سے) لیکن آپ کا بیٹا کیا ہوا۔ بلڈیوالو کی صورت سے کچھ سببوں سے ظاہر ہوا اور جس وقت اسے جواب دینے کی عرض سے وینسرو کی طرف دیکھا تو وہ مجھ سے رخ نظر آتا تھا۔ بلڈیوالو۔ میرے بچے کو ایٹو نیا کی ایک عزیزہ نے پالا۔ یہ عورت ایڈا ایلا تھی۔ میں اس لڑکے کو اس قدر چاہتا تھا کہ میں اس کو اپنی طرح ڈاکو بنانا نہیں چاہتا تھا وہ سن مانہ میں بالکل ہی بچہ تھا اور جو بچہ نہ کہ وہ مجھ

خستہ و زار کے لیے بہت بڑی دلہن کی کادریہ تھا لیکن میں نے اس کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ اسے تعلیم و تربیت باپنی اور اس کو آج تک اپنی نسل و پیدائش کا راز نہیں معلوم ہے۔ بلڈیوالو رنگ گیا اور اسے سامع کی صورت کو غور سے دیکھنے لگا لیکن وینسرو کا حال اس کے دل پر خیالات اور ہزاروں شکوک کا تماشا گاہ بن گیا۔ کیا یہ شخص اس کا اصلی باپ تھا؟ وینسرو سے چند منٹ تک بولا نہ گیا اور وہ بلڈیوالو سے یہ آفت خیر سوال نہ کر سکا۔ آخر اسے مضبوط دل کر کے دریافت کیا۔

وینسرو۔ اس کا نام؟

بلڈیوالو بڑی دیر تک اور نہایت سنجیدگی سے اس کے خوبصورت کشادہ چہرے کو دیکھتا رہا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کو کوئی اندرونی رنج ہے لیکن اسے فوراً اپنی معمولی سنجیدگی اختیار کی اور کہا۔

بلڈیوالو۔ یہ تو ٹکونہ تو کبھی معلوم ہو گا اور نہ کبھی مجھ سے پوچھنا۔ تو آؤ صبح نمودار ہونے والی ہے۔ چلو۔

وینسرو نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور چلا۔

بلڈیوالو۔ کیا مجھ کو یہاں تک پکڑتے ہوئے ڈر نہیں معلوم ہوتا۔

وینسرو۔ میرے شفیق اگر تیرے ہاتھ سے سامے داک کا خون ٹپکتا ہوتا تو بھی مجھ کو تیرا

ہماری سے کرتا جاتا تھا انھوں نے ٹھیک بہت
اس چھوٹے نام کو کیا تھا جو قصہ آسینا کی
مغربی سرحد پر واقع تھا اور بازار کے سمست
زقار جھکڑوں سے آگے نکل گئے تھے کہ لڑکی
کھل کھلا کر سنہی۔

لڑکی۔ (حشریہ) اے مغرزدرویش۔ میں تجو
سے ہاتھ جوڑ کر پوچھتی ہوں کہ کیا تو ڈاکوؤں
کو اور عورتوں کے برعکس سمجھ کر یہ خیال کرتا ہو کہ
خدا نے انکو دل نہیں دیا ہو۔ (زیادہ بھید لگی سے
آہ سا گلو انسان کے دل میں محبت نہیں پر تو وہ
انسان کیا ہو اور اسکی زندگی کسی کام کی ہو۔
درویش۔ لیکن حسین مونیو تو تو اب تک فاجر
کی طرف سے بدگمان ہو۔

مونیو۔ حشر است و ہزارہ بگمانی۔ یہ تو فرماؤ
وہ عشق ہی کیا جسکے ساتھ بدگمانی نہیں ہو
تو شک نہیں کہ یہ بدگمانی ایک سخت عذاب ہو
لیکن ہر درد میں ایک قسم کا مزا ہوتا ہو آپ
خاطر جمع رکھیں کہ میرے فاجر شو کو میری ملاؤ
کا افسوس نہو گا وہ میرے ساتھ اس اہفت
سے پیش آتا ہو کہ اگر میں ایک دفعہ ٹھک ہو
دونگی تو وہ خاموشی سے برداشت کر لے گا۔

درویش۔ تم دونوں مدون توجہ دار ہے ہو
وہ میدان میں تم پہاڑوں پر رہتی ہو۔ اس صورت
میں تو بدگمانی سے زیادہ جدائی سانی ہوگی
مونیو۔ ہاں یہ تو صحیح ہے لیکن کیا کیا جاسکے

پکڑنے میں عار یا بھکار نہو تاکہ بلدیوالو کے چہرے
سے ایک قسم کا اطمینان مشعر ہو مگر اسنے
کوئی جواب نہیں دیا اور اسکو ہمسواہ لیکر
مانٹی کارو نیو کی جانب واپس گیا۔

گیارھواں باب

واقعات متذکرہ کے چند دن بعد ایک شخ
سیجی درویش گھوڑے پر سوار ایک چٹ چالاک
جوان ڈاکن کے ہمراہی میں اس سر نہروادی
سے گزرا جو اولینو اور سمندر کے درمیان
واقع ہو۔ اسکا جبہ کستا تھا کہ وہ کار گھوسین
طبقہ کا فقیر ہو اور اسکی پشت پر ایک مربع صلیب
تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی مشہور گرجا
کی زیارت کر کے آیا ہو۔ حالانکہ وہ شیدہ قامت
اور قد آور شخص تھا اور اسکے بشرے اور
آنکھوں سے فارغ البالی اور جوانی چلتی تھی
لیکن اسکی لمبی شین اور سفید برف سی داڑھی
اسکی ضعیف منی کے صحیح آثار تھے۔

جو کاشٹکار یا گاؤں واسلے مسکور استہ میں
اتفاق سے لجاتے تھے اسکی بڑی تکریم و تعظیم
کرتے تھے اور اسکے ان دعاؤں کے بہت
مشکور معلوم ہوتے تھے جو وہ اپنی کشادہ ملی
سے انکو دیتا تھا۔

اس فقیر کی رنگینی طبیعت اسکی آنکھوں سے
بھی ظاہر تھی جو وہ وقتاً فوقتاً اپنے حسین

مجبوری ہے۔ البتہ جیسا کہ ہم ملجاتے ہیں تو ان ملاقاتوں کا مزاج جاری جدائی کے درد کو غم پر کھودیتا ہے۔

درویش۔ کیا بہت سے ڈاکو اسی طرح اپنی بیویوں سے جدا رہتے ہیں۔

مونیا۔ جی ہاں۔ یہی بات ہے۔ مانتی کارونو کی رہنے والی عورتوں کے بہت سے مرد تو

ہمیشہ کار و زار میں مصروف رہتے ہیں اور ان بچاری عورتوں کو بچھ سے زیادہ اوتین

برداشت کرنا پڑتی ہیں جھکو تو یہ بھی عزت حاصل ہے کہ میرا جو بیٹو فرج کا لفظ ہے

اور کبھی کبھی مجھ سے ملتا ہے۔ لیکن میرے بچھو کے عاشق تو دیہاتوں اور یہاں تک کہ شہر

اور سارے زمین رہتے ہیں۔ درویش۔ اچھا یہ بات ہے۔

مونیا۔ جی ہاں یہی بات ہے تھیلا بیٹو کو ملاحظہ فرمائیے وہ اب بھی دارا خلافت میں ہے

حالانکہ یہ مجھ میں نہیں آتا کہ اسکی مشق میں کیا وصف ہے کہ وہ اسپر اسقدر رفتوں ہے۔

درویش۔ اسکا نام کیا ہے۔ مونیا۔ بیٹا کا نام ہے۔ ہر بھٹی اسکو اسپر سے

لائی تھیں۔ ہمارے ساتھیوں نے اسکو اور شاہی خاندان کے چند لوگوں کو کیا شیو کے

قریب میں قید کر لیا تھا اور جب وہ زہر فدیہ کی ادائیگی کا انتظار کر رہی تھی اُسے ہمارے

خاص لفظ کا دل لوٹ لیا۔ وہ آخر میں کی طرح بچکوبھاگ گئی اور ایک مہینہ بھی نہ دیا۔ اس بات سے ہمارے بچھان صاحب اس سے ایک

عرصہ تک بڑے ناراض رہے کیونکہ سب جگہ یہی چہا ہوتا تھا کہ بیٹا کا بیٹو کو زہر فدیہ کی ادائیگی

اسیڈا کے مغربی چاڑھی درون میں داخل ہوئے ہی درویش اور مونیا ایک تنگ

شرک پر پہنچے۔ اس شرک کی ایک شاخ خوب گوارا دوسری مغربی جانب ٹیلے کو گئی تھی۔ وہ

یہاں ٹھہر گئے کیونکہ شرک کی اس جنوبی شرک کو جانا چاہی تھی جو سارے لوگوں کی تھی اور درویش

دارا خلافت کو جانے والا تھا۔ مونیا۔ معذرتی تعظیم سے والد بزرگوار! خدا

حافظ۔ اب آپ کو کسی رہنمائی ضرورت نہو گی۔ گناہ کی شرک کے مانند تیری شرک بھی وسیع اور

آسان ہے کس لیے کہ ٹیلے کا دوسرا نام بہر معافی ہو۔ میں خیال کرتی ہوں کہ راستہ میں کوئی

ڈاکو جھکو نہ چھپے گا۔ قبل اسکے کہ درویش جواب دے تو نیچھپت

ہو گئی اور درویش نے خاموشی سے اپنی راہ لی۔ چونکہ درویش کورات سے قبل بڑھ گئے تھے

چونکہ میں پہنچتا تھا اس لیے اُسے کھوڑے کو خیر کر دیا مگر وہ اپنی مرضی کے مطابق وقت مقررہ

پر نہ پہنچ سکا اور سنہرے مقصود پر پہنچنے کے قبل ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا جس کو ہمارے

قصے سے ایک گونہ تعلق ہو۔ چوڑی سڑک
دارالملازمہ سے تقریباً چار میل پر جا کر کوآتش نشانی
کے باہر کی طرف ٹرنک لئی جو اور اسی جگہ سے سمندر
کی جانب اُسکا ڈھال چو اس موڑ کے بائیں
جانب ایک گھنا جنگل ہے جو ایک میل یا اس سے
زیادہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس کے حاشیوں
پر کھنکھرتھرا اور کوآتش نشانی کی گھلی ہوئی
سرد چمنیں بڑی ہوئی ہیں۔

اس جگہ سے شاہراہ کی طرف مڑنے کے قبل
چار لائق درویش پتھاروں کی چھنچھاٹ
اور گالیوں کی بو بھارتی سنگرکان کھانے لگے۔
رات کی تاریکی غریب بھائی تھی لیکن جب
وہ گھوڑے کو خیر کیے ہوئے جا رہا تھا اسے
جنگل کے کنارے دو فریقوں کو نہایت خوفناک
طریقہ سے لڑتے ہوئے دیکھا۔

چونکہ ایک طرف دو تھے اور دوسری
طرف صرف ایک اپنے کو بچا رہا تھا اس لیے
درویش نے قابل تعریف سرگرمی سے دو میں
سے ایک کو اپنے عصا سے گھاس لیا اور وہ
بسی وقت تلوار کی سیٹک کر دوسرے کو اہتا ہو بھا
گیا۔ اس موقع پر دوسرے سبکدوش ہو کر دو میں
سپاہی نے جو بڑی طرح پھنس گیا تھا اپنے ہتھیار
ایک مخالف براس جوش سے حملہ کیا کہ اس کو
پلی اپنے ساتھی کی پیروی کرنی پڑی اور جنگ
کھڑو ہوا جس وقت وہ بھاگا جا رہا تھا اسے

اس آواز میں ایک قسم کھائی کہ سوار درویش
فرط تعجب سے چونک پڑا۔ یہ درویش جیسا کہ
ناظرین سمجھ گئے ہونگے دسترخوت ہوا اپنا پیس
پہلے ہوئے تھا۔ اس کی پہلی خواہش یہ تھی کہ
اپنے گھوڑے کو دوڑا کر اس کا تعاقب کرے
لیکن ایک لمحہ کے غور نے اس کو یقین دلایا کہ
ایسی کارروائی سوز و غم میں ہے۔

دسترو نے اس شخص کو بھان لیا جس کو اسے
ابھی بچا تھا یہ شخص بلند بوٹا خاص نقیض
مینڈنٹو تھا مگر دسترو نے اس کو بھی اپنا نام نہاد
مناسب نہ سمجھا اور اس لیے یہ ظاہر کیا کہ میں نے
تکو صرف پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔

مینڈنٹو تلوار میان میں رکھ کر اسے متحرک
باب۔ تیری زبردست عصا کا لاکھ لاکھ شکر ہے
اگر تو اس وقت نہ آتا تو میں یہوقوف ایک بیوفا
جھوٹی عورت کا دوسرا جام صحت نوش کرتے
کے لیے زندہ نہ ہوتا۔ یہ تو سچ ہے کہ مار زانو
بیکر بھاگ گیا لیکن تو نے اسے ساتھی کا تو واقعی
مرد ہوتا دیا اور وہ دیکھے قریب دوڑا ہوا ہے
اسے ایک سینہ و فم شخص کی طرف اشارہ کیا
جس کو دسترو نے متحرک کے کنارے درختوں کے
نیچے، دل ہی مرتبہ لیتے ہوئے دیکھا وہ اپنے
گھوڑے سے اتر پڑا اور حرکت جسم پر چھک کر
اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

دسترو۔ یہ بیوہ جو مار زانو کا ساتھی تھا

اب اسکے جان باقی نہیں بچا اٹھکا بچے۔
تیری گپتی نے خوب کام کیا۔

بیتہ ٹٹو۔ دلاش کو لاس سے ٹھکرا کر، سحرز
باب خداوند کیسے کہ جب ایسے کیسے کتوں سے
مذہبیر ہو تو میری گپتی اپنے فعل میں جو کے
حالانکہ وشنو کو مقتول کی حالت کا چندان
افسوس نہ تھا تاہم اسے نہایت سنجیدگی سے کہا
بیٹے دلاش کو ٹھکرا کر بات ہو۔ یہ بتا یہ
لڑائی کیونکر ہوئی۔

بیتہ ٹٹو۔ خدا اس جہان کے حسن کو غارت کرے
اسی گنجت شیطان کی وجہ سے یہ لڑائی ہوئی
اسنے مجھ کو متواتر دھوکا دیا اور دھوکہ بھین
دلائی رہی کہ شے الفت ہو۔ اور میرے دشمن
مارڈاٹو سے مل گئی۔ آج صبح مجھ سے اور
مارڈاٹو سے ایک شاہراہ میں ملاقات ہوئی
میں نے اسکو اسی جگہ مار ڈالا ہوتا مگر میں
ڈاکو ہوں اور اگر یہ یاد ظاہر ہو جا تا تو میری
خیریت نہ تھی۔ بہر کیف اسنے مجھ سے اسی جگہ
ترن تہنا ہتھیاروں سے لڑنے کا وہ ہتھکینا
گرم میں ایسا ہیوقوف تھا کہ میں نے اس کو ڈی کا
اعتبار کر لیا۔ ہم نے جونہی اپنی تلوار میں
نکالیں اسکے آدھی جنگل سے نکل آئے دلاش
کو دوبارہ ٹھکرا کر اس بدجاش کو توڑنے
بچنے ہی وار میں لے ڈالا لیکن اگر تونہ آ جا تا
تو یہ دونوں ٹکڑے مجھ کو مار ڈالتے۔

و شنو چند لمحہ تک اپنے دل میں اس بات
پر غور کرتا رہا کہ یہ بکرار بالکل اسی قسم کی تھی
جیسی مجھ میں اور مارڈاٹو کے آکائین۔ پس
میں چوٹی تھی۔ اسکے بعد اسنے کہا۔

و شنو۔ دگھوڑے پر سوار ہو کر اچو جان
میں تجھ کو صلاح دیتا ہوں کہ تو سوقت فیلس
کو واپس نہ جہ۔ یہ لوگ بزدل ڈیکو کا فائدہ لانی
کے خاص ملازم ہیں اور تجھ سے اپنے ایک
ساتھی کے قتل کا بدلہ لینے میں کوئی دقیقہ
نہیں اٹھار کھینکے۔

بیتہ ٹٹو۔ اگر ہر مرد و عورت باجی میرا دشمن ہو
تو بھی میں فیلس کو واپس جاؤنگا۔ ہمارے
ساتھیوں میں دو شخص ہم وطن ہیں قید کیے
گئے تھے اور ایک سورتو میں قید ہیں جہاں
وہ ایوان امانفی کے قید خانہ میں جو غیر محفوظ
تصور کیا جاتا ہو بند ہیں۔ مجھ سے جہانگیر ملن
ہوگا اسنے لیے ٹوٹا نکالیں اگر آپ کی یہی
خوشی ہے تو میں اب فیلس کو دوسرے راستہ
سے جاؤنگا۔ خدا حافظ۔ میں تیرے احسانات
کا بہت ممنون ہوں۔ اگر تو کوہ ایجا نانیس کے
ڈاکووں میں کبھی چھپس جائے تو میرا نام لے
دیا۔ مجھ کو بیٹہ ٹٹو کہتے ہیں۔

اسنے اور کچھ نہیں کہا اور جلدی سے گنجان
جنگلوں میں چلا گیا اور وشنو نے غامضی سے
دھانلوٹر کی راہ لی۔ اسکو ملڈیوالو کی وہ

باتیں جو سننے ایوان اولیادہ کے ویرانے میں
بیان کی بھینچ پوری قوت کے ساتھ دیا گئی ہیں
اور وہ اپنے دل میں کہتے تھے کہ یہ عجیب ہے کہ میری
قسمت ان جتنی بڑی ہو کہ ان کی قسمت سے عجیب
خفیہ طور پر پڑ جائے۔

چونکہ میری نہایت ہوا زنی اس لیے وہ
کھوٹے کو بھگتے رہے ہوتے جاتا تھا اور
بندہ ٹوٹے جدا ہو سکے نہ اور جو حصہ میں ہوا
تھا کہ وہ کوئی سرا میں پہنچ گیا۔

وہ شہر اور وہ شہر کے شراب خانہ میں رہا
ہوئی جگہ کو میرے سے کیا بھگتا یا جو۔

اس میں ہر بڑا نام نہاد بہت جگہ رہا
کیلئے کہ وہ تو اب بھیس اختیار کر کے ہوتے تھے
کہ وہ بچان نہ سکے اور حال نہ دیکھتے تھے
بات یا بھگتے کہ میں اپنی صورت بھنی رہتی تھی
ایک گھر چکر۔ سو کو گھر پر بھر دیکھا ایسے
میں اس سے چھبنا ضروری نہ سمجھتا۔

وہ شہر گھوڑا کو تھیرا نہ دیکھتا کہ وہ ایک سہتر تہہ میں
تو وہ۔ چھ۔ ہم دیکھتے تھے۔ وہ ان کی
بھیس بد۔ چھ۔ ہی نہ سمجھتے۔

وہ شہر میں رہا۔ دیکھتا کہ وہ بھیس میں
کچھ جوں تو بہت کچھ ہو۔

جو شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔
نہ خد ہو۔ وہ شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔
اس بخت رات کو جب وہ ایک آدمی

پاسٹورا کے تاج میں کسی سے کر کر گیا تھا
وہ بادشاہ کے زور و بھج اور دماغی میں بڑی
سخت کلاسی ہوئی۔ شاہی باورچی کتا تھا کہ
عقرباں مار پیٹ کی نسبت آجانی لیکن
بادشاہ صاحب نے فرجی سپاہیوں کے
ذریعے سے ایوان خالی کر دیا۔ مٹتے ہیں کہ
شہزادہ کی خواہش اسی ایک سبب سے بلوا
کی نظروں سے کر گیا۔ دوسرے بلوے والوں کی
سلطانی بھینچنے کے روئے کو ان کے سیاہ کر دیا
سن سے بادشاہ کی جھٹکا ورنہ یاد دھڑک گیا

اور وہ بارہویہ خاندان۔ اسی کا پورا تسلط
جگہ۔ ایک حسینہ جو ان کو نہت کا لاف
داغی سے دوست کو نہت کیسیر بخت نہ خلی
کو تاز اور اسکا تجربہ پر نہت سے نہت انعام

سفر پر۔ وہ خود جائے کہ ان میں کیا لیکن
سنگر جو کہ اب یہ کل یہ تین رفت و گذشت
ہو گئیں ورسا دیکھیں۔ وہی کے من گئے

جیسے کہ یہ تیرا نہت کہ وہ جو سہتر تہہ میں
میرا۔ چھ۔ ہی نہ سمجھتے۔ وہ بھگتے
وہ چہرہ بہت زیب میں ہوئی جو خون نے

پہن شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔
چھ۔ ہی نہ سمجھتے۔ وہ بھگتے۔ وہ شہر میں رہا۔
کے چہرہ بہت زیب میں ہوئی جو خون نے
موت ہو ہوئی لیکن مٹتے ہیں۔ وہ چہرہ
سے شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔ وہ شہر میں رہا۔

پوش کا رت بانا بھی موجود ہو گی اور ایک
افواہ تو یہ بھی ہو کہ

و سنہرو دبا توئی کوہی بات کاٹھن تو کہتا ہی
کہ جلسہ پر سون ہو گا لیکن اسکو پڑا ایک
جلسہ جمین لوگ سوانگ بھر کر توہین بات
کو ہو گا زار۔

گو کہ جو باہنوں کے چاہنے کے بعد بڑا
اور شام کو آستیناڑی چھی چھوڑی جا رہی۔
اس وقت دروازے کے قریب آ رہی کہ ایک
کاٹھی آکر کھڑی ہوئی۔ دروازے اپنے چھوٹے
سیل کو مہربان دے کے پہنچ گیا اور اسکو
راہرواری کا ہاتھ دیکھنے کی ہدایت کر کے
اشرفیوں کی ایک پھیلی دگر گامی میں بیٹھ گیا
اور بہت جلد بیٹیس پہنچ گیا۔

اسکا رات بہت پہنچے خاصہ گلان کو
بھی زمانہ کی نداؤں کا خود یہ کہ نہ ہو
گیا کہ سو کا ہوا بار بار تانے لپٹنے دینے
موجود کی سے اسکو ملو کر اسی قریب میں
نہ سمجھا اور گاٹھی سے اتر کر اپنے ہمراہ چلے
خاندانی ہٹل میں آئے اور پھر وہاں سے
کچھ نہیں کھا یا تھا نہ سبے تمام ہو گئی۔
مختور اسکا کھانا مسٹر باب

پوشل میں اسکو وجہ کے درمیان
ٹھٹ لگا ہوا تھا لیکن اسنے اسے دیکھ کر
علیہ ایک چھوٹے کو لے لیا اور

اسکا کھانا راجا ہاتھ اور اسکی

کو کھانے جاتے دیکھ کر اسکو بھی

مین برجن دیا گیا اور وہ ایک بھوکے فاقہ کش

کھانے پینے کے لئے آتے ہیں ایک شخص

اسی کو سے مین داخل ہوا اور جس مین پر اسکا

کھانا چڑھا تھا اسکے باقاعدہ جسے پارس وارڈ

سے لے کر آکر اسکے گرد نظر ڈالنے سے اسکو

معلوم ہوا کہ اسکے گرد کی جگہ خالی نہیں ہوا اور اسکو

بے شمار یہ خیالات کی خود مرضی کا فوراً قوس ہوا

تو اسکو دیکھ کر کچھ چھو ایک بڑی سیاہ بھٹی

چھپا ہوا تھا جو اسکی بائیں آنکھ سے زخم ان

بھٹی سے نکلتی تھی اور اسکے سر کے گرد کی پشت پر

ایک گانچہ کے ذریعہ سے بندھے ہوئے تھے

اسکی پوشاک بھی وضع و انتظام اور اس قسم کی

بسیار شام پر خوشی کے طالب علم ہستہ تھے اسکی

پوشاک ہاتھ سے ہاتھ سے ظاہر ہوا تھا کہ

وہ بڑا بڑا اور عالی مرتبت بانی ہے۔

یہاں اسکا ہاتھ و سر و گردن پر ایک اس غور

دیکھ کر اسکو بہت ہوا معلوم ہوا مگر قبل

اسکے کہ اسکو کی زبان سے کوئی حرف نہ

آئے اسکے کہ یہ پانچا کھڑا کھڑا اس کو

سے جس سے کچھ نہیں اور کھ شاک نہ

تھا صرف ایک لفظ و سنہروا تھا۔

پناہ اور دلش پھر چوک پڑا اور حکم کے

چہرے کو ایک مستفسرانہ نگاہ سے دیکھنے لگا۔
و سنرو و خندہ پیشانی سے) اخلاہ کوٹ کا رخصت
نوالہ۔ ہاں دوست میں ہی ہوں۔ مجھ کو بھی
مختاری طرح بھیجیں بلکہ سفر کرنا پڑتا ہے۔

دونوں جوان جو اتفاقاً وقت سے اسطرح پر
مل گئے تھے ایک دوسرے کی ملاقات سے
بہت خوش تھے اور نہایت دھیمی آواز میں اپنے
اپنے تازہ حالات سناتے۔ و سنرو کو کارافا سے
معلوم ہوا کہ اسلامہ کی ایسی نازک درشتیہ حالت
میں مبتلا ہے کہ اسے جس بلکہ بھی دیوانہ کیسا کہ
جاننا صحت نہ سمجھا اور کارافا کو و سنرو سے کچھ
ضروری باتیں معلوم ہوئیں اب دونوں جوان مل کر
سوچنے لگے کہ ایسی شکل کی حالت میں کیا کرنا چاہیے
و سنرو لیکن کارافا غم میں اور ہمارے مری شہزادہ
کیسوا میں سلسلہ خط کتابت تجارتی ہو گا بونو
موجودہ اور آئندہ کے لیے کیا تدبیر سوچتے ہو۔
کارافا۔ یہاں تو یہ قصد ہے کہ جب تک قسمت
یاوری نہ کرے اسی طرح چھپے ہوئے پھرا
گرمین جب قید کا خطرہ دور ہو جائے تو جیسے
آزادی سے چین کریں۔ لیکن تمہارا کیا قصد ہے
کیا امانتی کے چلے میں شریک ہو گے۔

و سنرو۔ جی ہاں بڑا قصد ہے۔
کارافا۔ لیکن دوست تمہارا قصہ خطرناک ہے۔
و سنرو۔ یقین ماننا مجھے مطلقاً درہنہ ہے۔
کارافا۔ مجھ کو میرا دل بھی تمہارے ساتھ

چلنے کو کہتا ہے۔

و سنرو اچھی بات ہے لیکن شہر سے بچنے
کے لیے علیحدہ علیحدہ چلنا بہتر ہو گا۔ البتہ
ایک علامت پیشتر سے تجویز کر رہا جس سے ہم
تم ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔

کارافا۔ کیا تم نے کوئی تدبیر تجویز کر رکھی ہے۔
و سنرو۔ ہاں میرے دوست وہ ہمارا ڈائلا
نے پیشتر سے بیان کیا ہے ذریعہ سے انتظام
کر لیا ہے۔ خوب آفتاب کے ایک ٹھنڈی
میرے لیے ایک کشتی تیار کر رہی ہے۔

کارافا کی پیشانی سے حیرانی اور فکر ظاہر
ہوئی اور اس نے کہا دوست میں ایک اس
عورت سے ہوشیار رہنا کہ
و سنرو۔ کیوں؟

کارافا۔ شریف دوست تمہیں اگر سینی کی
موت کا افسوسناک واقعہ نہیں بڑا حالانکہ
باسٹورا کا نام صاف طور پر نہیں لیا جاتا ہے
لیکن یہاں تک نسبت (جو اس باسٹورا کے
اتھ میں بڑی بڑی بدگمانیاں پیدا ہیں۔
و سنرو۔ کوٹ کارافا۔ تمہارا کیا مطلب
ہے تم کیا جانو۔

کارافا میں کیا جانوں۔ لیکن عام میں تو
یہی مشہور ہے کہ سنا کھانے نہ ہر آگور توہ اصل
میں کوٹس سو نہ کوٹ دینا چاہتا تھا مگر کوٹس
نے انکار کر دیا اور سچا پستہ پر بیت گئی

یہ شک و شبہ و غموت کی طرح زبرد پڑ گیا۔ حالانکہ اس حادثہ کے تھوڑی سی دیر بعد اسکودہ کی تمام کیفیت معلوم ہو گئی تھی مگر جو بات کو نہ کھانا نے بیان کی وہ اسکو اسکا خواب و خیال بھی نہ تھا اور اب اسکو معلوم ہوا کہ وہ انیلاور اصل خوش سے رشک کھاتی تھی اس خیال نے اسکو نہایت بے چین کر دیا اور بڑی دیر کے بعد اسکے حواس مسقدر درست ہوئے کہ وہ جواب دے سکا۔

و سنرو۔ کارا آفا۔ میں نے پہلے کبھی یہ بات نہیں سنی تھی تمہارا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے مگر واقعی ہو شیعار رہنا چاہیے۔

اس گفتگو کے کچھ دیر بعد دونوں دوست اس ہوٹل سے چلے گئے اور جلسہ کیسلیئر کے لیے اپنی تجویز پیش کرنے لگے۔

باب بارھواں

حالانکہ ایوانِ امانی کا احاطہ زیادہ وسیع تھا لیکن چونکہ قصبہ کیسلیئر کا منظر پنج غلیس کی نزدیکی سے بہت خوشنما اور دلغریب تھا، اس لیے شہزادہ اور ڈوئیک آف امانی نے قصبہ کیسلیئر جلسہ کے لیے تجویز کیا۔

جو ان کو نہایت کیسلیئر قصبہ کیسلیئر یا سانک لک تھا دوالیہ تھا صرف اسکا نام ہی نام باقی رہ گیا تھا ساری دولت اور جائیداد اسکے سو و خوار مرلی شہزادہ امانی کے ہاتھ میں چلی گئی تھی۔ یہ

وسیع ایوان ہر درجہ اور رتبہ کے لوگوں کے لیے موزوں اور شایان تھا اور اسکے باغ اور چمن اسقدر پر فضا تھے کہ خود اٹلی کے لیے باعث رشک تھے۔

اس عظیم الشان جلسہ کا دن نہایت موزوں اور مناسب تھا چربی اٹلی کے صدر احسین یو دو متقدم و معزین امانی کے سامان نظر آتے تھے اور شہزادہ اور اسکا بیٹا کوٹ امانی اپنے اس عظیم الشان جلسہ کی کامیابی پر کھوسے نہیں سہاتے تھے۔ سارا دن قص و سرود نشی ہانی تیرا اندازی اور دوسرے کھیل تماشوں میں صرف ہوا اور نہ اب ناب کے خوب دور چلے جانوں کی تعریف کا کل سامان مہیا تھا اور جس شخص کو جس چیز کی ضرورت تھی فوراً حاضر کیا تھی غرض شہزادہ امانی نے خوب دل کھو کر روپیہ صرف کیا اور حقیقت یہ تھی کہ غلیس میں اسکا بڑا جلسہ کبھی نہیں ہوا تھا۔

دن کے جلسہ کی تو یہ کیفیت تھی رات کے جلسہ اسکو یہ (یعنی وہ کھیل حسین شہزادے جلسہ کھیلنے لگے آتے ہیں) کا سامان اس سے بڑھ کر تھا رات ہوتے ہی آتش بازی چھوڑی گئی آہستہ آہستہ شادی کا وہ جو ہم تھا کہ الامان۔ محل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ شہر سے بڑی بڑی کشیدان آئی تھیں اور خلیج کے کنارے ایک قطار میں کھڑی ہوئی تھیں انہیں صرف کھڑے رہنے کی اجازت کے لیے بڑی

حقین وصول کجائی تھیں بڑی کشتیوں کے علاوہ ہزاروں برونڈ کشتیاں اور ناؤ تھیں جنہیں مرد عورتیں اور بچے کھچا کھچے ہوئے تھے جہل کے کنارے اعلیٰ درجہ کی رنجش کی تھی وہ کشتیاں بھی اس فہم نہیں تھیں کہ وہ حق دن کی اسی کیفیت نظر آتی تھی۔

انتہائی چارہ چلایا۔ اور ہزاروں کشتیاں جنہیں ان کا خاندان تاشائی ہوئے تھے رفتہ رفتہ چلی گئیں اور خاص تاشے کا وقت غریب آیا۔ ہوان اور شامیائے آفتاب کی طرح روشن تھے بیشمار رنگ پرنگی لٹپٹیں بڑے بڑے جھکولوں کی طرح درختوں میں روشنی تھیں اور ہوا میں ہوائی ہولی ہولی بڑی خوشامد مدم ہوتی تھیں وہ جھپٹے ہوئے تھے اور انکی روشنی اور حرفت چلی ہوئی تھی مست باجا بچہ اٹھا اور بچے والوں کی آوازیں اور آواز اس پر شادک تاشے کی روشنی دیا ہوا کہے ہوئے تھے۔

لب ساحل ایک پرانا کشتی گھر تھا جو اونچے اونچے درختوں سے جڑی طور پر ڈھکا ہوا تھا اور ایک عرصہ سے بدنام تھا اس کشتی گھر میں کشتی کے بیچ پر ایک اونچی دیوار تھی اس کی بالائی شہ نشین درختوں سے اونچی تھیں اور یہاں سے ایک وسیع احاطہ اور کھلاڑی اور بہت سے دوست کشتی گھراؤں چھوٹے بزرگ گاہ جو ساحل کے متصل واقع تھے نظر آتے تھے۔

انتہائی کے حیرت انگیز تھے وہ بڑے بڑے کشتی گھر تھے اس کو بیچ پر اونچے دیوار تھی اس میں کشتی گھر کے اس جھونے کمرے میں کشتی گھر سے کھرا ہوا تھا اگر خطاب یافتہ تاشائیوں میں کسی شخص کو خیال ہو جائے کہ وہ جیسے جو جلسہ کی روج اور ان کشتی تاشے کو چھوڑ کر کیوں اس تاشا مقام میں تھی ہوتی تو اس کو لیڈی بیٹرس کی اس کشتی کا سبب مشکل سے سمجھ میں آتا لیکن اگر پاسپورا سے دریافت کیا جاتا تو وہ پورا حل بیان کر سکتی تھی۔

تاہم یہ کہ بہت معلوم ہے کہ اسے خاص بیٹے کی زینت تاشے کے بیٹے میں لیڈی بیٹرس سے ملاقات کی تھی اس لیے بنانا اور باقی جو کہ اسے اس ملاقات سے جو کشتی مرتبہ لیڈی بیٹرس سے ملاقات کی اور یہ ملاقات سے اس کا مطلب نکلتی تھی اسے اس وقت سے پاسپورا کی فرائض سے انکسرت نہ تھا لیڈی بیٹرس کی اور پاسپورا نے ملاقات کے ذریعہ سے یہاں تک کہ اس کا تھا کہ وہ مطرب سے تھیں ہزاروں دستوں کی پہنائی اور دستوں ایک وقت سفر پر چلے گئے تھے ان کے بیچے ان کے آگے۔

حسین بیٹرس مشرد واد شہر تھی اس کا چہرہ زرد تھا اس کا تھا اور اس کے ہون سے بے تابی اور بے خیالی تھی۔ دینار کے بیچے اور اس کے دو خد کا جو وہ تھا اس کا تھا ہزاروں لٹپٹیں تھیں تھیں بیشمار قندیلوں درختوں میں لگی ہوئی

جنگونی طرح جبکہ رہی تھیں محل اور شامیانوں کے قرب سے اور قریب باجی کی شہر کی آواز میں جلی آ رہی تھیں بنا چنے والوں کے شیریں قہقہے صاف سنائی دیتے تھے اور چین میں سیکڑوں خوش قسمت عاشق و معشوق ہر گشت کرتے دکھائی دیتے تھے جس جگہ لیدی بیرائس کی نشست تھی ٹھیک اس کے نیچے ایک اور چھوٹی کشتی گھر لگا جھوٹا تھا اور اس کے نیچے ایک چھوٹا سا بڑا زار تھا جس میں وہاں رہتا تھا جو دیوان کے باغات تک تھا۔

سطح آب سے عقیقہ کی کشتیاں چلی گئی تھیں لیکن یکا یک ایک چھوٹی کشتی تیری کے ساتھ پار تیار کے قریب آکر ٹنگر لی ہوئی تھی لیدی بیرائس کی جیبی کی چوڑا حالت تھی وہ اس شعر سے بوجھتی نظر آ رہی تھی۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گزید
حسین بھر آگہ حسین بھلا کہ کشتی کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کی مینا کی نگاہیں کھل گئی تھیں اچھل پڑتی تھی لیکن نیم لیدی کی اس امید اور خوف کیسا کتب میں اسکو بھی وہی شہسوار میں تنہا تھوڑا کر کے کے میں رہا میں اترتے ہیں۔ کشتی کے ٹنگر زان ہوئے تھے ہاتھوں میں بڑا کھسکا دیا اور وہی شہسوار کی سے کوئی شہسوار میں آئے۔ اول کشتی نشین کوٹ و ستر و تھا

یہ ایک خوشنما کلفتی دار ٹولی پہنے ہوئے تھا لیکن اسکا چہرہ اور بدن ایک نئے برقعہ اور سیاہ مٹی جپہ سے ڈھکا ہوا تھا۔ اسکا ہر ایک شہر کوٹس کے ایک جوان مطرب کے گھیس میں تھا اور حالانکہ اس کے نازک لمبے بدن پر اسکا جسم کورتہ اور سیاہی مائل مچھ کر گاہ کے موزے نہایت خوشنما معلوم ہوتے تھے لیکن اس کی ہلی کی سی جاں اور چمکی ہوئی سیاہ نگہوں کا صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیا کھا جو۔

کوٹ و ستر و خوب وقت پڑ گئے۔ دیوان کے گھنٹے سے گیارہ بج رہے ہیں۔ بیا کھا بلخ کی طرف بھاگ آئے اس طرف سے چلیے۔

دستروانے باجی کو چند فمائتین کین اسکے بعد نور، اسکی پیر دہائی۔

گھنٹوں نے مشکل سے نالو لکھا ہو گا کہ باغ میں کسی کچھ نیچے کی آواز سنائی دی یہ آواز کسی عورت کی کٹی جیہ کو دستروانے فوراً حجام لیا۔ وہ چڑچڑھ کر تیار رہی مٹی۔ تاکون۔ بچھے چھوڑ دیا۔ اس کے کیا چھکے کوئی نہیں پائیگا۔

کوٹ نے فوراً اپنی گوار نکال لی نور باغ میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر تک خوب جھک جھکا ہوا اسکے بعد چڑھ اوجھ کھاتے ہوئے معلوم ہوئے اور چند لمحے کوٹ و ستر و اپنے ہاتھوں میں دھانیا کے بیوسن جسم کو لیے ہوئے واپس گیا۔

گوشت۔ یا اللہ یہ تو ہوش ہو گئی۔ ابھی بیاہکا
 اپنی ٹوپی میں چشمہ سے حقوڑا سا پانی پئے آ۔
 لیکن قبل اسکے کہ بیاہکا پانی لائے ڈائیلائے
 اپنی آنکھیں کھول دیں اور اس کے حواس رفتہ
 واپس آئے لیکن وہ بظاہر ایسی صورت بندے
 ہوئے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسکو یہ خبر
 نہیں ہو کر چکو و سنو نے خطرے سے رہا کر پا چو
 رستہ ڈائیلائے مزاج اور اسکی وحشیانہ برت
 اور بہادرانہ عادت سے واقف تھا اسکی
 موجودہ بزدلی کو دیکھ کر سخت حیران ہوا۔
 ڈائیلا (ڈرگر) کیا وہ گئے۔ تو کون ہے اسنے
 بظاہر شدت خوف سے وسنرو کا چہرہ اس کو
 سے پکڑ لیا کہ اسکا برقعہ اور ٹوپی زمین پر گر پڑی
 اور اسکا چہرہ اور سر صاف نظر آنے لگا۔ اس
 وقت انکے تنہا عورت جو ایک سیاہ ڈھیلے لٹا
 پہنے ہوئے تھی طے کشی گھر کے مینار والے
 دروازے سے نکلی اور ایک گہری آہ بکراتی رہتی
 بلخ کے اندر داخل ہو کر جلدی سے چلی گئی۔
 وسنرو نے اس عورت کی آواز نہ پہچانی لیکن
 چونکہ جلدی سے آئی اور اس وقت غائب ہو گئی اسلئے
 وسنرو چونک پڑا اور ڈائیلا سے ہمکلام ہوا۔
 وسنرو۔ یہ کون تھا۔

ڈائیلا۔ (کیا ایک اس قدر جلد ہوش میں اگر
 جس قدر جلد ہوش ہو گئی تھی میں نہیں جانتی تو
 تو اس قدر جلد غائب ہو گئی کہ میں مشکل سے اسکا

جسم دیکھ سکی۔
 بیاہکا نے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی اور جبکہ وسنرو
 اپنا برقعہ اور ٹوپی پہننے میں مصروف تھا جالاک
 ڈائیلا اپنے خوشحال جو حال کے واقعہ سے
 پریشان ہو گئے تھے آراستہ کرتے لگی۔
 ان لوگوں نے تو کچھ نہیں دیکھا لیکن غریب
 بیٹراس نے اپنے عاشق کا بھی سراور چہرہ دیکھا
 اور ڈائیلا کو بھی اسکی آغوش میں پایا۔ یہ آہ
 خارا شکاف لپٹی بیٹراس ہی کے منہ سے نکلی
 تھی جبکہ ایک لکڑی کی طرح سلگ رہا تھا۔
 وسنرو۔ ڈائیلا۔ یہ کیا معاملہ تھا۔ تو کہو مگر
 مثلاً مصیبت ہوئی۔

ڈائیلا۔ (حیرانی اور پریشانی ظاہر کر کے) میں
 نہیں جانتی کیا بات تھی مجکو بیاہکا سے تیرے
 آئے کا وقت معلوم ہوا تھا اور چونکہ ڈیوک
 آف آمافی کو کسی طرح تیرا ارادہ معلوم ہو گیا تھا
 اسلئے تجھے اس خطرے سے آگاہ کرنے کی مجھکو
 بڑی فکر تھی۔ میں حتی الوسع نہایت خفیہ طور پر
 ناچنے والوں کے پاس سے کھسک آئی لیکن
 کہیں شخص میری نقل و حرکت ضرور دیکھتا ہو گا
 اور یا تو جوان کوٹ کیسلیہ یا خود ڈیوک میرا
 مطلب مانو گیا ہو گا جن آدمیوں نے مجھپر
 حملہ کیا تھا وہ ضرور اسلئے لائے گئے ہونگے کہ
 میں بنگوا اس خطرے سے آگاہ نہ کر سکوں اور
 کو انکے دام زدیر میں پھنس جائے۔ ان لوگوں نے

ارنگ بنگی فوق الجبرک پوشاکین پہنے عجیب کیفیت پیدا کر رہے تھے۔
 دستروتن نہا گھومتا رہا اور عالیشان مجمع میں
 برائے نکاح کی فحاشی کے یہ جب کوئٹہ سوز کو تلاش
 کرتا رہا مگر چونکہ یہاں تک کہ اس بارے میں وہ مست
 جھوٹ بولا تھا سب سے اسے کئی بار سخت مضحکہ خیز
 دھوکے کھائے اور چند بڑے خطرہ میں مبتلا
 ہوئے تھے وہ گیا۔ وہ اس نہایت بے رحم اور حالت
 میرا یوں کہ سیرف چلا جا رہا تھا کہ اسے اس برقعہ کو
 پہچان لیا جو اسکا جوان دوست کوئٹہ کارافاڈے
 ہونے تھا جس وقت اس نے کوئٹہ کارافاڈا کے برقعہ خشت
 کیا غریب بسوقت کوئٹہ کارافاڈے بھی اسکا برقعہ
 پہچاننا اور چند لمحوں بعد دونوں دوست باہم ساتھ ہو گئے۔
 دستروتن کوئٹہ کارافاڈا کو علیحدہ لگایا اور اسکا حال
 کے واقف کے تفصیلی حالات سنائے کوئٹہ کے کان
 کھڑے ہو گئے اور کچھ دیر جواب نہ دیا تاکہ اسکا حکم چلے
 کارافاڈا۔ کیا جس وقت بیہوش ڈانیا تیری آنکھوں
 میں تھی چمکو مصلح خبر نہونی کہ جو لیدی تیرے پاس
 سے آہ پھرتی ہوئی گزری کون تھی۔
 دستروتن۔ چکو تو مطلق خبر نہیں ہوئی۔
 کارافاڈا۔ چکو اس وقت خبر ہوئی جب تیری اس
 عجیب و غریب خوشی کا وقت ختم ہو جائیگا۔
 جو ان کارافاڈا ایک کہ تیرے کارسپا ہی تھا
 لیکن غم و فراست اور دراندیشی میں اپنے دوست
 دستروتن سے زیادہ بہتر کار تھا۔

کارافاڈا۔ دستروتن تیری کہی سی سمجھ رہا تھا چکو انہیں
 نہیں معلوم تھا کہ یہ ساری کارستانی چالاکانہ نیلائی
 دستروتن۔ میں تیرا مطلب نہیں سمجھا۔
 کارافاڈا۔ دیکھو ڈانیا کچھ برقی ہو اور وہ اس
 کو شش میں کہ تیرے اور کوئٹہ کے درمیان
 نہ صرف تفرقہ ڈالے بلکہ کوئٹہ کا دل اپنے
 پاؤں سے مل دے۔ تاکہ اسکا مطرب کے بغیر
 میں تیری رہتا ہی نہ تھی۔ ڈانیا کی بڑھائی ہوئی
 ہی اور اسکو تیرے ساحل پر پہنچنے کا وقت
 اور مقام معلوم تھا کوئٹہ بھی سنار کی کوٹھڑی میں
 اپنی مرضی سے نہیں بیٹھی ہوئی تھی بلکہ اس میں ڈانیا
 کی حرکت تھی۔ اسے ایک وقت مقررہ پر جان
 بوجھ کر اپنے اوپر مصونگی و شمنون سے حملہ کر دیا
 لیکن اسکا اپنی سیانوں سے تھوڑا نہ نکلتا اور
 تیری برہمنہ تھوڑا کر دیکھتے ہی جھاگ جانا صاف
 ثابت کرتا کہ یہ کل کاروائی ٹھنسی بناوٹ تھی
 یہ تو تم جانتے ہو کہ ایک لمحہ میں بیہوش ہو جانا
 قصیر والوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو اور
 خاص کر ڈانیا جیسی مشاق اور گریز عورت کے
 نزدیک کوئی بڑی بات ہو۔ وہ تیرے ہونچے
 فوراً بیہوش ہو گئی۔ تو نے اسکو اٹھایا اور کھلے
 ہوئے میدان میں اپنی آنکھوں میں لیے ہوئے چلا
 آیا۔ آتے وقت اس نے شدت سے دھڑکنا شروع
 کیا اور اس ہیئت سے اسے تیرا سر اور چہرہ کھول دیا
 کاروائی بھی اس وقت کی جب کل سامان بالکل لپٹا

اور اسکی تجویز کا مقصد پورا ہونے والا تھا اسے
مادان - اب بھی تیرا سمجھ میں آیا یا نہیں۔

وینٹرو - اور وہ کون تھی جو سیاہ لباس پہنے
جلدی سے مینار کی کونٹھری سے نکلے اور زور سے
ایک آہ بھر کر بلخ کے اندر غائب ہو گئی۔

کارا قاق - عقل تو یہی کہتی ہے کہ ہر نودہ ضرور
یہی ہی شیرائیں ہوتی۔

وینٹرو نے اپنی پیشی اپنے ہاتھ سے پکڑ لی
اور ایک آہ جگر خراش بھر کر جوبک پڑا۔

اسکے دوست کی بحث ناقابل تردید تھی
لیکن اصلی صاف اور ایماندارانہ طبیعت

بے ایمانی اور دوغابازی اور غریب و سناہش سے
سعد مزاج تھی کہ وہ اس عہدہ جال نکالنے

توڑا اسکو اور شیرائیں کو اپنا شکار بنالیا تھا شکل
سے صرف اندازہ کر سکتا تھا اسکو علاوہ اس کی

پچ کے کہ وہ شیرائیں اسکو بالطبع ایک دوسری
نظر سے دیکھ سکی اس بات کا بھی بے اندازہ

فانی تھا کہ اسکی بڑیا کس بڑی بڑی مصیبت میں تھی
یہی ان آفتوں میں ایک آفت یہ بھی شامل ہو گئی

تھی کہ اسکو ڈانسیلا کی استاد یون کا خیال کہہ کے
اور زیادہ کوٹ پڑتی تھی اسکی مٹھی خود بخود

بندہ گئی اور اسکو سعد جھڑ مٹھم ہوا کہ اگر
ہر وقت ڈانسیلا کی تواسکا گلا گھونٹ دیتا اسکے

دماغ میں چلنے لگے پیر وین غرض پیدا ہو گئی اور
ابھیچازہ بیارون کی طرح ایک درخت کے

سہارے کھڑا ہو گیا۔

ڈیوگ آف کارا قاق کا دل اپنے دوست کی
مصیبت دیکھ کر پھلپھلا اٹھا لیکن اسکو اپنی

کلافوس نہ تھا کہ میں ایک سچی بات ظاہر کرنے کا
باعث ہوا اسنے اسکو ایک کرسی پر جو قریب رکھی

ہوئی تھی بٹھا دیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اور اسکے قریب
بٹھکا اسکو دلاسا اور تسلی دی اسنے اسکے دل میں

یہ امید پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ڈانسیلا کی
سازش آسانی سے رو بہو سکتی ہے اور ہم اور شیرائیں

پھر ایک ہو جاؤ گے۔
وینٹرو - ڈانسیلا لیکن نہایت بخمدگی سے -

میرے پیارے دوست میں تیری اس خنایت کا
بڑا مشکور ہوں کہ تو نے مجکو ان دوغاباز یون اور

سناہشوں سے آگاہ کر دیا اب میں یقیناً سمجھ
ہو چکا کہ قدم رکھوں گا۔

کارا قاق اپنے دوست کی اس عمدہ تبدیلی کو
دیکھ کر حوٹے نہ سمایا اور جھکنا م اھا۔

کارا قاق - آؤ چلیں - اب پیر و گرام کا صرف آخری
تاج باقی ہے اسکے اخیر میں ساری جماعت اپنے چہرے

تھوڑے تھوڑے اور اسوقت حسین عیون کی صورت میں
دیکھنے کے قابل ہو گئی۔

وینٹرو نے کچھ نہ کہا اور اپنے دوست کے
ہجرہ اس خوفناک سفر کے مجمع کی طرف چلا گیا جو باغ کی

سرکوں اور خلی میدان کو گھیرے ہوئے تھا۔

تیرھواں باب

لاٹینین اب تک روشن یقین محل کی گھڑیاں
 جگہ گھاری یقین اور تاشا سون کا ایک جم غفیر
 تازہ ہوا کھانے کے لیے سنگ مرمر کے چوتھے
 پر ٹہل رہا تھا۔ باجا بجا یک بند ہوا اور چون
 اہل مجلس نے اپنے برقعے اُتارے اور ان کے چہرے
 کھلے تو ایسا مقصد پڑا کہ لامکان گونج اٹھا۔
 خوش طبع سپاہی جو رکھنوں سے راز و نیاز
 کی باتیں کر رہے تھے چہرے کھلنے پر اعلیٰ رتبہ کی
 شہزادیان ثابت ہوئے آہو چشم چورین جود
 کار نگہروں کی لڑکیاں معلوم ہوئی یقین عالی نسب
 شہزادے تھے بہت سے اہل نعل چشوق کے
 راجاؤں اور عرب کے شیخوں کے عیس اختیار
 کیے ہوئے تھے۔ اصل سلسلے کے جوہری اور
 ہما جن تھے۔ جو لوگ ظاہر انحراف اور ظریف بنے
 ہوئے تھے حقیقت میں بڑے مرتبے اور عزت کے
 لوگ تھے عورتیں جو ہندوستان کی شہزادیوں
 اور پیرس کی کوئٹون کا بھیس بدلے ہوئے یقین
 اوسط درجہ کے لوگوں کی بیبیاں اور لڑکیاں یقین
 اور تاناری دہاتین اور یونانی چارہا سانی
 دیو کوں کو کوئٹون کی بیبیاں اور ہینین نکھین
 جلوس ناج گھر سے نکھر سترہ زار کی طرف چلا۔
 اس جلوس میں شاہی جماعت بادشاہان مملکتوں
 خصوصاً پاسٹورائی موجودگی سے باقیمانہ جماعت

کی پشت ممتاز نظر آتی تھی۔ پاسٹورائی ایک عجیب
 غریب لباس زیب تن کیے تھے اور شاہی جماعت
 کے آگے آگے مستان دار حاجی جلوئی تھی اسکی
 پوشاک میں مشرقی طوائفوں کی طرح گونا گونا
 ہوا تھا اور اسکی کرتی پر اس قدر کام بنا ہوا تھا
 کہ خالص سونے کی چادر کی بنی ہوئی معلوم ہوتی
 تھی موتیوں کا ایک مالا اسکی گردن میں ڈھلا ہوا
 تھا اور ایک مرصع شیشی اسکی نازک کمر کو زیب
 دے رہی تھی اس کے گورے گورے ہاتھوں میں
 جڑاؤ جوڑیاں تھیں اور ایک قیمتی بروج اس کے
 ہونٹے سینے پر چمک رہی تھی۔ اس کے خوشنما
 بال مشرقی طرز سے کھیلے ہوئے تھے اور ایسے پیار
 معلوم ہوتے تھے کہ انکو دیکھ کر طبیعتوں میں
 بھی جوش پیدا ہو جاتا تھا۔ اسکی گردن اور ہاتھ
 پر ہنہ تھے اور اسکی منور پیشانی پر ایک جگنو
 چمک رہا تھا۔ غرض اس کے حسن نگہ سوز کو اسکی
 مشرقی پوشاک اور قیمتی جواہرات اور بھی دوبا
 کیے ہوئے تھے اور جودت وہ شاہی جماعت کے
 رو بروں کے لیے ہوئے حاجی جاتی تھی اور ہر ایک
 کی نگاہ اسکی طرف پڑتی تھی تو اسکی سیاہ آنکھیں
 شعاعہ کی طرح چمک رہی یقین اور اسکا سینہ نہ
 حسن کے خیال سے اٹھل رہا تھا لیکن اسکی
 پرشوق نگاہیں دسترو کی تلاش میں سرگرم تھیں
 اور چونکہ وہ اپنے دوست کے ہمراہ تھے
 اور پرگھر آگیا اور دونوں کے چہرے خلاف دوستو

جزوی طور پر اب بھی ڈھکے ہوئے تھے اسلئے
اسکو تلاش کرنے میں ناکام رہی۔

و سنسروں (آہستہ سے) آؤ کارافا جلیں لانا
جگو اس پرفتن عورت کی دعا بازی اور بدعاشی
کا پورا یقین ہو لیکن مجھے ڈر ہے کہ اسکی دلیری
کا تجسیر اثر نہ ہو۔

دونوں دوست مشکل سے دس قدم گئے
ہوئے کہ و سنسروں تک کر یکایک پیچھے ہٹا اور
کارافا کے کندھے کو زور سے ہلا دیا۔ کارافا کو
اس حرکت کا سبب پوچھنے کی بھی ضرورت لاحق
نہیں ہوئی اور اسے کوئٹس بیٹر اس کو قریب
سے گزرتے دیکھا۔ وہ ایک ظاہر محبت اور
بے تکلفی سے جوان ڈبوک آف امانفی کے
ہاتھوں کا سہارا کیے ہوئے جاری بھی اس کے
رخساروں سے سجاڑا ہر روتا تھا اور یہ دیکھنا
آسان تھا کہ اسکی مسکراہٹ مصنوعی اور جبریں
تھی۔ لیکن جہوت اسے و سنسرو کو دیکھا اور بھانپا تو
اسکی آنکھوں سے نفرت اور تحقیر ظاہر ہوئی تھی۔

اس دردناک موقع پر سچا سے و سنسرو کی جو
کیفیت بھی محیط بیان میں نہیں آسکتی ایک
منٹ تک تو اس سے سیدھا گھڑانا رہا گیا
چروں میں لغزش ہونے لگی اور بدن سرور
پڑ گیا لیکن اس کے حواس بہت جلد جمع ہو گئے
اور گو وہ قدم جاکر کھڑا ہو گیا لیکن بالکل زبرد
اور بہت کی طرح جس حرکت تھا۔

واقعی دھوکے باز ڈوائیٹا نے بیٹر اس کو اپنے
بچہ سے بہت خوب بھانسا تھا۔ و سنسرو بیٹر اس
کے بیخ و بن میں شریک تھا اگر بیٹر اس و سنسرو کو
بیٹھا سمجھتی تھی اور اس کے دل کو ویسے ہی نہ ہرناک
تیروں سے چھیدا چاہتی تھی جسے و سنسرو نے
نادانستہ اس کا دل چھیدا تھا۔ وہ کچھ دیر تک
کھڑے ہوئے پاسٹور کا دل فریب نایاب دیکھتے
رہے اور اس کے بعد چلے گئے۔

و سنسرو نے ڈبوک اور ڈیڈی بیٹر اس کی
بیرونی کا امداد کیا مگر کارافا نے روکا اور کہا۔
و سنسرو ٹھہرو کیا دیر لانے ہو گئے ہو۔
و سنسرو نے جواب نہیں دیا اور اسکا ہاتھ چکر
جلدی سے چلا گیا۔

کارافا۔ (اپنے دل میں) یہ سخت بیوقوفی کی
اب یہاں میرا ٹھہرنا ٹھیک نہیں ہے نہ مظلوم
وہ اپنے جوش میں کیا کر بیٹھے۔

کارافا۔ بھی اس کے پیچھے دوڑا مگر لائینین
(زیادہ روشنی یقین دوسرے آدمیوں کی وہ
کثرت تھی کہ چلنا محال تھا تاہم کارافا نے و سنسرو
کو بہت تلاش کیا۔ لیکن پتہ نہیں ملا۔

اس اثنا میں ڈبوک آف امانفی اور ڈیڈی
بیٹر اس جن کے راستوں کی طرف چلے گئے
لائینین بھی جاتی تھیں اور باغ میں تاریکی کا
سکہ جتا جاتا تھا بیٹر اس کو ڈبوک کی صحبت
سے جو ظاہر آرام معلوم ہوتا تھا وہ اس وقت خور

جناں را جب اسنے یہ خیال کیا کہ میرے عاشق نے مجھ کو دیکھ لیا اور وہ ڈپوک آت آمانی کو بھر اسی حقیر آمیر نگاہ سے دیکھنے لگی جس سے اسکو دیکھنے کی عادی تھی۔

بہت خرد و دپوک کو اس خیال سے بہت بڑی خوشی اور اطمینان تھا کہ لیڈی بیٹر انس نے مجمع کے دو برو میرے ساتھ رہ کر مجمع کو اسٹاٹ کا یقین دلایا کہ اسکو مجھ سے نفرت ہو لیکن یہ نہ سمجھا کہ لیڈی بیٹر انس کس نشا سے اس کے ساتھ چہ بہ حال اسنے لیڈی بیٹر انس کی اس متغیر حالت کا چندان خیال نہیں کیا وہ ٹہلتے ہوئے بہت دور پہنچ گئے جہاں کوئی شخص نہ تھا اور کوئٹس واپس چلنے کا اشارہ کرنے والی تھی کہ وہ یکایک دڑ کر چن کے کنارے سے علیحدہ ہوت گئی۔

بیٹر انس سو بچے خوف سے یہ کیا تھا۔ ڈپوک سو تعجب سے جہیں کوئٹس کیوں دیتی ہو بیٹر انس۔ زکار یک باغ کی طرف اشارہ کر کے وہ درخت کے قریب کون کھڑا ہوا وہ دیکھو پھر دکھائی دیا۔

اس مرتبہ ڈپوک نے بھی ایک نگین پتھر دیکھی جو ایک ٹمچ کے لیے چلی اور پھر نظر سے غائب ہو گئی۔

ڈپوک کوئی مسخرہ پرویا معلوم ہوتا جو تم بیان کھڑی رہو میں دیکھ آتا ہوں اسے

بچی تلوار نکالی اور بڑے خرم اور احتیاط کے ساتھ جنگل میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر میں نظر سے غائب ہو گیا۔

بیٹر انس نے دیر تک اسکا انتظار کیا مگر وہ نہ آیا آخر وہ انتظار کرتے کرتے تنگ لگی اور ڈرتی ہوئی محل کو تہا واپس گئی۔

ڈپوک جنگل میں داخل ہو کر مشکل سے چند قدم پہنچا جو گا کہ وہ خوشی سے لوٹ آیا مگر اس مرتبہ اسکا خوراسکی زبردی پر غالب آیا اور وہ تیزی سے جلا جا رہا تھا کہ کسی شخص نے اندھیرے میں اس کے ٹیٹو سے براہ نظر رکھا۔

ڈپوک کا نااطفہ بند ہو گیا اور وہ اسل نہ دھیر میں اسنے مخالف کو مشکل سے بچان سکا اسنے تلوار چلانے کی کوشش کی مگر خائف نے اپنے زبردست ہاتھوں سے چھین کر کھینک دی بچا کچھ وہ اپنی کتبی تلاش کرنے لگا مگر کتبی بھی غائب تھی اور اسکا ہاتھ صرف اس کے خیالی مسان پر پڑا اس کے سینے میں ایک جھوٹی پستول رہا کرتی تھی مگر اسکو محسوس ہوا کہ اسکا بھی تہہ نہ تھا۔

جو شخص اسکو اس طرح پکڑے ہوئے تھا اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ مگر جب اس کا مقصد ڈپوک کو ہلاک کرنے کا بھی ہو گیا یہ ارادہ اسوقت بدل گیا تھا پتا چلا کہ وہ ڈپوک کا گلا دبائے رہا اور ایک معمولی گول سے اسکو ایک بچے کی طرح گھسیٹ کر باغ میں

لے گیا لیکن حقیقت یہ تھی کہ ڈیوک کا نگہ
گھٹا جاتا تھا اور وہ چون کہیں بے قابو اور
ناچار تھا۔ ہر قدم پر تاریکی بڑھتی جاتی تھی لیکن
اس جگہ ہر جگہ جہان سے چھوٹا چشمہ صبح کی نظر
نور تھا یا ایک روشنی منور ہوئی۔ اجنبی نے
گھاس پر اپنا ناگوار بوجھ ڈال دیا اور اسکی نکال
اور گئی جو اس سے چھین لی تھی اسکے پہلو کے
قریب رکھ دی۔ ڈیوک ایک توپشیر سے سیاہ
تھا۔ حال کی تکلیف اور خدشہ کی وجہ سے اور
سیاہ ہو گیا۔ وہ بڑی مشکون سے کھڑا ہوا اور
بولایا وہ پیمائش۔ تو جانتا ہی میں کون ہوں
مخالف۔ (اپنا برقعہ اٹا کر) ہاں جانتا ہوں
تو وہ نہر پر سا سناپ ہو جسے ساری سرزمین
اٹلی کو ناپاک کر رکھا ہے۔ لیکن تجھ کو معلوم ہو
میں کون ہوں۔

ڈیوک ڈر کر زور پو گیا اور بڑی مشکون
سے دست بردار نام اسکے منہ سے نکلا۔

دست بردار ہوا۔ پھینکی ابتدا میں میرا قصد تھا
کہ تیرا میٹھا دبا کر تجھ کو مار ڈالوں لیکن تجھ کو یہ معلوم
نا پسند ہوئی میں تجھ کو اسی حالت میں مارونگا
جب تیری تلوار تیرے ہاتھ میں ہوگی۔
تلوار اٹھائے۔ دیکھو تو اپنے کو کہہ کر جا کر۔
ڈیوک اپنے مخالف کا مزاج پہچانتا تھا
اور جانتا تھا کہ تیرے لیے کوئی اور راستہ نہیں
ہو چاہئے جسے گھاس سے تلوار اٹھائی ہو

اسکی عادت میں داخل تھا گھر میں آیا اور ہر
میں ہوا تاشے میں مارا اٹوا اور اسے چند
ہمیشہ لوگوں کو اپنے ساتھ ہر وقت ضرور
رکھتا تھا اور اگر اسوقت اسکو اپنی رہائی کی
کوئی امید تھی تو یہ بھی کہ انہیں سے کوئی نہ کوئی
شخص جو اس سے کوشش کے ساتھ ٹکرت
کرتے وقت بچ کر گئے تھے ضرور نزدیک ہو گا اور
بلانے سے آجائیگا۔

دست بردار ایک پستول دھکا کر جو بھری ہوئی
اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے تھا، دیکھ اٹا
تو تجھ کو اس سے قبل ایک مرتبہ دھوکا دیکھا
ہو اگر اس دفعہ دھوکا دیا اور اپنے کہنے
ساتھ یوں کو مٹی سی کر لیا یا تو یاد رکھنا اس
پستول سے تیرا بھیجا ڈرنا ہو گا۔

ڈیوک کا ہر وقت تھا اور بدن کا نہ
رہا تھا لیکن اسکا علاج ہی کیا تھا۔ جار و ناچار
رہنے پر آمادہ ہوا اور تھوڑی دیر تک کھٹا کھٹ
تلوار میں چلیں اور ڈیوک نے اپنے کو اس خوبی
بجایا کہ خود دست بردار کو تعجب معلوم ہوا۔ ہر چند ڈیوک
کو چند ماہوں کے سخت گھیر رکھا تھا۔ تاہم
اسنے جوان سپاہی کے دور بردست وار خوب
بجائے اور بہت باندھکوں دست بردار کیلئے دست
کبچہ کرنے والا تھا۔ اسنے صرف چند لمحہ میں
اپنے مخالف کے بائیں ہاتھ کو سخت زخمی
کر ڈالا اور اسکی کلائی سے خون کا غرارہ

روان ہو گیا۔ حالانکہ اسکی طاقت زائل ہو چکی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنے کو بجا مار رہا اور سنسرو ایک آخری ضرب میں اسکا کام تمام کرنے والا تھا کہ مار زانو ایک درجن بھر سلج آدمیوں کو لیکر شور مچا تا کہ وہ باغ میں سے نکل آیا اور سنسرو کی طرف بھٹپٹا۔

وسنرو۔ (اس غصہ سے غمرا کر کہ وہ پھر بچ گیا) تو سمجھتا ہوں کہ تو بھرنے لگا۔ یہ کہہ کر اسنے جلدی سے پستول سر کی۔ لیکن اتفاق ناگمانی اسکے اور اسکے انتقام کے درمیان ایک مرتبہ پھر حاصل ہو گیا اور ڈیوک اپنے زخمی ہاتھ سے بے اندازہ خون نکل جانے سے غش کھا کر گر پڑا اور گولی سنسنائی ہوئی اسکے سر کے قریب سے نکل گئی۔

اُسوقت سنسرو کی تھوڑی سی عقل کاظمی وہ اس بڑی جاہت کے حملہ سے بچنے کے لیے جو تنگی تلوار میں لیے ہوئے تھی، اور دشمنانہ طریقہ سے شور مچاتی تھی، بڑے نشی گھر کے نکالک میں دوڑ گیا اور دروازہ بند کر کے بغیر خطرے کی لیکن چونکہ دروازہ نہایت کمزور تھا اور مخالفین اسکو توڑ رہے تھے اسلیے اسنے اپنے چاروں طرف دیکھا اور سوچا کہ اب کیونکر جاؤں۔ وہ اس سے قبل کبھی کبھی غصہ میں لگتا تھا لیکن محاذی جانب ایک چھوٹی گڑ کی

اور پھر چڑھ گیا اور چون ہی بھاگک میں غماضین کے داخل ہونے کی آواز سنائی دی گڑ کی کے باہر کود پڑا۔ اسنے یہ بھی نہ دیکھا کہ میں کس طرف کو دتا ہوں اور کیا حال ہوگا اور امین تنگ نہ تھا کہ اگر وہ سیدھا گڑ کی سے زمین پر پڑتا تو اسکی پٹیاں چلنا چر رہی جاتیں کیلئے کہ گڑ کی زمین سے لورے ۶۰ فٹ اور کبھی لیکن اسکی قسمت اچھی تھی کہ گرتے وقت ایک درخت حاصل ہو گیا اور وہ پہلے درخت کی چوٹی پر اور پھر درخت کی چوٹی سے زمین پر گر رہا اور گڑ ایک دو جگہ خراش لگئی لیکن جوت مطلق نہ لگی انا فی کا ایک ملازم بیان بھی اسکی تاک میں اٹھڑا ہوا تھا اور چون ہی وسنرو زمین پر گرا۔ یہ شخص اسکی طرف ایک جست مار کر بھٹپٹا۔ وسنرو۔ (اسکے خجرا کا ایک وار بجا کر) اوسے تو اپنے مالک سے زیادہ بےادب تو لیکن تیری قسمت بھونٹی ہو۔

یہ کہہ کر اسنے اپنی گتہ سپاہی کے گتے میں بھونک دی اور وہ اسی جگہ ٹکڑھار ڈھیر ہو گیا لیکن کبھی گھر سے جمع کا شور و غل اور چنے بکار سنائی دی تھی اور وسنرو نے جبلت تمام کر جان جنگل کی راہ لی۔ وہ وہاں پہونچا ایک اونچے درخت پر چڑھ گیا اور اسکی شاخوں میں چھپ رہا اور صوقت وہ درخت پر چھاپا ہوا تھا اسنے مخالف درخت کے نیچے سے گزرنے چلے گئے۔

وہ بڑی دیر تک درخت پر بٹھیا رہا جب شور مچا کر
بند ہو گیا اور ہر طرف سناٹے کا عالم نظر آیا تو وہ
درخت سے اُترا۔ اور سوز و گریہ کی طرف چلا آئے یہ
اس نے اختیار کرتے ہیں ایک اندھی تحریک کی پرکھا
کی اور وہ تحریک یہ تھی کہ خواہ بیٹا بیٹی میری بہت
بلنگان ہی کیوں ہو یا میرے ساتھ کیسا ہی سلوک
کرے اسکے مکان کے قریب رہنا بہتر ہو لیکن یہ
اسکی عین خوش قسمتی تھی کہ اُسے اپنی معشوقہ کے
مکان کا رات نہ لیا کس لئے کہ تقریباً سو پاپی اس
کی تلاش میں جنگل میں گھوم رہے تھے اور چونکہ عام
خیال یہ تھا کہ وہ فیج نیپس میں کشتی چڑھا کر
چلا گیا ہو اس لئے بہت سی تیز رفتار کشتیاں طلوع
نیپس میں چھوڑ دی گئی تھیں۔

چور و موہان باب

حالانکہ دستِ رواپے اندوئی رنج اور تکلیفوں
کی وجہ سے بہت ہی آزدہ خاطر اور پریشان حال
تھا لیکن وہ قدم بڑھاتے ہوئے برابر چلا گیا وہ
جون جون آگے بڑھتا گیا گھٹان بھل ملا۔ اس وقت
سپیدہ صبح فوداد ہوئے والا تھا کہ کتوں کے
بھونکنے کی آوازوں سے معلوم ہوا کہ کوئی قصبہ
نزدیک ہو اور اس کا یہ خیال صحیح تھا کہ یہ قصبہ
سوز و گریہ و تشدد کا بدن تھا کاوٹ کی وجہ سے
چور چور ہو رہا تھا اور اسکی بہت ہنوتی تھی کہ
قصبہ میں داخل ہو۔ چنانچہ اس نے بڑی آزدگی

سے اپنے گرد دیکھا اور دل سے چاہتا تھا کہ کوئی
محفوظ جگہ مل جائے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر کھاوٹ
دور کر دی۔

آخر اس نے جنگل کے سرے پر ایک کھیت میں
گھاس کا ایک ڈھیر لگا ہوا دیکھا اور اس چٹھے
سے پیاس بھیا کر کھیت کے قریب بہتا تھا
صاف صاف گھاس نکال کر سونے کے لئے
ایک گدا بنایا اور اس پر بے خبر گیا۔

جب آگاہ کھلی تو سہ پہر کا وقت تھا لیکن کسی
اس سے بھڑکھا نہ نہیں کی تھی اور گو بھوک کی
وجہ سے آتشیں ٹوٹ رہی تھیں لیکن شکر تھا کہ
تھکاوٹ بالکل دور ہو گئی تھی۔

ہر چند کہ ہمارا پاپی محنت اور جفاکشی کا ہمیشہ
سے عادی تھا لیکن جوت وہ اٹھا اور اپنے گرد
دیکھا تو اسکو تنہائی اور تکلیف کا ایک عجیب
خیال ملا شکر ہو گیا وہ جانتا تھا کہ نیپس میں
کسی جیس میں زیادہ عرصہ تک رہنا بہتر تھی
ہو اور بیٹرائس کی محبت اور اپنی بہت ہی بہترین
اسکو دولے جوش سے یاد آگئیں۔

چونکہ جزیرہ ناجس پر قصبہ کی سیل اور سوز و گریہ
تھے اس قدر چھوٹا تھا کہ عقرب ہر شاخ سے
کو اناکھی کی طرف سے کافی گھماشت رکھنے
کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ اس لئے سوز و گریہ
کسی کا شکر کے مکان میں خریداری طعام
کے لئے جانے کی جرات نہ تھی اور گو اسکی

حبیب روپیہ سے لبالب بھری ہوئی تھی لیکن قحط اس کے بسترے کو اسی یقین سے گھور رہا تھا گویا وہ اس قحط سے باہر ہو جان غلام درویش سے کثرت سے میسر نہیں آ سکتے۔

پس اس نے نہایت افسردگی سے گائون کلاہیک چکر لگایا اور اس کے بعد ایوان سوزنٹو کو پہنچنے کی غرض سے پھر چل کھڑا ہوا۔ لیکن اگر اس سے دریافت کیا جاتا کہ تو ایوان سوزنٹو کو کس غرض سے جانا چ تو غائبانہ غور نہ بنا سکتا کہ میں نے یہ راستہ کیوں اختیار کیا۔

راستہ میں بکی مارنگیوں کا ایک باغ تھا۔ اس نے اس میں سے بہت مارنگیاں ٹوٹیں اور سیر ہو کر کھائیں۔

وہ ایوان کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن جنگل سے باغ میں داخل ہونے ہوئے ڈرتا تھا۔ اتفاقاً غروب ہو رہا تھا اور رات ہونے والی تھی وہ اپنے دل میں آہستہ آہستہ سوچ رہا تھا کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچوں تو کیا کروں کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں برہنہ خنجر لے ایک چھاٹی سے نکل کر دستزد کے ساتھ آیا۔ دونوں نے اسی وقت ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ یہ شخص بینڈنٹو تھا اور چونکہ دستزد اسکا پادشوت تصور کرتا تھا اسلئے اسکی ہمت بڑھ گئی۔

دستزد کو اس کے بعد کیا کیفیت گزری جب میں نے شکاری اسکے پیرنگ مارا تو اسے

ساتھیوں کو دستزد کی طرف بھاگ دیا تھا۔ بینڈنٹو۔ رنجوب ہو کر کیا وہ آپ ہی تھے۔ دستزد مسکرایا اور اب چونکہ بینڈنٹو سے چھپانا بالکل غیر ضروری بلکہ خلاف مصلحت تھا اسلئے اسے اس لڑائی کے تقصیلی حالات بیان کئے جس میں نہ ہونے درویش نے اسکو میں مرتع پر مدد کی تھی۔

بینڈنٹو یہ معلوم کر کے پھولے نہ سما یا کہ وہ اس نامان خدمت کے لئے اس نامعلوم درویش کے بجائے دستزد کا ممنون ہو جس سے دوبارہ ملنے کی کوئی امید نہ تھی اور اس نے نہایت منت سے اپنے عمن کی موجودہ بھروسہ اور پریشان حالت کا سبب دریافت کیا۔ دستزد نے اسوقت سے اپنے واقعات کی مفصل تاریخ بیان کی جب اسے بینڈنٹو کو مارنے کے حلقہ سے بچایا تھا اور کوئی واقعہ نہ چھوڑا بلکہ آتیلا کی کارروائی کا خاکہ ذکر کیا۔

یہ سن کر جوان ڈاکو کی پیشانی پر شکنیں چڑھ گئیں اور انکھیں فصعہ سے سرخ ہو گئیں۔

بینڈنٹو۔ اگر ہمارے بھائیوں میں یہ بات افشا ہو گئی کہ ڈانیلا نے اپنی ذاتی غرض کو نہ کے لئے بھی اما کافی سے سازش کی تو ڈانیلا کی بھی غیریت نظر نہیں آتی ہے۔ وہ عین اور ہر گز ہوا کرے لیکن یہ عین نہیں دیکھا جا سکتا کہ ہم اپنے جانی دشمن کا ساتھ دیں۔ دیکھو یہ کچھ بڑا

ہی اسکے خون کا پیاسا نہو جائے گا بلکہ کوئی ملک
اسکو صاف نہیں کرے گا۔

اس نے ایک لمحہ ٹائل کیا اس کے بعد دسترو
سے دریافت کیا کہ آپ نے آئندہ کے لئے کیا تدبیر
سوچ لی ہیں۔

دسترو۔ کیا بتاؤں کچھ سمجھ میں نہیں آتا جب
تک یہ جھگڑا فرو نہو جائیگا جگونیس جانے کی
ہرأت نہو گی۔ سارا شہر میرے خون کا پیاسا ہو گا۔
خود کو نٹ سو رہو جو سامنے کے ایوان میں رہتے
ہیں میرے جانی دشمن ہیں اور یہاں سے فیلس تک
ہر کا شہکار اور ہر مرد اپنا مال فنی کا طرفدار ہے۔

بینڈ ٹو۔ یہ بات غلط ہے۔ ایک شخص ہے جو
میرا مخالف نہیں ہے میں جب سے یہاں آیا ہوں
اسی کے مکان میں قیام کرتا ہوں اور وہ بلڈیوالو
کے تھے ایسے دوست کو پناہ دینے اور خاطر داری
کرنے میں ہرگز دریغ نہ کرے گا۔ آؤ چلو۔ وہ میں ملین
دسترو نے اس پر ہل مد کو خوشی سے قبول
کیا اور بڑا اطمینان حاصل ہوا۔

دسترو۔ رگنجان جھاڑی سے طلح کی طرف
جاتے وقت (بینڈ ٹو تم اپنے مقید ساتھیوں
کو چھڑانے میں کامیاب ہوئے یا نہیں۔

ڈاکو نے اپنا سر ہلایا اور کہا۔ درہان کچھ ٹھیک
ہے ایوان میں ایک لڑکی رہتی ہے جو دیڑھی بیڑیس
کی خاص خدمتگار ہے۔ مجھ سے اس لڑکی سے
دوستی ہے اور اس کے ذریعہ سے براہ راست

نامہ سپام آتے جاتے ہیں۔ ابھی تک مجھ کو
اُن سے ملنے کا کوئی موقع نہیں ملا ہے۔ میں
کہ اُن کو چند ہفتے میں پھانسی دی جائیگی وہ اس
تقریب پر خود ایسا سو فرما کہ اس کے سیل سرنگ
ردان ہو گئے اور اس کے ساتھی نے مصمم ارادہ
کیا کہ اب یہ ذکر نہ چھیڑوں گا۔

اب بینڈ ٹو کے دوست کا وہ چھوٹا نظر آیا جو
بالکل خالی ٹاپا ہوا تھا۔ اُنھوں نے ایوان کو
پچھے چھوڑ دیا تھا اور جنگل کے نہایت تاریک
اور گنجان درے میں داخل ہو رہے تھے۔ اس
درے کے وسط میں اس کے دوست کا جھوٹا تھا
یہاں سے سمندر بالکل قریب تھا۔ وہ جھوٹے
اور سمندر کے درمیان نہیون کے درختوں کا
ایک چھوٹا باغ حامل تھا۔ دسترو کو یہ دیکھ کر
سمت تعجب معلوم ہوا کہ ایوان سو رہو کے
خوشنما باغات اور غیر مزید مکھیتوں کے مستند
قریب ایسی بدعا اور سنسان جگہ ہے لیکن
چونکہ بینڈ ٹو نے اسکے شعلی کوئی امر نہیں
پیان کیا اس نے اس نے بھی کچھ نہ پوچھا جس
شخص نے اُن کے داخلہ کے لئے جھوٹے کے
دروازے کھولے ایک بڑا عمر شخص تھا اور
اس کے زرد مرجھائے ہوئے گال اور غیر جانہ کی
سے بال یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ کوئی غلامت
زدہ شخص ہے اور اس نے مدتوں تکلیفیں اور
رنج سہے ہیں۔ اس نے بینڈ ٹو کا ہاتھ دنگ

قدیم دوست کے غیر مقدم کیا اور جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ وسنرو بلڈیو الوکا دوست ہو تو اس کے ساتھ بھی نہایت مودبانہ پیش آیا۔

صاحب خانہ (شیرین آواز دین) امراتی فرما کر تشریف رکھے۔ میرے پاس جو کچھ موجود ہے وہ سب آپ کے لئے حاضر ہو۔

وسنرو نے دل سے بڑھے کا شکریہ ادا کیا اور نہایت خوشی سے ایک تپائی پر بیٹھ گیا اس مکان کا اندرونی حصہ ظاہر میں بھرا اور بد بنا تھا لیکن باطن میں ایسا آرام دہ تھا کہ اس کے بڑھے اور متھکا مالک کی ذات سے ایسی آئینہ تھی حالانکہ رات سرد نہ تھی لیکن آتشخانہ میں تھوڑی سی لکڑی کی آگ روشن تھی جس سے مکان میں ایک قسم کی رونق پیدا تھی کھانے پینے کی مینڈرین بھی ترتیب سے لگی ہوئی تھیں اور مکان کی حالت اس کے مالک کی حیثیت کے خیال سے بہت اچھی تھی۔

وسنرو اور بنڈنٹو کو بھیجے ہوئے دیر نہیں ہوئی تھی کہ صاحب خانہ نے اس بڑی مینر پر ہو کرے کے وسط میں رکھی ہوئی تھی بہت ماکھانا چن دیا اور کئی قسم کی شرابیں لاکوٹیشن کین و سنز اور بنڈنٹو دونوں بھوکے تھے اور دونوں نے خوب میسر ہو کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد وہ مکان کے ایک حصہ میں جس میں شفاف پیالہ بھی ہوئی تھی سو رہے اور دن کی ساری تھکاوٹ

اور تکلیفیں بھول گئے۔

اس بڑھے کا نام گپو کو تھا۔ وسنرو نے کئی دن تک گپو کے مکان اور گرد و نواح میں قیام کیا۔ مگر وہ سخت حیران تھا۔ کہ اس قید خانہ میں کس تک اپنی عمر کا ٹھیکہ اور اگر زیادہ دنوں تک یہاں رہنا پڑا تو اسکا کیا حال ہوگا۔ اس مصیبت میں ایک یہ بھی مصیبت شریک ہو گئی تھی کہ وہ اپنے دوستوں سے کسی قسم کی اطلاع نہیں پاسکتا تھا اور جبکہ قریب و جوار کے کاشتکاروں سے گفتگو کرنے میں ہی دقت تھی اسلئے یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ اس کی غیبت میں نیپلس میں کیا ہوا۔ ایک دن بنڈنٹو اس کے پاس بہت خوش خوش آیا۔ اُس نے اپنے دوست یعنی لیڈی ریڈر اس کی خادمہ خاص سے سنا تھا کہ دونوں قیدیوں کے پاس آٹھ نقب پہنچ گئے ہیں اور وہ جیلخانہ کی دیواروں کو چھلنی کر رہے ہیں مہروف میں اور امید ہو کہ نیپلس کو بھانسی کی غرض سے بھیجے جانے سے پہلے بھاگ جائیگے۔ وسنرو بنڈنٹو کی خوشی میں شریک ہوا اور چونکہ اس نے بیان کیا کہ میری خدمت کا زمانہ عشرت پر تم ہوگا اس لئے وسنرو نے تجویز کی

کہ اگر ممکن ہو تو بنڈنٹو اپنی آٹھان کے دروازے سے لیڈی ریڈر اس سے ملے۔ اسکو ڈانٹا کہ دغا بازی سمجھانے اور دسترو سے ملاقات کو

اجازت کرنے کی ترغیب دلائی تاکہ وہ اور زیادہ حالات بیان کر سکے۔

اس تجویز کا جواب دینے کے قبل ڈاکو نے نال کیا کس لئے کہ اگر اس نے تجویز قبول کر لی اور قصہ پورا ہوا تو صرف دس سو روایک خطرناک حالت میں مبتلا ہو جائیگا بلکہ اس کے پیامیوں کو بھی قید سے رہا ہونے کا موقع نہ ملے گا۔ اس نے چند لمحہ تامل کیا اس کے بعد زور سے دس سو روایک ہاتھ دبا کر بکلام بنیڈنٹو۔ جبکہ آپ نے میرے ساتھ اتنا سکو کیا کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بچو رہا کر لیا تو یہ کسی طرح پرشایان اور مناسب نہیں ہو کر میں آپ کی خدمت کرنے سے انکار کروں میں اپنے استفادہ تامل کی بھی معافی مانگتا ہوں اور آپ کو یقین دلانا ہوں کہ غورہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے میں آپ کا یہ کام انجام دوں گا۔

دس سو روایک (غورہ سے) بنیڈنٹو۔ اگر تو یہ سمجھ کر کہ میں نے تیری خدمت کی میری مدد پر کام نہ ہو تو میں تیری مدد کا طالب نہیں ہوں۔ میں کچھ احسان رکھنے کے لئے طاقتور کے خلاف کمزور کا ساتھ نہیں دیتا ہوں بلکہ متضاد انسانیت اور جو فردی سمجھ کر ایسا کرتا ہوں۔ بنیڈنٹو۔ اچھا یہ تو یہ سمجھو کہ میں بلیڈنٹو کی خاطر کمزور مدد دیتا ہوں کیونکہ وہ آپ کا چاہنے والا ہے سمجھتا ہوں اور یہ بھی نہیں تو اس محبت کا سبب سمجھئے جو مجھ غریب بنیڈنٹو کو آپ سے ہے۔

دس سو روایک۔ ہاں۔ بات منظور ہے۔ دوسرے دن صبح کو ڈاکو دن کا نقشہ مالی کا بھیجیں بلکہ نوکری کی تلاش میں ایوان ہوٹو کو روانہ ہوا۔ یہ دن ہمارے پیر کو بہت کھلا چونکہ وہ اپنے قاصد کو دس گئے ہوئے دیکھنے کا وہ درہ شایق تھا اس سے کیوٹو کا مکان چھوڑا گیا اور جنگلی درے کے اوپر نیچے ٹھٹھارہا کئی گھنٹے پہلے درپے گزرتے لیکن قاصد کی واپسی کے کوئی آثار نظر نہ آئے اور وہ اپنی بے تابی اور بے صبری کی وجہ سے عشق پر دیوانہ ہو گیا۔ آخر اس نے جھاڑیوں میں ڈاکو کے قدیم کی سرسراہٹ سن لی اور جب دقت اسے فوارہ کے چرے سے امید اور کامیابی کے آثار پائے اس کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ خوشی کا ایک غورہ بلند کر کے اس کی طرف بڑھا۔

بنیڈنٹو دس سو روایک کی متفکر صورت دیکھ کر کہ اب تو خوش ہو جاتے۔ بلیڈی بیڈنٹو نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کر لیا اور مجھ میں انہیں سمندر کے قریب لٹے ہوئے گرجا میں ایک گھنٹے سے زیادہ گنگورہ ہے۔

دس سو روایک نہایت بے صبری سے کیوں بنیڈنٹو کیا وہ تجو صاف کر دیگی۔ کیا مجھ سے ملے گی۔ بنیڈنٹو۔ ہاں۔ ہاں۔ اس لحاظ سے آپ خاطر جمع رکھئے ایک اتنا درخت کی شاخ پر بٹھ جائے اب میں اپنا قصہ سناتا ہوں لیکن

اور سسکیاں بھرنے لگی کہ میرا دل خود بھڑکا
اور مجھ سے اسکی طرف دیکھا نہ گیا۔
وسنرو۔ (بھوئے نہ سما کر) کیا اُسے مجھ سے
ملنے کے لئے کہا ہے؟

بلیڈ ٹو۔ ہاں۔ اُسے آپ سے ملنے کو کہا ہے اور
آج ہی شب کو آپ سے بھی اسی جگہ ملے گی۔ لیکن آپ
کو تنبیہ کر دی ہے کہ دوسرا جہزم و احتیاط طریقہ گا۔
کس لئے کہ، امانتی آپکی تلاش میں سارا نیپس
چھان چکا ہے اور چونکہ اسکو اس بات کا شبہ ہے
کہ آپ اسی قرب و جوار میں رہتے ہیں اسلئے
اُسے ہر جگہ یہاں بھی چوکی پر سے بھاگ دے ہیں۔
وسنرو۔ (نہایت سرگرمی اور جوش سے)
خدا کے پاک اس کو خوش رکھے۔ وہ کچھ اور
بھی کہتی تھی۔

بلیڈ ٹو۔ صرف یہ پوچھا تھا کہ کیا وسنرو کی ملازمت
میں کبھی ایک شخص سسی ٹیوہسپ بھی رہا ہے میں نے
جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم ہے۔

وسنرو۔ (تعجب سے اپنے دل میں) گیسپ
ہاں ہاں یاد آیا۔ جب ڈائٹلا خاص بنا کرتی
تھی تو یہ نام اختیار کرتی تھی۔ ہائے ظالم تو نا
مجھ کو تباہ کرنے میں کوئی پہلو نہ چھوڑا۔

وسنرو نے ڈاکوؤں کے لفٹ کا ہاتھ پکڑا
اسکی اس خدمت کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

بلیڈ ٹو۔ یہ کوئی خدمت نہ تھی۔ آپ اعتراف
نیا وہ خدمت کے مستحق ہیں مجھے امید ہے کہ

ان بیشمار وقتوں کا اعادہ کر کے جو مجھ کو اس کا
پیغام پہنچانے میں لاحق ہوئے آپکی بے صبری
نہیں بڑھاؤنگا لیکن خدا گواہ ہے کہ ان وقتوں کا
کوئی شمار نہ تھا اور اسی سخت تھیں کہ میں بیان
نہیں کر سکتا۔ میرا ملی کا بھیس اس شبہ کی
نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کہ اگر میں منت سماجت
نہ کروں تو ہتھم ایوان میرے پیچھے اپنے شکاری
کتے و ڈاؤسے۔ قصہ مختصر شریف لیڈی کے کھلا
بھیجا کہ میں ٹوٹے ہوئے گر جاؤں تم سے ملو گی۔
وہاں میرا انتظار کرنا۔ میں بڑی دیر تک صبر کرنے
بیٹھا ہوا لیکن مجھ کو اس صبر کا پھل مل گیا۔ سنیے
کہ اسکے حسن و عادت سے سارا دیرانہ منہ بھگ گیا
لیکن اسکا چہرہ زندہ تھا اور جب اُسے شاک میں
براہ راست آپکے پاس سے آیا ہوں تو نہایت
خشکین ہوئی میری بات سننے سے انکار کرتی
تھی اور ایک مرتبہ ویرانہ کو پھر تار یک کر کے چلی
جائے والی تھی لیکن میں اسکے قدموں پر گر پڑا اور
ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ وہ میری ایک بات مٹے
پھر چاہے چلی جائے۔ آخر وہ ماضی ہوئی صبر و
میں ڈائٹلا کی کل کارروائیوں کا۔ فی رتی حال
سنا ہوا تھا تو یقین چاہیے گا کہ اس وقت لیڈی بڑی اس
کے چہرے کی وہ کیفیت تھی جو میں عمر بھر نہ بھول سکتا
پہلے تو اسکو یقین ہی نہیں ہوا تھا لیکن جب میں نے
دلائل سامنے تو اسکو میرے بیان پر اعتبار
آیا۔ اسکے بعد وہ اس رحم اور طریقے سے رونے

بلاڈنوا کو کبھی بہت جلد جا کر یہ کل حالات
سناؤنگا۔ اور جون ہی بچی ملاقات کا نتیجہ معلوم
ہوگا فوراً مانتی کا روٹیو کروانہ ہو جاوے گا۔

وسنرو کے لئے باقی ماندہ دن پہاڑ سے زیادہ
سخت تھا۔ اسکو ایک ایک لمحہ ایک ایک برس
معلوم ہوتا تھا اور حالانکہ وہ ہر طرف سے غمخوار
میں گھرا ہوا تھا تاہم وقت مقررہ سے بہت
قبل اس ٹوٹے ہوئے گرجا میں جا کر بیٹھ گیا
جو سمندر کے نزدیک واقع تھا۔

اسوقت تارے چمکے ہوئے تھے لیکن جبروت
وہ گرجا کے سبز فرش پر بے صبری سے شل
رہا تھا اور بار بار مشرق کی طرف دیکھتا جاتا
تھا تو وہاں اور اس کے قریب میں ایک عجیب قسم
کی مایوسی اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

آخر ہاتھ ابالٹاپ نے ہادام کے درختوں
میں سے اپنی سفید صورت دکھائی اور وسنرو
نے ایک عاشقانہ جوش سے اس کا غیر مقدم
کیا۔ لیکن بیٹر انس اب کف فائیتھی ایک گفتہ
گزر گیا لیکن پھر بھی نہ آئی۔ آخر جب اسکا جامہ
صبر چاک ہونے لگا تو اسنے باغ میں قدموں کی
آہٹ سنی اور سفید برف سی گون دپوشاک چمکتی
ہوئی نظر آئی اور ایک لمحہ میں عاشق و معشوق ٹپے
اور لیڈی بیٹر انس اس کے سینہ میں اپنا سر ڈالکر
پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

بعض اوقات گفتگو بہ نسبت خاموشی کے زیادہ شیرین

معلوم ہوتی ہے اور یہ وہی وقت تھا۔ کچھ دیر تک
دونوں نہ بول سکے لیکن اس خاموشی میں بھی وہ
ملطف و مسرور تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ آخر وسنرو
نے ٹوٹے پھوٹے جملوں میں یہ تقریر کی۔

وسنرو۔ پیاری بیٹر انس۔ میرا دل بھڑکتا ہی ہوا
ہے جاننا لیکن یہ بتاؤں مجھے حاف بھی کیا یا نہیں۔
بیٹر انس۔ (دلکنت کرتے ہوئے) پیارے عاشق
میں کس قابل ہوں کہ مجھکو حاف کر سکوں۔ ہائے
کسخت ڈانٹلائے کیا ظلم ڈھایا۔

وسنرو۔ خیر۔ لیکن میں بھروسہ کرتا ہوں کہ اب
اسکا مکرو فریب کچھ بھی جہاد نہ کر سکیگا۔

بیٹر انس۔ لیکن پیارے وسنرو۔ تیرے مصنوعی
خواص کیوسپ نے تیرے بارے میں مجھ سے بڑی
بڑی شرارت آمیز باتیں کہی ہیں۔ جو ان سپاہی
نے بیٹر انس کی زبانی ڈانٹلائے دروغ و کذب کا
پر راسلہ سنا اور سخت تعجب ہوا لیکن جب کوئٹس
کو معلوم ہوا کہ ڈانٹلا اور خواص ایک ہی تھے
تو وہ بھی سخت تعجب ہوئے۔

بیٹر انس۔ (دھڑکی سے) وسنرو کا ہاتھ دبا کر خدا
تیری زبان کو رک دے۔ اب اس مکالمہ کی
چال بازیان ہم تکو کبھی جہاد نہ کر سکیں گی۔

اتنے میں جنگل سے تیز قدموں کی آواز سنائی دی
لیڈی بیٹر انس چمک کر کھٹکھٹی ہوئی اوپر چنچ
مار کر بولی۔ وسنرو۔ لالہ جان بچا کر بھاگ جا۔
جسے دشمنوں کو جہر ہو گئی۔

آہ دزاری کرنے لگا۔

وسنزد نے انکو دم دلا سا دینے کی کوشش کی اور گو ان کی جیتیں چھوٹی ہوئی معلوم ہوتی تھیں مگر بڑی شکون سے انکو کچھ کچھ خاص ہوئی وسنزد۔ رخاص کر بڑے کی طرف مخاطب ہو کر مختار سے نام سیتس اور فرڈینڈ دین ناہ اور تم مانٹی کا دینون کے ڈاکو دین میں ہو۔ انھوں نے ایک لمحہ تک اسکو بڑے تعجب سے دیکھا۔ اس کے بعد چھوٹے ڈاکو نے یکایک وسنزد کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔

چھوٹا ڈاکو مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں نے تجھ کو بلڈیو الو کے ساتھ دیکھا ہے۔

چھوٹے اور بڑے ڈاکو نے اسکو پیچھے سے دیکھا اور پچھا نا۔ وسنزد نے مختصر طریق پر جواب دیا کہ حالات سنائے اور ڈاکو دین نے اپنی کیفیتوں کا دردناک قصہ سنایا۔

سیس۔ (جو بڑا ڈاکو تھا) افسوس! اپنے کئی دن اور کئی رات جو ہوں کی طرح اس دیوار میں چھید کیا اور سچے تھے کہ اس میں چھید کرنے سے متبرکہ دھوپ کی صورت دیکھیں گے لیکن ہم تو ایک ٹوٹھری سے نکل کر دوسری کوٹھری میں پھنس گئے غنیمت؟ کہ اس کوٹھری میں تنوڑی بہت ہوا اور دوا تواقی ہو۔ وہ تو بالکل تاریک تھی درہم آہی غلط کر تے آہ اب ایسی دوسری کوشش محال ہو

اب وسنزد کو یقین ہو گیا کہ میرا خیال صحیح تھا۔ اگر اسکے پاس کیسے ہی بھدے اور نکالات ہوتے تو وہ بہت خوشی سے اپنی طرف کی دیواروں میں مدد دینا مکرر اسکے پاس بدھستی سے کوئی نہ کرتا تھا اور وہ مایوس اور مجبور ہو کر پھر فرش پر پڑا اور اسکا تعجب ان آدمیوں کو سنکر بڑھتا گیا چونکہ بروز یادہ تیزی اور صفائی سے سنائی دینے لگیں آخر ایک دن شام کو ایک بڑا پتھر چٹک کر اسکی کوٹھری میں گرا اور اسکی خاک اٹکر کوٹھری میں پھیل گئی۔ اس پتھر کے ٹوٹنے سے دیوار میں اتنا بڑا چھید ہو گیا کہ ایک آدمی آسانی سے آ جا سکتا اور دونوں شخص اپنے ہاتھوں میں ہاتھ نعلی ہوئے ایک ایک دیکرے چپکے سے چلے گئے ان لوگوں کے جسم پر خاک پڑی ہوئی تھی اور انکی وحشیانہ آنکھوں اور زرد چہروں اور خاک آلود بالوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہت دنوں کے قیدی ہیں۔

ایک شخص۔ (جو زیادہ لمبا تھا) کیا دہیات غلطی کی جس دیوار میں سوراخ کرنا تھا تمہیں تو نہ کیا اور اس میں سوراخ کیا جہیں سوراخ کرنے سے کوئی فائدہ نہوا ہم جیسے پہلے قیدی تھے ویسے ہی اب بھی قیدی ہیں۔

انکے سامنے کو بھی سی مشکل محسوس ہوئی اور وہ مایوس ہو کر کوٹھری کے فرش پر گر پڑا اور اپنا سر دیوار سے ٹکمانے بال نوچنے اور

فرڈیننڈو۔ اب کیا ہوتا ہے۔
 وسنزو۔ تاہم حالانکہ ہم لوگ فرڈیننڈو اگرو
 میں لیکن مجموعی طور پر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔
 سیس۔ اور فرڈیننڈو نے اپنے سر ہلے۔
 وسنزو۔ (اصرار سے) تمہیں ایسا کیون نہ کریں
 کہ ہم سب داروغہ کی تاک میں گئے رہیں۔
 اور ہمیں وہ مدنی اور پانی نیکر کوٹھری میں
 داخل ہو کر بارگاہی جھپٹ پڑیں۔
 سیس۔ (رنج سے) آپ کو اس قید خانے
 کی کیفیت نہیں معلوم ہے۔ تو وجہ کیا کہ جب
 آپ یہاں لائے گئے تو آپ کو ہوش نہ نکلا
 زندان کا یہ حال ہے کہ یہاں عمر بھر گزار دیا جائے
 باہر نکلنے کا راستہ ہی ملنا مشکل ہے۔ آخر ایک
 دن اس سیاہ کوٹھری میں جان دینا اور ملان
 بیرحم چوہوں کی غذا بننا ہے۔
 اس نے یہ کہتے وقت نچلے بہت سے چوہوں
 کے جو فرش پر دوڑ رہے تھے ایک چوہے کے ذمہ
 سے لات دی اور ہم کلام ہوا۔
 سیس۔ علاوہ برین ایک گارڈ ہمیشہ
 داروغہ کے ساتھ رہتا ہے اور جب وہ کوٹھری
 میں داخل ہوتا ہے تو گارڈ باہر رہتا ہے میں نے
 اور فرڈیننڈو دونوں نے اپنی آنکھوں سے
 انکی کاربنیں چکیتی ہوئی دیکھی ہیں۔
 فرڈیننڈو۔ رجائے گھٹنوں میں سر دیے
 بیٹھا تھا اور پاپوسی سے پورا منسوب ہو رہا تھا

سج سج ہے۔
 ڈاکوؤں کے رنج کو وسنزو سے یہ سنکر اور
 ترقی ہوئی کہ ہینڈ ٹو اسکی گرفتاری کی صبح کو
 ناشی کار دینو کو واپس گیا لیکن سب کی بہترین
 اس بات سے بڑھ گئیں کہ تینوں شخص متلائے
 رنج مصیبت تھے۔
 فرڈیننڈو۔ یہ تو بہن امید ہے کہ ہم کسی نہ کسی
 دن ضرور سپرد جلا دے گئے جائیں گے لیکن جب
 تک دم میں دم باقی ہے ایک دو گھنٹہ سا تھ
 ہی ٹھیکر کاٹنا اچھا ہے۔
 وسنزو۔ میں نے سنا ہے کہ یکجہت جلا دیں
 سے بلایا گیا ہے۔
 سیس۔ جب جان نکالنے کے کل سامان
 اسی جگہ موجود ہیں تو دہان سے بلوانے کی
 کیا ضرورت تھی۔
 وسنزو۔ چونک پڑا اور دہشت کی ایک
 سنسٹ اس کے سارے بدن میں ہوسٹ ہوئی۔
 سیس۔ بیت الاذیت تو ہماری کوٹھری
 سے بالکل ہی نزدیک ہی میں نے اور فرڈیننڈو
 نے مختلف اوقات میں رونے اور چیخنے کی
 آوازیں سنی ہیں۔
 فرڈیننڈو۔ اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے۔
 وسنزو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مالعی نے
 جس کا ذاتی قید خانہ غیر محفوظ سمجھا جاتا ہے ان
 قید خانوں کے استعمال کی کونٹ سوئٹھ سے

ہوئی لیکن وہ ایک دن شام کے قریب پھر
کھسکنے سے فوراً جاگ اٹھا اور ایک لمحہ بعد
سیس کو اپنے پاس کھڑا ہوا یا اس کے
پیروں میں غزش طاری تھی آنکھیں اپنے
خانے سے نکلی پڑتی تھیں اور اس کی عام
حالت ایسی قابل ترس تھی کہ دیکھنے سے ڈر
پیدا ہوتا تھا۔

وسنرو۔ زرد ہو کر سیس۔ کیا ماجرا ہے۔
بول تو سہی تجکو خدا کا واسطہ ہے۔

اس وقت سیس کا ہر عضو کانپ رہا تھا
بڑی مشکل سے اس نے کہا۔ وہ فرڈ میٹا گیا
وہ لوگ لے گئے۔

وسنرو۔ کہاں؟

سیس (خوف سے دیوانہ ہو کر) ہاں۔ ہاں۔
گیا۔ وہ لے گئے۔

وسنرو۔ بھائی۔ ہمت نہ مارو کچھ کہو تو۔
سیس۔ جلا دیکر کر لے گئے۔ اب اس کو
بری طرح مارینگے اور ہم کو دیکھنے کے لئے
مجبور کرینگے۔

وسنرو۔ ناممکن ہے۔

سیس۔ نہیں۔ نہیں۔ بہت نہیں ہے۔
وہ مایوس و لاچار ہو کر اسی سوراخ سے
اپنی کوٹھری کو چلا گیا۔

وسنرو سخت حیران تھا کہ باقی امانہ
ڈاکو کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا کہ اہلکاران

اجازت لے لی ہوگی اور یہی سبب ہو کہ وہ بڑی
تفریح کے لئے غریب قیدیوں کو اذیت
ہونچا یا کرتا ہے۔ بہر نوع یہ بات غلط نہیں ہے
کہ قیدی مختلف اوقات میں شکنجوں میں کھینچے
جاتے ہیں یا کسی اور طور پر انکو تکیہ
ہونچائی جاتی ہے۔

اب وسنرو کے دل کی جو کیفیت تھی
وہ سابق کے بہ نسبت بالکل عکس تھی اسکو
پورا یقین ہو گیا کہ میرا قیاب اپنا کینڈہ گئے
اور انتقام لینے میں کوئی تدبیر باقی نہ چھوڑے گا۔
اس وقت رات بڑھتی جاتی تھی اور ڈاکوؤں
نے اپنی کوٹھری کو واپس جانے کا قصد کیا۔

آنکھوں نے فرش سے کوڑا کرکٹ اور خاک
و حوصل صاف کر دی اور وسنرو سے ملتی ہوئے
کہ جب ہم اپنی کوٹھری میں چلے جائیں تو جس
مقام پر یہ پتھر رکھا تھا اسی جگہ رکھ دینا چاہیے
آنکھوں نے یہ کہہ کے وسنرو کو سلام کیا اور
واپس آنے کا وعدہ کر کے چھپکلی کی طرح اپنی
کوٹھری میں ریگ گئے۔

وسنرو اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ مشکل
سے بھاری پتھر اٹھا سکتا تھا لیکن آخر میں
کامیاب ہوا اور پتھر رکھ کر مبالغہ بکھونے
پر لیٹ گیا۔

قید خانہ کی مصیبت کے دستور العمل
میں کئی دن تک کوئی غیر معمولی تبدیلی نہیں

قید خانہ اور قیدیوں کو پچاسی دیکھنے کے لئے مجبور کرینگے لیکن اسکو میس کی صداقت کا بہت جلد ثبوت مل گیا۔ اس کو مورخ کے منہ پر پتھر رکھے دیوہنوی تھی کہ اسکی کوٹھوی کا دروازہ کھلا اور داروغہ نے اپنی صورت دکھائی۔ اس کے ہمراہ تین شخص تھے یہ تینوں شخص یکساں پوشاک پہنے ہوئے تھے ان کے چہروں پر برقعے تھے اور وہ کاربنیوں سے مسلح تھے۔

انھوں نے دسترو کو اٹھنے کے لئے کہا دسترو فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی بیڑیاں آثار ملی کمپن اور گارڈ کے ہمراہ چلنے کے لئے لگائیاں وہ اس کو چند سچاڑا بالاخانوں سے ہوتا ایک رات کی طرح سیاہ قہقہے لگے۔ مگر چونکہ شعلیں ان کے ساتھ تھیں اس لئے چلنے میں کوئی وقت نہ تھی۔ وہ بہت جلد ایک نیچی لیکن وسیع کوٹھری میں داخل ہوئے اور دسترو کو ایک نظر میں معلوم ہو گیا کہ یہی بیٹا لالہ تھا۔ اس سے اسے قریب قیدیوں کے ساتھ بیٹھنے کے لئے کہا گیا جو صورت و شکل میں اس سے زیادہ مصیبت زدہ معلوم ہونے لگے۔ یہ لوگ کمرے کے سرے پر ایک صف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دروسترو کے سب سے قریب میس تھا جو اس شدت سے کانپ رہا تھا کہ اس سے زمین پر قدم نہیں رکھا جاتا تھا

باقی ماندہ دیواروں کے گرد گارڈ کے بہت سے لوگ تھے یہ سب برقعے پہنے ہوئے تھے اور کسی کے ہاتھ میں کاربن اور کسی کے ہاتھ میں بھالے اور برچھیاں تھیں۔ وسط کمرہ میں ایک مثل روشن تھی اور یہی مقام تھا جہاں آکر وہیت بیٹے شکنجہ رکھا ہوا تھا۔ اس شکنجہ میں غریب فروڈ مینڈو برہنہ کر کے چپٹ لٹا دیا گیا تھا۔ اسکی آنکھیں بند تھیں اور پلکوں کی اتھاقیہ جنبش اور سینے کی حرکت سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ابھی لاشہ نہیں ہوا لیکن باقی صورت صاف کہتی تھی کہ اس میں اور مردہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

فروڈ مینڈو کے قریب ایک جلا دکھڑا تھا اور اس کے ہاتھوں میں اس جنبی کل کو بٹا کرنے اور دبانے کے آلات تھے اسکا چہرہ تو برقعے سے چھپا ہوا تھا لیکن بھاری بدن کمزور تھا اور ڈول کا ایسا تھا کہ پورا دیوانہ معلوم ہوتا تھا۔ چند منٹ تک تو عجب ساٹا رہا۔ اس کے بعد گارڈوں میں سے ایک نے جو تلوار لئے تھا اور گارڈ کا کپتان معلوم ہوتا تھا ایک پست قد غریب اندام شخص کو جس کے کان میں ایک قم اور پیٹھ میں ایک دوات تنگ رہی تھی شکنجہ کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ وہ کپتان کا اشارہ پاتے ہی شکنجہ کے قریب گیا اور مظلوم

قیدی سے چٹکنچہ میں چٹ پڑا ہوا تھا ایک ایسی آواز میں جو بھاری برسنے کی وجہ سے بھوت کی سی آواز معلوم ہوتی تھی اس طرح ہکلام ہوا۔ ”قیدی۔ ہم ان دنوں ڈاکوؤں کے قلعہ مانٹی کاروینو پر چڑھائی کر رہے ہیں ہمارے حضور شہزادہ اتانلی کا حکم ہے کہ تو ہماری فوج کا رہنما بن اور اس کے ساتھ چل کر قلعہ کا ماتہ بتا تجھے منظور بھی پائیں۔“

حالانکہ اسکو و سنز نے کئی بار مایوسی کا شکار ہوتے دیکھا لیکن مظلوم ڈاکو نے اصلی جرات ظاہر کی اور اناکھ کھول کے صاف طور پر جواب دیا ”دینیں“

مستفسر نے جلاو کو اشارہ کیا جس نے شکمچہ کا بیچ طہری سے گھما دیا۔ قیدی کے صفحہ سے صرف ایک آہ نکلی اور اتنی ہی کل جس میں وہ مضبوط بندھا تھا لیکبارگی لمبی ہو گئی اور قیدی کا ہر عضو بدن جکڑ گیا۔

اس سے ایک مرتبہ پھر یہی سوال کیا گیا مگر اس نے پھر انکار کیا لیکن وہ اس مرتبہ سابق کی طرح با آواز بلند نہ کہہ سکا۔

مستفسر نے جلاو کو دوسرا اشارہ کیا کل کلک بیچ پھر کس گیا اور یہ بد نصیب قیدی ایک ناگہن البیان تکلیف سے جلا اٹھا سوال کا اعادہ کیا گیا۔ لیکن اس وقت قیدی کی نہایت خوفناک حالت تھی اسکا سانس

بدن کا نپ رہا تھا اکھیں نکلی پڑتی تھیں خون آنکھیں اُسکے لبوں پر جمع ہوا یا تھا۔ اور پسینہ اُگیا تھا لیکن اس نے اس مرتبہ بھی نفی میں جواب دیا جلاو نے اس مرتبہ دودھ پیچ گھمایا۔ لیکن بڑے تعجب کا مقام تھا کہ اُس نے آٹ تک نہ کی تیسری دفعہ میں سپوش ہو گیا لیکن جان نہ نکلی۔

جلاو۔ ایک دیر کپڑے سے اس کے منہ کا پھین پوچھکے صرف ہوش نہیں ہو لیکن جان باقی ہے۔

مستفسر مایوس ہو کر الگ ہٹ گیا اور بولا۔

مستفسر۔ بس کافی ہے اس سخت جان کے ہاتھ پر کھول دو اور پیٹے پرے چلو۔

وہ شکمچہ کو گھسیٹ کر الگ لے گئے اور اُس کی جگہ بہت بڑا سپیلا لاکر رکھ دیا اب قیدی کو شکمچہ سے نکالا اور اس کے سر پر پانی کا ایک گھڑا ڈال کر ہوش میں لائے۔ جب وہ ہوش میں آیا تو اس پیسے کے گرد اس

طور پر باندھا کہ اس کے جسم کے ایک نصف دائرے کے مانند رہنے کے نصف محیط کو گھڑا

مستفسر نے پھر ایک مرتبہ نہایت غامضی اور رنجیدگی سے اپنے سوال کا اعادہ کیا اور کہا کہ اگر اب کی مرتبہ انکار کیا تو جان شیریں سلامت نہ سمجھا۔ قیدی نے کوئی جواب نہ دیا

اور اس کا غائب یہ سبب ہو گا کہ وہ قید میں تھا۔
 ہر نوع مستفسر نے وزیر اور ملا کو اشارہ کیا
 اور اس نے تین فٹ کا ایک آہنی ڈنڈا اٹھا کر
 مظلوم قیدی کو متواتر مارنا شروع کیا کہ ہر
 ضرب میں بیچارے کی ہڈیاں ٹوٹ رہی
 تھیں اور وہ بے انتہا رنج سے جلاتا اور
 کراتا تھا ہر رنگ اور ہر ہاتھ کے دودھ
 ٹکڑے کئے گئے اور آخر میں اسکے سر پر ایک
 ایسی بھاری ضرب لگی کہ ایک انڈے کی
 طرح اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے اور اس کا
 دم نکل گیا۔

خوف زدہ قیدیوں کو جنہوں نے اس
 دردناک منظر کا مشاہدہ کیا تھا گارو کے
 پیراہہ اپنی اپنی کوشنریوں میں جانے کا حکم ہوا
 و تشر و اور دوسرے قیدیوں نے قوحوشی
 سے اس حکم کی متابعت کی مگر غریب بیس
 جمیت الاذیت ہی میں بالکل بیہوش ہو گیا تھا۔

سولھواں باب

اپنے عاشق کی گرفتاری کے ایک یا دو
 ہفتہ بعد کونٹس بیٹراس آف سوزنواں
 باغات میں چل قیدی کر رہی تھی جو اسکے
 باپ کے ایوان کے متصل درخت تھے چونکہ
 وہ کچھ دنوں سے سخت علیل تھی اس لئے
 اس کے ارغوانی چہرے سے رنگ بالکل

غائب تھا اور نقابت اسکی چال سے برتی
 تھی وہ اپنی قدیم تندستی اور حسن کا فقط سایہ
 رہ گئی اور اسکے اشتہار اور تر دہ کا یہ عالم تھا
 کہ گویا طبع کی تازہ ہوا بیشیا بھولوں اور بادام
 کے خوشبودار نمون سے آ رہی تھی لیکن اسکو
 کسی قسم کی تفریح نہیں ہوتی تھی۔

وہ خزانہ خزانہ کچھ دور نکل گئی تھی
 کہ ہنسی کی چندا و دین سانی دین اور چونکہ
 وہ نظرانامین چاہتی تھی اس لئے ایک
 خوبصورت ستون کے پیچھے چھپ گئی اور
 ٹھنک رہی اسی وقت اس کا باپ نظر آیا
 جو ایک اجنبی کے ہمراہ ایوان کی طرف جا
 رہا تھا۔

بیٹراس چونک پڑی اور جب آنے
 اس اجنبی کو پہچانا تو اسکو اپنے حواس پر
 اعتبار نہ آیا۔ یہ اجنبی وہی مکروہ ملاہشتی
 جو اسکی کل مصیبتوں کا باعث ہوئی تھی۔

حالانکہ وہ کزرتھی مگر اس کا خون جوش
 کرایا تھنے پھیل گئے اور ٹھیکان خود کو زہر
 سمیٹیں۔ وہ اپنے دل میں سوچی کہ میں اس
 بد معاش عورت کے پیچھے کیوں نہ ہوں اور
 ایوان کے کل کیشیوں کے رد و برد اسکی
 بد معاشی کیوں نہ ظاہر کروں؟ لیکن پھر یہ
 دردناک خیال آیا کہ میں خود اپنے باپ کے
 ایوان میں قیدی سے کم نہیں ہوں اور تشریب

کل کلین میری کار دانیوں کو جاسوسوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ اس کو یہ بات بھی یاد آگئی کہ میرا باپ اسی عورت کو چاہتا ہو جس کی میں برائی کرنے والی ہوں اور اپنی اس بے بسی اور مجبوری سے مغلوب ہو کر غریب بیٹر انس ستون کے پائے پر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور زور زور سے سسکیاں بھرنے لگی۔

بیٹر انس (اپنے دل میں) ہاے میری پیاری ماں کیا تیری غریب لڑکی کی قسمت میں مقدر نے یہ لکھ دیا ہو کہ وہ اس بری طرح اس محل میں ذلیل و رسوا کا بھانجے جسکی تو ایک مالی مرتبہ حسین لکھتی ہے؟ اے ماں کیا تو نے مجھ کو بالکل چھوڑ دیا۔

اے پیچھے سے ایک دہمی اور غمگین آواز آئی وہ نہیں۔ بیٹر انس نہیں۔ اے میری بیٹر انس اس نے مجھ کو نہیں چھوڑا۔ وہ خوف سے زرو ہو کر کھڑی ہو گئی۔

اور پیچھے بڑکھڑکیا تو ایک عجیب صورت نظر آئی۔

یہ صورت ایڈیلیا کی تھی۔ مگر چونکہ بیٹر انس نے اپنی یاد میں اسکو کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے اسکو دیکھ کر متحیر ہوئی۔

ایک اونچی نکلے دار ٹوپی سے جادوگرنی کے سفید بال اور چہرہ چھپا ہوا تھا۔ اور اسکی ہڈیاں بھی عنقریب ویسی ہی تھیں جیسی دھڑا

پتا کرتی تھی۔ البتہ بشرے سے قوقل ظاہر ہوتا تھا اور وہ یہ تھا کہ پیلے ایڈیلیا کی آنکھوں سے وحشت اور بے ثباتی ٹپکتی تھی اسوقت افسردگی اور نرمی مترشح تھی۔

جادوگرنی۔ (اپنا ہاتھ بڑھا کر) میں بیٹر انس کیا تو میرے ساتھ باغ میں چل گئی۔ مجھ کو تجھ سے ایک بہت بڑا راز کنا ہو۔ جسکو میری اور تیری خاص زندگی اور نیزہ و نیزہ سے بہت بھاری تعلیق ہو۔

بیڈی بیٹر انس اپنا نام منکر بہت گھرائی اور پوچھا کہ کیا تو وینز کو جانتی ہو۔ جادوگرنی۔ ہاں جانتی ہوں۔

بیٹر انس۔ تو نے اسکا نام کیوں لیا۔ جادوگرنی۔ اگر تم مجھ سے ملو تو میں ثابت کر سکتی ہوں کہ میں تیری اور انس کی دونوں کی خیر خواہ ہوں۔

بیٹر انس۔ نیک عورت تیری درخواست ایک عجیب درخواست ہو۔

جادوگرنی۔ میری آنکھوں کو دیکھو کہ ان سے کیا ظاہر ہوتا ہو۔ اگر ان سے محبت اور ایمانداری ظاہر ہو تو مجھ سے ملو۔ ورنہ خیر۔ اگر ان آنکھوں سے اسکی معمولی وحشت ٹپکتی ہو تو بیٹر انس خیر چھوڑ دینی مگر چونکہ ان سے ایک عجیب اشتیاق اور الفت ظاہر ہوتی تھی اس لئے کونٹس مکالم ہوئی۔

بیٹیرالس لیکن بین بیان قیدیوں کی طرح
رہتی ہوں اور کوئی نہ کوئی چالاک جاسوس
میرے حرکات دیکھا کرتا ہو۔

جا دو گرنی۔ تم میرے ساتھ کچھ دور تک
چلی آؤ۔ پھر میں ذمہ لیتی ہوں کہ تمہیں
کوئی جاسوس نہ دیکھ سکے گا۔

حالانکہ بیٹیرالس کا اشتیاق بہت بڑھ گیا
تھا۔ تاہم وہ جانتے ہوئے سمجھ چکی مگر چونکہ لایا گیا
کے بشرے سے سوائس اور محبت کے اونچے طائر
نہیں ہوتا تھا اور نہ کسی اور طور پر یہ معلوم ہوتا
تھا کہ وہ کیوں اس قدر حلیم اور مطیع ہو اس لئے
بیٹیرالس اس کے ہمراہ جنگل کی طرف چلی گئی۔

ہمارے قصہ کا سلسلہ کتابچہ کہ کچھ دیر کے
لئے انکا ساتھ چھوٹے رہیں اور چالاک ڈائیلا کے
پاس داپس جائیں جو بیوقوف بڑھے کوٹ مریٹو
کے ہمراہ ایوان میں داخل ہو گئی ہو۔

بڑھا کوٹ شاہ نیپلس کی طرح اپنی محبت کا
راز ہر بہت کم پوشیدہ رکھتا تھا اور اس وقت بھی اپنے
چمکھٹ کرے میں حسین عثمان کیساتھ شہیا ہوا شراب
تاپ کے جام ڈال رہا تھا۔ اور اس کے خدام تمہیل حکم
کرتے ہوئے کمرے میں آتے جاتے تھے۔

ولفریڈ ڈائیلا خواص کی پوشاک پہنے ہوئے
تھی اور اپنی قاتل اداؤں سے بڑھے کوٹ
کو لہجہ ہی بھی اس وقت بڑھے کوٹ کا دماغ عرش
میں پر تھا۔ دودھ ڈائیلا کی صورت دیکھ دیکھ

ریشہ خلی ہوا جاتا تھا۔

کوٹ سوڑو۔ واہ کوٹ گینگو سب ڈائیلا سے
مراد ہی کیونکہ وہ خواص کے ہمیں میں صرف
گینگو کے نام سے مشہور تھی مگر کوٹ نے
مارے خوشامد کے اس کو کوٹ گینگو کے نام
سے خطاب کیا، کیا کتنا ہو۔ کیا تم واقعی نیپلس
سے میرے دیکھنے کے لئے آئی ہو۔

ڈائیلا۔ رانا جام اور کوٹ کا جام شراب سے
بھر کر انہیں مانے گا صرف آپ ہی سے ملنے کے
لئے سیدھی نیپلس سے چلی آ رہی ہوں۔

کوٹ۔ اور فرض کیا تم مجھ کو کالونین میں رہتیں
ڈائیلا۔ تو میری تھی سی جان پر ریت جاتی۔

کوٹ زنجیدگی سے، کاش مجھ کو یہ معلوم ہو جائے
کہ تم مجھ کو دھوکا نہیں دے رہی ہو تو جو چیز میرے
عمل میں سے مجھ کو پسند ہوگی بلا لکھت دیدو لگا۔

ڈائیلا۔ جام بھر کر اور امین ایک سفوف
اس طور پر لاکر کہ کوٹ کو خبر نہیں ہوئی میرے
پیارے کوٹ۔ یہ میری محبت کے سامنے مجھے کسی

چیز کی ضرورت نہیں ہو۔

کوٹ۔ شراب پیکر نہیں پیاری تمہیں
کوئی چیز لینا چاہیگی۔ بولو کیا لوگی۔

ڈائیلا۔ تیری چھٹی انگلی میں ہانی کی انگلی ہو۔
یہ مجھ کو دیدے پھر میں ہمیشہ تجھ سے محبت کروں گی
حالانکہ شراب اور اس خواب آور سفوف نے
جو اسکی شراب میں ملا گیا اپنا غلبہ شروع کر دیا۔

لیکن کوئٹ نے اپنی جلیب عادت کی وجہ سے
اپنی گروں پلائی اور جواب دیا۔

کوئٹ - میں نے کہا تھا کہ میرے محل میں جو چیز
مکو پسند ہوگی بلا تکلف دیدو گنا۔ اس سے میرا
یہ مطلب تھا کہ جو چیز میری چودہ تھارے مذہب پر
لیکن یہ انگوٹھی میری نہیں ہو بلکہ ڈیوگ آنا کافی
کی جو جینے چند خفیہ وجہ سے محکو عادی تھی۔

ڈانیلا - تو باقی ائمہ دن کے لئے محکو عادی
بدکو واپس کر دو گئی۔

کوئٹ - نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اس انگوٹھی
میں مالکی کی مہر ہو اور جو شخص اسکو پہنتا ہو
اسکو ایوان کے تہ قانون کی کال کوٹھریوں
کی دیکھ بھال کا اختیار ہو۔

ڈانیلا - بظاہر سخت قصہ میں آئندہ جو تھاری
اس محبت پر لوگ سچ کہتے ہیں کوئٹ کوٹھریوں
کو اپنی مشقت سے زیادہ روپیہ پیارا ہو۔

کوئٹ - بونی چالو۔ یہ لو۔ تھی بگڑتی کیوں ہو۔
ڈانیلا نے انگوٹھی بیکراچی انگلی میں پہن لی تو
جب وقت وہ پہن رہی تھی شراب اور دوائی شیر
کوئٹ پر غالب آئی اور اس کا سر جھک کر اس
کے سینے پر آ رہا۔

ایک مٹلا کر سی پریا ہر نیم کا ایک بڑا چھ رکھا
ہوا تھا۔ ڈانیلا نے آپس فرنا قبضہ کیا اور اپنے
جسم کو اسکے تھون میں اچھی طرح ڈھک کر اور
اپنے بیہوش نینوان پر کراہت اور نفرت کی ایک

تکڑا لکڑ کرے سے چلی گئی۔

جب وقت دھوڑے تنگ سر کے فریون سے اتر
رہی تھی بہت سے خدام اور خانگی ملازم ادھر
آدھر طائے آتے نظر آئے تکر ڈانیلا نے کسی کا
خیال نہیں کیا اور ان اشاروں اور کتابوں
کی بھی پروا نہ کی جو اسکے گرتے وقت خدام ایوان
آپس میں کر رہے تھے۔

لیکن وہ علی سے ایوان کے صحن میں داخل
ہوئی۔ یہاں ایک فریہ اندام فوجی جکے سینے پر
مالکی کا نشان لگا ہوا تھا تنگ مٹلا سے پڑا
تھا۔ ڈانیلا نے اس شخص کو انگوٹھی دکھائی اور
حکم دیا کہ محکو قید خانہ کے اندر کے پاس لے جا
اس انگوٹھی سے ظلم کا کام کیا کسے کو فوجی اسکو
اس وقت ایوان کے تہ قانون میں لے گیا۔

حالانکہ وہ ٹہری بہادر اور مند عورت تھی لیکن
اس تاریک مقام پر پہنچ کر ایک قسم کی بھولانچلیان
تھی اسکے سارے بدن میں سنسناہٹ پیدا ہو گئی۔

قید خانہ کے گارڈ کا اسرا ایک لمبا رنگا سیہ
آدھی تھا۔ اسکا ایک گال بڑا بڑا تھا اور اسکی
صورت سے سمیت معلوم ہوتی تھی لیکن یہ انگوٹھی
اس پر بھی ویسی ہی ہو ثنابت ہوئی جیسی اسکے
ماتحت پر ثنابت ہوئی تھی۔

ڈانیلا - (محکمہ طریقی سے) محکو کوئٹ وینر
کی کوٹھری میں لے چلو۔

اس نے دیوار کی ایک کھونٹی سے اپنا سیاہ بڑ

ہرچہ کہ وہ بڑی سخت اور شریر النفس تھی لیکن اس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ وہ مدتوں سے اس کے ہوسے کی مشاقق تھی مگر آئیے گھبراہٹ سے نہیں لیا تھا اب وہ زمین و آسمان سے ہرچہ کہتی اور حالانکہ دستزد کی پشیمانی رنج کی وجہ سے زور پر لگی تھی اور دودھ کی گلیٹ کا سچا آمینہ ہو رہی تھی تاہم اس نے اپنے لب اس کی پشیمانی سے نکال دیے اور متواتر کہتی ہوئے لے۔

دستزد نے اس سے چرک لگا اٹھا اور بار بار اپنی آنکھیں ملنے اور کھولنے لگا۔

دستزد (ایسی دھیمی آواز میں کہ ڈانٹا شکل سے پہچان سکتی تھی) کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں دھچک کے بجائے۔ ڈانٹ تو یہاں کیا کہنے آئی ہو۔ کیا ابھی تیرا پیٹ نہیں بھرا۔

ڈانٹا کو معلوم ہو گیا تھا کہ ٹیڑا کس اور دستزد دونوں میری کارستانی اور کمزور ہے واقع ہو گئے ہیں اور اس کو یقین کامل تھا کہ جب میں دستزد کی کوشش میں داخل ہوگی تو وہ کھوٹو نہاد مکر گیا لیکن اس وقت اس کے جذبات میں کوئی بناوٹ نہ تھی اور دستزد کے بڑے بڑے آنسوؤں سے سمجھ سکتا تھا کہ انہیں دغا بازی یا فریب نہیں ہے۔ ڈانٹا معاف کر۔ معاف کر میں تیری محبت میں دیوانی ہو گئی تھی اور اب بھی میری ہی حال ہے۔ اگر میں نے نادانستگی میں تم کو ایذا پہنچائی ہے تو تیری معافی کی خواہشگار ہوں اور اپنی جان تیرے

آٹھیا اور اس سے اپنا چہرہ ڈھک کر کبائش عمل رشتہ کی اور سر تو جھک کر بولا "نشریچے لے چلیے" وہ خاموشی سے روانہ ہوئے اور ڈانٹا نے اسے اس قدر دوزخ اور کھینچا اور در شکل راستوں میں پیر دی کہ اس کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ اگر ان راستوں میں دن کی کسی روشنی بھی پونہ بھی میں اپنے رہنمائی بے مدد کے واپس نہیں جاسکتی۔ جب وہ دستزد کی کوشش کے قریب پہنچا تو ڈانٹا نے گارو کے اندر کو باہر کھڑا ہونے کا حکم دیا اور خود دستزد کے کمرے میں داخل ہوئی۔

دوپہر کا وقت تھا اور کوشش میں معمول سے کم تاہم کئی تھی۔ لیکن ڈانٹا کے نزدیک روشنی اور تاریکی میں کوئی فرق نہ تھا کیونکہ اس نے شروع ہی سے اس قسم کی تعلیم پائی تھی کہ تاریکی میں بھی اس کو دکھائی دیتا تھا۔

دستزد اپنے ذلیل بہتر سے پریشان ہوا تھا حال میں اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ اکثر اسی طرح چلا رہتا تھا اور بھاری زنجیروں کی جھنگ کا رسی اس کو نہیں جھکا سکتی تھی۔

ڈانٹا نے پہلی بڑی دیواروں کے گرد ایک نگر ڈالی اور بڑے بڑے چیموں کو اپنے قدموں کے نزدیک فرش پر بے خوفی سے دھرتے ہوئے دیکھ کر ڈری لیکن جو وقت اس نے غریب دستزد کا دروازہ بھینک چہرہ دیکھا تو شدت رنج و رحم سے حیران و ششدر رہ گئی۔

اور پر نقد قرتی ہوں۔

وسنرو۔ ایک نامکمل ابدیان تکلیف سے ہاؤ
بیرحم دیکھ تو۔ تو نے میری کیا حالت بنائی ہے اور
پھر بھی بچو خیال ہو کہ اگر مجھ کو تجھ سی مکارہ کے
ساتھ پر تکلف مخلوق میں بھی رہنے کو جگہ ملے تو میں
اس زمان سے نفرت کرنے لگوں گا۔

ڈانیلا غصہ سے غمراہی اور اکی گھبراہٹ و سنرو
کی نفرت آئین نظر سے غصہ سے چلنے لگیں۔

ڈانیلا۔ تو یہ کہتا ہو۔

وسنرو۔ ہاں یہ کہتا ہوں مجھ کو یہاں ٹھہرنے
سے کیا مطلب ہو۔ تیرے پراروں چاہنے والے
مجھ کو بھلیکے کرنے کے لئے اپنے آغوش کھولے ہوئے
میں۔ گو یہ غار جنم سے زیادہ تاریک اور ڈیلا ہو
لیکن پھر بھی عزت کی جگہ ہو اور تجھ سی عورت
کے لئے موندن نہیں ہو۔

ڈانیلا کا غصہ اسکی رحم اور حالت کو دیکھ کر پھر
تعم گیا۔ وسنرو نے اٹھنے کی کوشش کی اور یہ علوم
سنو نا تھا کہ ڈانیلا کو پھاڑ کر گرتے کر دیگا۔ لیکن
اسکے گزور جسم کے لئے اسکی میٹریوں کا بوجھ بہت
تھا اور وہ ایک آہ بھر کر پیچھے گر پڑا۔

ڈانیلا کے بیل سرشک پھر وہاں ہو گئے۔ اور یہ
پہلو کے قریب دوناؤ میٹھے لگی اسکی پیشانی پر ہاتھ
پھیرنے اور دم دلاسا دینے لگی۔

ڈانیلا۔ وسنرو پہلے میری عرض سن لے پھر تیرے
جود میں آئے گم۔ تو جانتا ہو کہ میرا مزاج دھیمانہ

ہو لیکن میں پریشانی خبیث نہیں ہوں۔ بلکہ یہ

میری تربیت کا سبب ہو۔ میں نے جبوقت سے
تجھ کو دیکھا ہے اسی لمحہ سے تجھ سے محبت ہو گئی ہے۔
گو تیرا قصد نہو لیکن تو نے میرا جو صلہ پڑھایا اور
میرے شعلہ محبت کو نرتی دی۔ میرا مزاج بالکل
بدل گیا اور تیرے عشق کی آگ میں جلنے لگی ہیں

صرف یہ جاننے کے لئے کہ تجھ جیسے محبت ہو اپنی
جان تیرے قدموں پر نثار کرنے کے لئے تیار تھی۔
پس کیا ایسی حالت میں بھی تجھ کو اس رقیب کے

تھکانے میں کوئی تامل ہوتا ہو میرے اور تیرے
درمیان حامل تھا۔ افسوس مجھ کو یہ خبر نہ تھی کہ تجھ
پر مصیبت نازل ہوگی۔ پیامہ وسنرو میں تیرے
ہر بال کیلئے اپنی شہرت۔ دولت جان تک خوشی سے
نثار کر دوں گی۔ اب مجھ پر رحم کھا اور لٹھ بھان کر
وسنرو۔ ڈانیلا۔ آخر تیری اس کل تقریر کیا

مطلب ہو۔ تیری ہی بدولت تو مجھ کو دن دیکھا
پڑا ہے اب تو بد کرنے سے کیا فائدہ۔

ڈانیلا۔ ایسا نہ کہہ میں تجھ کی اس تاریک قبر سے نکال
لے جا سکتی ہوں۔ ہم پھر بھی رات سے رہ سکتے ہیں۔

وسنرو۔ (طنز پر) ہم ابھی ڈانیلا کیا تو مجھ کو
در اصل اس زمان سے رہا کر سکتی ہو۔

ڈانیلا۔ بیشک میں ضرور رہا کر دوں گی۔
ڈانیلا نے اسکے ظاہر اطلعت آئینہ افشاہ کو

خیال کیا لیکن یہ سمجھ بھی کہ اسے کس بھی میں کہنا تھا۔
وسنرو۔ تو کن شرطوں پر رہا کر اسکی۔

وہ اس مرتبہ وسنرو کی طنز پر تھوڑی سی کھنکھاتی رہی۔
کھنکھاتی نہ چوکی۔

ڈانٹیلہ۔ وسنرو۔ بیکو صرف تیری محبت چاہتے
اور کچھ نہیں۔ وہ بھی تھوڑی سی۔

وسنرو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اسکی
طرف حقارت سے دیکھ کر ہنسا۔

ڈانٹیلہ بہت ذلیل ہوئی اور غصہ اور شرم
سے اسکی آنکھیں جلنے لگیں۔

ڈانٹیلہ۔ کیا تو مجھ سے درحقیقت نفرت کرتا ہے؟
کیا تو مجھ کو کسی نہ چاہے گا۔

وسنرو۔ ایک نامکھن (بیان نفرت سے)
نہیں۔ کبھی نہیں۔

ڈانٹیلہ نے دروازہ پر دستک دی۔ دروازہ
کھلا اور وہ کچھ دیر تک نیم باز دروازے پر کھڑی

رہی اسکی شفقت و صلہ کی رنگت ڈھری ہوئی
تھی۔ آنکھوں سے ایک قسم کی وحشت چمکتی تھی اور

گو ناگوں جذبات سے سینہ دھڑک رہا تھا جب
اُسے ایک مرتبہ پھر ایسے قیدی کی طرف نظر پڑا

اور پہلی ہوئی دیوانہ۔ مکدہ چوہوں اور تاریک
کمرے کی بو باری باری سے دیکھا تو محبت غصہ

اور رحم نے اسکے دل میں فوراً جگہ کی مگر یہ سب
باہرین صرف ایک لمحہ کے لئے تھیں۔ وہ جھپٹ کر

باہر نکل گئی۔ دروازہ بند ہو گئے اور بچا ہوسنرو
اکیلا رہ گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں ڈانٹیلہ کا فکر ہے

اور کہ وہ نہیں۔ لیکن وہ دوسرے دن ایک

داف اور شک کہ کوٹھری میں پہنچا دیا گیا۔ ایک
ڈاکٹر اسکی تیمارداری کے لئے مقرر کیا گیا۔ بیکو
طاقتور غذا کھلائی گئی اور چنہ وزین اسکی
اصلی قوت پھر آگئی۔

سترھواں باب

دسویں پہلا لکی جاوہر کی کوٹھری میں لڑکی
کو گنجان درختوں کے جھنڈ میں بڑی دور تک
لے گئی مگر چونکہ وہ نہایت نرمی اور ملایمت سے
التجا کرتی تھی اس لئے بیڑی میں اسکی
درخواست سے انکار نہ کر سکی۔

ایڈا ایبلہ۔ (اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے)
تھوڑی دیر اور چلو۔ بس تھوڑی دیر۔

آخر وہ ایک بڑے خوبصورت اور لطیف
سبز و نارین داخل ہوئیں۔ دودھ خوں کے

درمیان جو ایک دوسرے کے بہت متصل واقع
تھے ایک سادہ نیچ چڑی ہوئی تھی۔ رنگ برنگے

جھگی پھول کے درخت ملایم گھاس پر اُگے ہوئے
تھے اور ایک قسم کی خوشگوار خاموشی چاروں

طرف چھائی ہوئی تھی۔
ایڈا ایبلہ نے کوٹھری کو اس نیچ پر بیٹھے کا اشارہ

کیا اور خود اسے قریب بیٹھ گئی اور کچھ دیر تک اسکی
آنکھوں کو بڑی تنہید کی اور محبت سے دیکھتی رہی

۔ بیڑا اس اپنی حال کی بیاری کی وجہ سے بڑی
لاغر و ناتوان ہو گئی تھی بیان تک کہ اس پر

عورت کی صورت سے ڈرتی تھی۔

بیٹھرائس مین ڈرتی ہون کہ لوگ ہمارے ہوش میں ہونے۔ میرے باپ کے جاسوس سایہ کی طرح میرے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اگر انہوں نے ہنگو بیان دیکھ لیا تو ہنگو اجنبی جان کر تجھے سختی سے پیش آئینگے۔

جادوگر مینی مین بیان کوئی اجنبی نہیں ہون۔ تو پیدا بھی نہیں ہوئی تھی جب سے میں اس جنگلی ورہ میں آتی جاتی ہوں رکشہ نانہ کی باتیں یاد کر کے، اسی جگہ میں اسکی آمد کا انتظار کیا کرتی تھی اور وہ اسی لحاس پر دوزخو ہنگو میرے حسن کی پرستش کیا کرتا تھا۔ بیٹھرائس مسکرائی۔

جادوگر مینی۔ اے حسین مجھ میں ہنگو تعجب معلوم ہو گا کہ یہ میرے سفید رخسار کے کبھی رشک ماہ دھرتھے اور یہ میری چاندی نشین جو رخ کیوجہ سے سفید ہو گئی ہیں شب و بچور کی طرح سیاہ نہیں لیکن اس میں ذرا جھوٹا مین ہو اور کچھ وہی اکیلا میری عزت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اچھے چھو شر و جان میرے بدبو زانو ادب نہ کرتے تھے۔

بیٹھرائس پر اس جتنی عورت کی گفتگو لہجہ اور آواز کا کچھ ایسا اثر تھا کہ وہ اسکی گفتگو میں بڑی دلچسپی لینے لگی اور اس قصے کے سننے کی بے ل شائق تھی جو وہ ظاہر بیان و زیر زبانی تھی۔

جادوگر مینی۔ میں جو کچھ کہتی ہوں ذرا غور سے سن کیونکہ جب تک میں اپنی رازم کہانی نہ سنا لوں گی ہنگو میری محبت اور ہنگو اپنے ہیکلے سے نکلنے کی خواہش کا اندازہ نہیں ہو سکتا ۲۲ برس ہونے میں قصہ سوز ٹوٹ کے قریب میں رہتی تھی۔ میں اصل و نسل سے ڈاکو عورت تھی اور اپنے باپ کے ساتھ آرام و اطمینان اور قناعت سے رہتی تھی۔ میرا باپ نہ صرف محافظ کر دیا گیا تھا بلکہ اسکو ان خدمات کے صلے میں جو آئے دسوا نین کے حق میں انجام دی تھیں نشین ہو گئی تھی۔ میں قصہ سوز ٹوٹ کی حسینہ تھی اور اچھے اچھے رئیس کبیر ہنگو دیکھنے کے لیے نیپلس اور سالرنو سے آتے تھے۔ میرا حسن سوز ٹوٹ کے لئے باعث فخر تھا لیکن جتنے عاشق آئے ان میں سے میں نے صرف ایک کو پسند کیا جسکا آبائی مکان میرے باپ کے جھوڑے سے زیادہ دور نہ تھا۔ وہ خوش طبع خوب صورت اور دغا باز تھا لیکن ہنگو اس سے محبت تھی وہ ایک عرصہ تک باہر رہا۔ روم اور نیپلس میں تحصیل علم کی اور اپنی واپسی پر ایک عرصہ تک سوز ٹوٹ کے سادہ مزاج باشندوں پر ظہر ہونے دیا کہ میں ایک اچھے نسب اور بڑے خاندان کا ہوں۔ اور آئے اپنے محل کے متمم کے ذریعہ سے جو اسکی طفلی سے اسکی جاپاد کا مستطعم تھا سوز ٹوٹ میں بھی اپنا حسب و نسب

ظاہر ہونے نہ دیا۔
 وہ ایک کمینہ بیرون شخص تھا۔ شیریں کلام
 اور آزاد و توانا نظر آتا کہ تلاش کیجئے تو اس کا ثانی نہ ملے
 لیکن دل ویسا ہی سخت تھا جیسا اندر و اندر تھا
 اپنے اکثر خوبصورت بندوں کو عطا کرتا جو بڑے
 جس بھر میں چلا گیا اس میں ایسی قیامت برپا
 کر دی کہ کسی کو تو اپنی بیٹی اور کسی کو اپنی بہن
 کی بیگم تھی کارونا چلا گیا۔ جیسا میں ابھی تجھ سے کہہ
 چکی ہوں مجھ کو اس سے آنکھ نہ تھی اور مجھ کو تیرے
 کامل جو کہ وہ بھی مجھ کو روئے زمین کی اور زمین
 کی بہ نسبت زیادہ چاہتا تھا لیکن مجھ کو اپنے
 باپ کی عزت کا بہت پاس تھا۔ حالانکہ میں
 اُس کو اس درجہ چاہتی تھی لیکن ایک عرصہ
 تک بے لوث رہی۔ آخر جب اُس نے قسم کھائی
 کہ جب میرے چند نکاحی جھگڑے ختم ہو جائیں گے
 تو میں تجھے کسی دن شادی کرونگا تو میں نے اپنے
 کو اس کی زبان کی زہریلی پاشنی سے پر کر دیا۔
 ایلڈ ایبلارک گئی اور چند دن تک چند
 ایوارڈ قسم کے خیالات میں غرق رہی۔ آخر میں
 پھر سلسلہ تقریر یوں جاری کیا۔

دوغری میں بیٹھ گئی۔ چند ہنسنے تک
 میری وہ کیفیت رہی جو ان لوگوں کا حصہ ہو
 شکوے خانے دل اور محبت عطا کی ہو۔ میں نہ
 کہہ کر نکلو اور وہ نہ کرو گئی کہ اس خوب شیریں
 کے بعد میرا کیا بڑا حال ہوا میں سمجھتی ہوں کہ بہت

میں خود تون نے ایسی ہی اذیتیں سہی ہیں لیکن
 میں صرف اس قدر جانتی ہوں کہ ان اذیتوں نے
 مجھ کو اوجھڑا کر دیا تھا۔ وہ ایک بارگی اب بد مزاج
 اور یہ رحم ہو گیا کہ میں خود حیران و ششدر تھی۔ میرا
 باپ شرم اور مذلت کے ماسے زمین میں گر گیا
 اور اسکے غم کی یہ کیفیت تھی کہ تھوڑے وقت
 اس کی تلاش میں پھر رہا تھا اور اسکے خون کا پیارا
 تھا۔ لیکن میرے دھوکے باز عاشق نے ایسی
 چالاک کی کہ شیریں دنگ رہ گیا۔ اس نے اپنے شاہانہ
 ایوان پر قبضہ کر لیا اور ہر خاص و عام میں اپنے
 رتبے اور منصب کو ظاہر کر دیا۔ جو تکمیرے باپ
 کا عہدہ مشہور تھا اس نے اس کا جھگڑا ہر تہوار
 لئے پھرنا شروع کر دیا اور وہ بڑے قریظانہ
 میں ڈال دیا گیا۔ وہ دہان کچھ دنوں تو زندہ
 رہا۔ مگر چند روز بعد وہ انوکھے چلا چلا کر
 مر گیا۔ میں اپنے مکان میں اس شرم و ہیج کی حالت
 میں تنہا رہ گئی اور میرے شوہر نے اپنے خطا اپنے
 جا بڑا پر عام طور سے قبضہ کر کے ایک نہایت
 شریفانہ اور حسین لڑکی سے شادی کر لی۔

جا بڑا دگرنی ترک ترک کر سانس لینے لگی اور
 اس کی آنکھیں دیشیاں طریقے سے چمکنے لگیں اور
 اُس نے دم لیکر پھر کہا۔

وہ میں اسکے غم کو گئی لیکن گردنی دیکھ کر
 دیکھتی آئے جیسے بعد میرے ایک رڈ کی پیدا ہوئی۔
 یہ رڈی ایسی حسین تھی کہ اس کے آگے جاندا اور

ستارے بھی شہ ماتھے تھے اور چکواس سے ایسی محبت
تھی کہ بہر بیان نہیں کر سکتی میری لڑکی کو پیدا
ہوئے مشکل سے ایک ایسی گوارا ہو گا کہ میرے
دوستوں کے ہاتھوں پر تیرے ہونے کی خبر بھی ایک لڑکی
پیدا ہوئی اور بچہ ایک عجیب و غریب لڑکی تھی
میں اپنے دل میں یہ بھی جانتی تھی کہ میری بچہ تو
میرے بہت اور دلہن سے اور اسکا بچہ عیش و آرام
میں پرورش پائے۔ چنانچہ میرے دل میں یہ خیال
آیا کہ میں خفیہ طور پر اسکا بچہ بدل لاؤں اور یہ
خیال کر کے کہ دونوں کے مرنے پر برابر ہیں دونوں
کی صورت و شکل بھی ایک جیسی ہو اور جو عورت اس
دوست کے بچہ کی آواز دے وہ بچہ ہی بدل دلوں اور
ہو چکے ہیں ہو گا اس ترکیب کا مل رہا ناگواری
ٹری بات نہیں ہو اور میرے یہ خواہش میری
بیوی قریب الگ تھی اسنے اسکو کوئی فرق ہی نہ
مسلو ہم بچہ کا میری سوٹ نے بچہ کی پیدایش
کے بچہ بچہ تھا کی اور میں نے انکی مدد سے
بچہ بدل لئے۔ یہ کسی غفل کا ذکر ہے جہاں میں
بچہ اپنے بچہ پیدا تھا جسوقت میں سے اپنے بچہ سے
بچہ کو جسکی صورت و شکل کی بچہ کو میری بچہ نہ
تھی اس وقت میں نے بچہ کے عوض میں دیا تھا میری
بچہ کو اسنے نہ کہ میری بچہ میری بچہ کو اسنے نہ کہ
میرے دل کی بچہ کی بچہ نہ کہ میری بچہ نہ کہ
انکے بچہ اس دیا دل میں مدد دی تھی وہ بچہ
مر گئی۔ اور میرا دل میری بچہ میں دفن ہوا

حالانکہ میں نے اپنی سوٹ کے بچہ کو کبھی نہیں چاہا
لیکن میں اسکو رفتہ رفتہ پسند کرنے لگی۔ میں نے
میرا دل تو جیسے اسکی خبر گیری کی اور اسکا بچہ
میرا بچہ اسکا حسن و بزم ہوا گیا لیکن اسکے حسن میں
میرے خاص بچہ کی سی دلچسپی اور مہربانی نہ تھی۔
کچھ دیر سے کرشمہ کے دل میں ایک عجیب
ناکس ایسا دل درد پیدا ہو رہا تھا اور حالانکہ
جادو گر فی اسکی طرف محبت اور رفاقت کی نگاہ
سے دیکھ رہی تھی مگر اسکا درد کی طرح کم نہیں
ہونا تھا۔ کوشش کی تاکھوں میں ناکس بچہ کی
خوار دن خیالات اور خوف اسکے دل میں پیدا ہو گئے
اور وہ اور زیادہ سرسیم اور حیران ہو گئی۔
اور چنانچہ اسکی سبانی اور روانی دونوں علیت اس
قلب میں تبصریں کہ اس سرسیم اور حیران طبیعت
کی عقل ہو سکتی اسنے اسے اس وقت کا سہارا
کر لیا جو اسکی نشست کے کچھ تپے آگاہ ہوا تھا۔
بچہ اسنے۔ رطری کو سفارش کے بعد انکو کون

پو اور تیرا نام ؟

ایڈیٹر ایڈیٹر اسنے اسکی بچہ میں ہاتھ ڈال کر لڑکی
دانت کا خیال نہ کر کے بچہ کو رہا میری بچہ
عاجت میں ہوئی جب میں اپنے پلیٹ کے
خو بچہ رتہ بچہ سے محروم ہو گئی تو اپنے رقیب
کے بچہ کو پرورش کرنے لگی اور یہ بچہ نام ملو پر
میری لڑکی خیالی کیا ہوا تھا اور اسی وجہ سے
اس لڑکی کو کو کو عورت اور قاصدہ کہتے ہیں

کوئٹس (جوش سے کانپ کر اور ایلڈ ایلا کا ہاتھ پکڑ کے) تیرا نام۔ تیرا نام۔ ایلڈ ایلا۔ ذرا صبر کر۔ میں نے اپنے بچے کے سباد لین میں جوڑی ہوئی اور کمال خوش الحوی سے ہوا ایک دوسری عورت کی تقلید کی تھی۔ یہ عورت بھی میری طرح ڈاکو تھی جو لہو کو میری دوست دھراڑ ہو گئی اور اخیر میں میری ہی گود میں گر گئی۔ میری سوت کی لڑکی جسکو میں نے پروش کیا ایک نامی اور مشہور قاصد ہوئی اور نامی گراپی شہزادے اور عالیاں ملک اسکی آؤ بھگت کرتے گئے۔

کوئٹس۔ فرط جوش میں کھڑی ہو گئی اور اسکے ہر عضو میں لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ لمبی کی طرح زرد تھی اور اسکے دل میں شک۔ خوف اور مایوسی پیدا ہوتی جاتی تھی۔

بیٹر انس۔ صاف کہہ۔ اپنا مطلب سمجھنے دے ایلڈ ایلا۔ کیا تجھ میں سچی اور صاف بات برداشت کرنے کی قوت ہے؟

بیٹر انس۔ کہہ تو سی۔ میں سب برداشت کر دیتی ایلڈ ایلا۔ وہ امر یہ ہے کہ میرا دھوکے باز عاشق اب بھی زندہ ہے اور اسکا خطاب کوئٹس آف سوئٹز برگ۔ پاسٹور اصل کوئٹس ہے اور تو میری خاص بیٹی ہے۔

بیٹر انس آہستہ سے کراہی اور زمین پر گر پڑی مگر زیادہ بیہوش نہیں ہوئی تھی کہ

ایک شیشی کے چند قطروں نے جو جادو گرتی نہ پہنچنے سے نکال کر اسکو نگھائے بڑا کام کیا۔

بیٹر انس۔ آہ۔ اب مجھے مر جانے دے میرا مزاج ایسی صیبت نہیں سہر سکتا کاش میں مر جاتی تو کیا اچھا ہوتا۔

ایلڈ ایلا۔ (اسکو بیچ پر بٹھا کر) میری بچی مجھ سے برگشتہ نہ ہو۔

جادو گرتی کے تحقیقی رنج اور مقتضا سے قدرت نے بیٹر انس کو اسکی دستانہ صورت پر نظر ترحم ڈالنے کے لئے مجبور کیا۔

ایلڈ ایلا۔ میں نے جو کچھ کیا تیری بھلائی کے لئے کیا۔ اگر میں نے گناہ کیا تو وہ بھی تیری غلط کیا۔ بیٹر انس۔ اپنی مان بے آزدہ نہو۔

بیٹر انس۔ (محبت سے) امان جان۔ یہ خوف کر دکھ میں تجسے آزدہ ہو چکی کس لئے کہ میرے سینے میں ایک قسم کی ہمدردی ہو جو کہتی ہے کہ میری پیدائش کا یہ قصہ صحیح ہے۔ مان۔ تو نے قصور تو کیا ہے لیکن میں تجکو معاف کرتی ہوں۔

جادو گرتی کے افسردہ چہرے پر ایک عجیب خوش طاری ہو گئی معلوم ہوتا تھا کہ اسکا سکا ہوا چہرہ کبھی جادو یا سحر سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

جب جادو گرتی رخصت ہونے کے لئے آمادہ ہوئی تو وہ بصورت لڑکی ہم کلام ہوئی۔

بیٹر انس۔ امان۔ خدا حافظ۔ میں تمھارے پاس بہت جلد واپس آؤں گی۔

بیٹر انس را نکساری سے) اب میں کوٹس
سورٹوٹنیں رہی۔ تو نے میرے ساتھ سخت
جراتی کی اور اب مقدر کی یہ مرضی ہو کہ تو جھک
پیکر سر نہ بنا دے۔

ڈانیلہ بیٹر انس کی اس تقریر پر بھلے تعجب
ہونے کے سخت حیران ہوئی اور بولی۔
ڈانیلہ۔ اس وقت کوٹس ازراہ خوشنودی
تسخیر کر رہی ہیں۔

بیٹر انس۔ (سچی سنجیدگی سے) میں تم خنہیں کر رہی
ہوں اور پھر کتنی ہوں کہ اب میں کوٹس نہیں ہوں۔
یہ تقریر سن کر ڈانیلہ دم بخود ہو گئی اور اس سے
بولانہ گیا اور لیڈی بیٹر انس نے پھر کہا۔

بیٹر انس۔ میں اپنے باپ اور تجھے ملنے کے لئے
ایوان کو جا رہی تھی اور یہ جان لے کہ تو حقیقی
کوٹس اور کوٹس آف سورٹوٹ کی حقیقی بیٹی ہو اور
میں (گو وہ میرا اب بھی باپ ہو) ایک گمنام
لاوارث لڑکی ہوں۔

ڈانیلہ کا تعجب اس درجہ بڑھ گیا تھا اور اس
کے جذبات اس قدر بے دانت تھے کہ وہ بڑی دیر تک
اپنے رقیب کی جھکی ہوئی نظروں اور زرد چہرے
کو دیکھتی رہی۔

ڈانیلہ۔ جو تم کہتی ہو تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔
بیٹر انس۔ مجھے اپنی ماں ایڈا ایملہ سے معلوم ہوا۔
جب ہم بالکل شیرخوار بچے تھے تو میری ماں مجھ کو
گھوڑے میں چھوڑ آئی تھی۔ اور مجھ کو اپنے مکان کو

ایڈا ایملہ۔ بیٹر انس کو پکڑ کر تیرا کیا قصہ ہو
بیٹی تو کہاں جاتی ہو۔

بیٹر انس (نہایت تجدد سے) میں اپنی غلطی
کی اصلاح کرنے کیلئے جاتی ہوں مجھے اپنی ارد
کے ساتھ اپنی جان کی بھی پروا نہیں ہو۔
ایڈا ایملہ یہ کہہ کر بیچ پر گر پڑی اور بیٹر انس
آٹا فاما میں نظر سے غائب ہو گئی۔

اٹھارہواں باب

ماظربن اندانہ کر سکتے ہیں کہ جب ڈانیلہ نے
دستور کی کوٹھی سے باہر قدم رکھا تھا تو اس کے
مزانج کی کیا کیفیت تھی۔ وہ اس وقت ایوان کے
باغات سے نکل کر اس موضع کی طرف جا رہی تھی
جہاں وہ اپنے گھوڑے کو چھوڑ آئی تھی اور ٹھیک
اسی وقت کوٹس بیٹر انس بھی ایوان کو اس غرض
سے آرہی تھی کہ اپنے باپ کو اس رات سے آگاہ
کرے جو ایڈا ایملہ سے معلوم ہوا تھا۔

ڈانیلہ اس پر جوش اور تنکس مزاج عورت بنی
اس رقیب سے کہیونکہ نظر ملا سکتی تھی جو اسکی دغا بازی
اور کمزور قیام سے واقف ہو گئی تھی اور ضرور
بڑھی ہوئی جلی تھی مگر بیٹر انس نے اسکو ہاتھ سے
روکا اور وہ چپکی کھڑی ہو گئی۔

بیٹر انس۔ بہن تیری ہی تلاش میں تھی۔
ڈانیلہ۔ (مصنوعی ادب سے جھک کر) کوٹس
سورٹوٹ کیا ارشاد فرماتی ہیں۔

لے آئی تھی۔ آدمیبرے ساتھ چل میں تجھے دکھاؤں گا
وہ یہاں سے تھوڑی دور پر ہے۔

ڈانیلہ بیٹرائس کے ہمراہ ہو گئی اور تھوڑی دیر
بعد دونوں لڑکیاں اس چھوٹے سبزہ زار میں
داخل ہوئیں جہاں ایڈا ایلا موجود تھی۔ بظاہر
یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو جس حالت میں بیٹرائس
چھوڑ گئی تھی وہ اسی حالت میں اپنے ہاتھوں
اپنا سر رکھے ہوئے بیٹھ چکی تھی۔ اس نے فوراً
ادھر نظر ڈالی اور مٹا کھڑی ہو گئی۔

ڈانیلہ اور ایڈا ایلا میں کبھی محبت نہ تھی اور
اسوقت جبکہ آئینہ نے ایک دوسرے کو دیکھا
انکے چہرے سیاہ اور پر غصہ ہو گئے۔

ڈانیلہ۔ اے عورت میں نے بیٹرائس سے
جو قصہ سنا ہے کیا صحیح ہے۔
ایڈا ایلا۔ بالکل صحیح ہے۔

ڈانیلہ۔ تو تجھو مجھے یہ راز چھپانے کی کڑی نکتہ زبات
ایڈا ایلا (طنز سے) "جرات! اگر یہ سیری
باغعت لڑکی شریف نہوتی تو تجھ پر راز با
بھی نہاں رہتا۔ تو اس قابل نہیں کہ تجھ کو اپنے کاہن
لبوں سے اس لڑکی جتیاں جوئے کو ملیں۔

اس موقع پر بیٹرائس کی شیریں آواز درمیان
میں پڑی اور اسنے کہا۔

بیٹرائس۔ اچھی ماں۔ یہ شایان نہیں ہے کہ
تم کو شمس آف سوز چھپی تیر کی ایڈی سے سچی
سے پیش آؤ اور تجھیں یاد ہوگا کہ اس کشت میں

راستی اسکی جانب پر تھے اسکو در حقیقت ایک
دوامی اور سخت صدمہ پہنچایا ہے اور حالانکہ میں
اس وصو کا وہی میں دانستہ شریک نہ تھی لیکن خدا
تعالے کی درگاہ میں دعا کرو گی کہ وہ میرا قصہ
صاف کرے اور مجھ کو بخش دے اپنا سر جھکا کر
اپنی لڑکی کی طرف مخاطب ہو کر اگر کو شمس (مراد
ڈانیلہ سے) مجھ کو اجازت دیں تو میں ان سے
معافی طلب کروں کس لئے کہ ان کی عمر بھر کی
مصیبت کا انجان ذریعہ ہوں۔

ایک لمحہ کیلئے ڈانیلہ کا دل پھیل گیا اور اسنے
جواب میں دیا لیکن اپنے اعلیٰ مزاج پر پھر آگئی۔

بیٹرائس۔ آؤ۔ ان چلیں۔ اب اس نواح
میں اور زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ اسنے
جادوگری کے پتلے ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے
اور نہایت انکساری سے ڈانیلہ کو بندگی کر کے
چلی جا رہی تھی کہ ایوان کے چند لوہے میں
سے گزر کر انکے قریب آئے اور انکے ہمراہ بڑھائے
امالی اور اسکے خاندان کے چند آدمی تھے۔

شہزادہ امالی۔ بیٹرائس کی طرف مخاطب کر
ایک رنج آلود لہجہ میں) لیڈی صاحبہ میں سپرد
یہ آگوار خدمت ہوئی ہے کہ آپ کو اس امر کی اطلاع
کروں جس سے آپ کو بڑا رنج پہنچے گا۔

بیٹرائس۔ اے شریف شہزادے۔ اگر کو شمس
آف سوز کو کسی امر کی اطلاع دینے آیا ہے تو
مجھے مناسب ہے کہ تجھ کو اس امر سے مطلع کروں کہ

میرا اس نقب پر کوئی احتیاق نہیں جو میں اس غریب عورت کی لڑکی ہوں اور یہ لڑکی کوئٹہ سے ہے۔

شہزادہ اور اسکے کل ہمراہی بیٹوں عورتوں کی طرح اس طرح دیکھنے لگے گویا وہ دیوانی تھیں۔ ڈائبل کی بوٹاک میں سے اسکا اصلی

جنس بہتوں پر پوشیدہ تھا۔ بیٹرائس کی عجیب و غریب تقریر اور ڈائبل کی کھبورت یہ سب

بائین دھنیں جسے ہر ایک کو بالطبع مجب معلوم ہوا۔ شہزادہ المافی ڈائبل کی طرف مخاطب ہو کر

اے جان اس تقریر کا کیا مطلب ہے۔ ڈائبل نے شہزادہ المافی کے سوال کا صرف

یہ جواب دیا کہ اپنی خوبصورت ڈوپی اٹھائی اور مسکرا کر اپنے بال کھول دے۔

شہزادہ۔ ارے۔ تو تو یاسٹورا ہے۔ ڈائبل غرور سے یورہائس۔ اب میں

یاسٹورا نہیں رہی بلکہ کوئٹہ آف سوزٹو ہوں۔ شہزادہ۔ اس تقریر سے تیر کا مطلب ہے۔

یہ بڑھی و خشی عورت کون ہے۔ ڈائبل یاسٹورا سے اتنی اور بلا تکلف وہ کل

قصہ بیان کیا جو بیٹرائس سے کہا تھا۔ یہ قصہ شہزادے کے کان کھڑے ہو گئے اور اُسے کہا۔

شہزادہ۔ میں ہمیں جانتا ہوں کیا خیال کروں بادشاہ کو بذات خود ان عجیب و غریب بات

پر غور کرنا چاہئے ڈائبل بیلے سے بڑھی عورت کچھ عرصہ میں جگہ اپنے بیانات کی جانچ و پڑتال

کا موقع دیا جائیگا کس لئے کہ ہر جہتی کارادہ کر کہ کل کسی وقت ایوان سوزٹو کو تشریف لائیں۔

افسوس جس شخص کو اس قصہ سے دلچسپی ہوگی وہی نہیں سن سکیگا۔ خواہ تم میں سے کوئی کوئٹہ آف سوزٹو ہو۔ میرا مقصد یہ تھا کہ تم میں سے کوئی کوئٹہ آف سوزٹو

یہ تھا کہ تم کو اپنے شریف والد کو نوٹ سوزٹو کی وفات کی اطلاع دون۔

انہوں نے ایک دوسرے کو نہایت متعجبانہ نگاہوں سے دیکھا مگر صرف بیٹرائس کے دل کو اس وفات کا اس قدر صدمہ پہنچا کہ

اسکے آنسو نکل آئے۔ شہزادہ (بیٹرائس سے) مجھ کو ایوان سوزٹو کو

کئے شکل سے ایک گھنٹہ ہوا ہو گا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ کوئٹہ اپنی میز پر مردہ پڑے ہیں

اور شراب کی بوتلیں اُنکے قریب رکھی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے مرض سکتے سے غفلت

کی۔ لیکن میں نے قصہ المافی سے اپنا خاص طبیب بلوایا ہے۔ اسکا فیصلہ مقدم سمجھا جائیگا

اب ایوان کو چلئے اور جتنا جلد ممکن ہو گا کوئٹہ آف سوزٹو کے شعلی اس عجیب بیماری کی

کی جائیگی۔ ایک ہمراہی کے طرف مخاطب ہوا روٹو۔ اس بڑھی عورت کو اپنی حراست

میں لے لو تاکہ وہ بادشاہ صاحب کی تشریف آوری پر موجود رہے۔

جاؤ وگرنی۔ حراست کی کوئی ضرورت

پریشان تھے۔ خلاصہ یہ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

انیسواں باب

بلڈیو الو کے پاس ان کل واقعات کی اطلاع پہنچ گئی تھی جو میس میں ہوئے تھے اور ڈاکو چنہ زبردست کارروائیاں اختیار کر رہے تھے۔

بلڈیو الو اپنی زود بیوسیا کے ساتھ لکھنیا بیٹھا ہوا تھا کہ بیوسیا نے اس سے ہم کامقصد دریافت کیا۔ اس نے یہ بات نہایت ڈرتے ڈرتے پوچھی گویا وہ ان باتوں پر بحث کرنے کی عادی نہ تھی لیکن اسکے خاوند نے اسکو اپنی طرف کھینچا اور کہا ہے جو اب سکا سکا ایک بوسہ لیا۔ اس خیال سے کہ بلڈیو الو بہت کم اظہار محبت کرتا تھا۔ بیوسیا کے خوبصورت رخساروں پر خوشی کی جھلک نمایاں ہوئی اور جس وقت اس نے اپنا سر بلڈیو الو کے سینہ پر رکھا تھا اس کا دل نہایت بشاش تھا۔

بلڈیو الو بیوسیا میں بھی تجسس اپنی ہم کامقصد نہیں بیان کروں گا کیونکہ ابھی میری تجویز خیر نہیں ہو لیکن وجہ بتاؤں کہ جو اصول مجکو اس ہم کے لئے مجبور کرتا ہے وہی ہے جس نے میری تمام زندگی بھر مجھ پر حکومت کی ہے۔

لیوسیا۔ بلڈیو الو۔ کیا کوٹ و سنز و تیرا بیٹا ہے وہ اپنی بیباکی پر فوراً چھپائی کس نے کہ

نہیں ہو۔ آپ اطمینان رکھئے میں اس نواح سے باہر نہیں جاؤنگی۔

شہزادہ (غصہ سے) چپ چڑیل۔ روٹالو میرا حکم سنایا نہیں؟

بیٹر انس۔ ایسا نہ کیجئے۔ میں اسکو حاضر لانے کی ذمہ دار ہوں۔

ڈائیل (نفرت سے بیٹر انس کو دیکھ کر) تو ذمہ دار ہو۔

بیٹر انس کو اپنے تئیر رتبہ کا خیال آیا اور خاموش ہو کر پیچھے ہٹ گئی لیکن شہزادے نے

دونوں کو ایک سخت احتجاج سے دیکھا اور کہا شہزادہ۔ بدھی عورت کو کوئی ایذا نہیں پہنچائی

جائیگی۔ اسکو صرف ایوان کے ایک کمرے میں رہنا ہوگا اور اسکی خبر داری کجا جائیگی۔ آؤ چلو۔

وہ ایوان کی طرف آہستہ آہستہ چلے اور حالانکہ ان کی حرکتوں سے رنج کا اظہار پایا

جاتا تھا لیکن قہقی رنج صرف بیٹر انس کو تھا۔ آخر وہ ایوان کے احاطہ میں داخل ہوئے۔

سارے ایوان میں ایک منٹے کا عالم تھا اور خدام ایوان ایک خوف زدہ حالت میں نہایت

بے چینی سے پھر رہے تھے۔ شہزادہ امانی اور باقی کل سہرا ہی اس دھنسلے کمرے میں

داخل ہوئے جس میں کوٹ اپنے طلسمی کوپڑ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسکا مچھایا ہوا چہرہ پھولا ہوا تھا

رجعت آڑی ہوئی تھی۔ اور سفید پائل بکھیے پر

بلڈیو الو نے اپنے لب کاٹ لئے اور ہاتھ گھسے
سے اس کی پشیمانی سیاہ ہو گئی۔ لیکن اُس نے
یوسیا کو اپنے پاس سے ملحدہ نہیں کیا اور جو میں
یوسیا نے ازراہ توبہ اس کا ہاتھ چومنا
اس کا غصہ رفع ہو گیا۔

بلڈیو الو۔ یوسیا۔ مجھ سے اس بات کا ذکر نہ کرو
مجھ کو اس لڑکے سے محبت ہو اور اسکی خاطر کوئی
دقیقہ نہیں اٹھا رکھوں گا۔

حالانکہ اسکے چوڑے سینے کی دھڑکن اور بھونک
کی خفیف جنبش سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے
دل میں کوئی طوفان برپا ہو لیکن وہ چند منٹ
تک خاموشی سے کرب کے اندر پھرتا رہا

بلڈیو الو (اپنے آپ) اور کچھ بھی مجھے بعض
اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ اسکو مجھ سے محبت
ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا بات ہو۔ اسکا رنگ
کے بقدر صاف ہو اور آنکھیں کسی نیلی اور نیل

کیسے روشن ہیں لیکن انٹوینا تو میری طرح شبگیر
کے مانند سیاہ تھی۔ جب میں نے ویران محل میں
اسکو اپنی زندگی کے حالات سنائے تھے تو وہ

کس قدر خائف بلکہ متحیر معلوم ہوتا تھا۔ اور
اسی لئے میں انٹوینا اور اپنے بچے کی آئینہ
کیفیت بیان کرتے کرتے رہ گیا۔ خیر پتہ بھی ہے
خیال اچھا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہو۔

وہ اپنی محبت سے بیدار ہوا اور یوسیا کی
طرف خوف سے دیکھا۔ لیکن اُس نے اس کو پھر

اپنی طرف کھینچا اور گواہی دہنی رنج تبدیل
نہیں ہوا تھا تاہم اُس نے اسکو نہایت محبت
سے پیار کیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بلڈیو الو
کشادہ میدان میں آیا اور دو سو ڈاکوؤں کو
جو ہم میں شریک ہونے والے تھے معائنہ کیا
کم خیرہ کارڈاکوؤں کو مانٹھی کارڈیو کی قحط
کے لئے تجویز کیا کس لئے کہ یہ مقام ایسا
محفوظ تھا کہ صرف تھوڑے سے آدمی بھی غنیمت
کی بہت بڑی فوج کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے
تھے اور باقی ڈاکوؤں کو جو بڑے خیرہ کارڈ اور
طاقتور جوان تھے ہم کے لئے مقرر کیا حقیقت
یہ تھی کہ یہ سب ڈاکو انتخاب تھے اور ان کے
علاوہ فارچورٹو کے بھی آدمی تھے جن کی کم
میں شریک ہونے کی امید تھی اس کے بعد
بلڈیو الو چلا گیا اور بیڈیو نے فوج کو ہر راہ
لیکر میدان سے کوچ کیا۔

بلڈیو الو نے کسی شخص کو اپنے ہمراہ نہیں
لیا اور صرف یوسیا کو ساتھ لیکر ہیاٹوون کو ملے
کیا۔ یوسیا کے دل میں بلڈیو الو کی محبت سے
جرات پیدا ہوئی اور اس نے اب اسکا ہاتھ پکڑ لیا
جسوقت بلڈیو الو نے پھر جھبک کر اسکا ہوس
لیا تو خوشی کی تازگی اسکے چہرہ پر پھر نمایاں ہوئی
لیکن وہ اسکا شکریہ ادا کرنے کے لئے مڑی
تھی کہ بلڈیو الو بھی نظر سے غائب ہو گیا۔

کوئٹ آف سورٹو کی وفات کے تقریباً

ایک ہفتہ بعد ایک طوفانی دن کی صبح کا ذکر ہے
کہ شاہی کشتی قصبہ سیرٹو کی طرف روانہ ہوئی
اسمیں بادشاہ اور اسکے غلے کے لوگ تھے
مالک ایوان کی وفات کے بعد بادشاہ ایوان
سیرٹو میں اکثر جایا کرتا تھا اور خصوصاً چونکہ
وہ ڈانیلہ کی محبت میں دیوانہ ہو رہا تھا اسلئے
اسنے نیپلس کی عدالت میں تحقیقات کرنے
کے بجائے ایوان سیرٹو میں ایڈیلہ کے
بیانات کی تفتیش کرنے کا حکم دے دیا۔ ان
کل باتوں کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ڈانیلہ کو
کونٹس آف سیرٹو اعلان کیا جاے لیکن
موقوف بادشاہ کو یہ معلوم کرنے میں دیر نہ لگی
کہ اب ڈانیلہ کے مزاج بدل گئے ہیں اور
وہ بڑی مغرور ہو گئی ہے۔

جوان ڈیوک آف امانی کیلیر میں جا
تھا لیکن شہزادہ امانی سے جوان امانی کا باپ
اور شہزادہ کیپو اور اسکے رفقا کو تحقیقات کے
وقت موجود رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔
شاہی کشتی کے داخلے کے تقوڑی دیر ہی
ایوان کا بڑا نیلا کمرہ جو بطور عدالت کے کمرے
کے سمجھا گیا تھا شاہی پارٹی سے بھر گیا اور
حالانکہ بادشاہ اپنی شریف رو بہ کو ہمراہ
نہیں لایا مگر اس کی پارٹی میں بہت سی
عورتیں بھی تھیں۔
کمرے کے سرے پر ایک اونچے ڈیس کے

وسط میں بادشاہ صاحب ٹھکانے تھے اور
انکے دائیں بائیں جانب نیپلس کے دو فانی
اور لائق وکیل بیٹھے ہوئے تھے۔

بائیں جانب ڈانیلہ بیٹھی ہوئی تھی اور ایک
نہایت خوبصورت قہرستی پوشاک پہنے ہوئے
تھی اور اسکے گرد بہت سی دو تہہ اور بلند تہہ
لیڈیاں تعین جنھوں نے اسکا سابق پیشہ
اور چال چلن اپنے دل سے محو کر دیا اور اس
عورت کو تفہیم و تکریم کی نگاہ سے دیکھنے لگیں
جسکو قسمت کے ایک دور نے ایکبارگی اس
رجہ اور منصب پہنچا دیا۔

اسی جانب بیٹا کس بیٹھی ہوئی تھی اور
اسکے قریب صرف اسکی ماں تھی جسین بیٹا کس
بہت زرد اور آزدہ نظراتی تھی اور ایسی
سادہ پوشاک پہنے ہوئے تھی جو اس کے مرتبہ
کے بالکل برعکس تھی لیکن اسکی حیا اور شرم
نے ذرہ ذکور کے دل میں ڈانیلہ کے حسن سے
زیادہ نیک اثر پیدا کر دیا۔

چونکہ بیوقوفی سے یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ
وہ شہزادی نسبت چند عجیب و غریب حالات
بیان کئے جائینگے اس لئے شہزادہ کیپو اور
شہزادہ امانی مع اپنے اپنے رفقا و صحابین
کے کمرے میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے
ہوئے تھے اور ان میں سے بہت سے ایک
دوسرے کو حسد و نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے

طرق مخاطب ہو کر دھیمی آواز میں جواب دیا۔
ایلیڈ ایلیڈ۔ یو رہا تنس۔ مجھ کو اس سہا
کا حق حاصل تھا۔

وکیل در تعجب سے بھوپن چڑھا کر کہیا جو
ایلیڈ ایلیڈ۔ مجھ کو اپنے دھوکے باز خاوند سے اتنا
لینا اور اپنے بچے کی راحت کو اس کی دوسری ہونے
کے بچے کی راحت پر ترجیح دینے کا ٹھیکہ
حق تھا۔

وکیل۔ (زور سے) تیری گفتگو بالکل
نفا اور بے معنی ہے۔

اس موقع پر بادشاہ نے آنکھیں کھول دیں
ایلیڈ ایلیڈ۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا میں کہہ چکا
لیکن یہ میں ضرور کوٹنگی کہ میری باتیں
الزام کی طرح نفا اور بیہودہ نہیں ہیں
آپ نے اس بہادر عورت پاسپورٹ اور
ڈائلا عرف کوٹس آن سوڈو کی ترغیب
مجھ پر عاید کیا ہے بلا اس خیال کے کہ اس
گفتگو سے نفرت اور طنز ٹپکتی تھی
ایلیڈ ایلیڈ کا جواب بھی ایک کھلبلی پہ
کرنے کے لئے کافی تھا۔

ڈائلا کی آنکھیں چلنے لگیں اور اسے
رخسار شرم اور غصہ سے سرخ ہو گئی
بیسٹرس نے خائف ہو کر اپنی مان کو زبرد
بٹھا دیا اور دونوں وکیل از حد صبر
دشمنہ نظر آئے۔

تھے۔ جو بین خاص وکیل استادہ ہوا ایک سناٹا
چھا گیا اور شاہ کار لو نے اپنا سر کرسی کے سہارے
لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ خاص وکیل نے
اول تو ایک مختصر بیان جو پیشتر سے تیار کر رکھا
تھا سنا یا۔ اسکے بعد ان بیانات کا اعادہ کیا جو
ایلیڈ ایلیڈ نے سنائے تھے اور پیدائش کے
وہ نشانات بیان کئے جن کا اصلی ورثہ کے
جسم میں ہونا مشہور تھا۔ یہ نشانات ڈائلا
کے جسم پر ثابت ہوئے اور بیٹرس کے جسم
پر نہیں ملے۔

تاج کی جانب سے دوسرے ایلیڈ کیٹ نے
بیٹرس کا بیان پڑھا جس میں اقرار تھا کہ بین
ایلیڈ ایلیڈ کے بطن سے پیدا ہوئی اور کوٹس
سورٹو مرحوم کی غیر حقیقی لڑکی ہوں اور ڈائلا
بظور کوٹس مرحوم کی جائز دختر کے ریاست سورٹو
اور اسکے اعزاز کی حقیقی وارث ہے۔

اسکے بعد ایلیڈ ایلیڈ کو استادہ ہونے کی
فمائش کی گئی۔ وہ استادہ ہوئی اور ایلیڈ کیٹ
کو گھورتی رہی جن سے مندرجہ ذیل تقریر کی۔
وہ ایلیڈ ایلیڈ۔ کیا تو اس جرم کے خلاف کوئی
عذر پیش کر سکتی ہے کہ تو نے کوٹس آن سوڈو
کو اسکی طفلی میں چرایا اور اسکو اپنی زندگی کے
انیس برس تک اپنے جائز حقوق سے محروم رکھا
جادوگر فی نے جواب دینے کے قبل ڈائلا
پر نفرت کی نگاہ ڈالی اسکے بعد ایلیڈ کیٹ کی

بادشاہ سے ایک لمحہ مشورہ کرنے کے بعد
خاص وکیل پھر استاد ہوا۔

وکیل بعض خیال پابندی و متورج کو حضور
سے القاب شاہ نیس کی طرف سے یہ بیان
کرنا ہر کہ تحقیقات ختم ہو گئی اور ڈان اٹلا
کو حضور مدوح نے حقیقی کو شہر ہوتا تھا
طو پر تسلیم فرمایا۔

حالانکہ یہ بات کسی طور پر ممکن نہ تھی کہ کوئی
دوسرا نتیجہ اخذ کیا جائیگا لیکن اس تجویز کے محض
اعلان نے ایک ہلکے مچا دیا۔ بیڑا کس کرے
کے چھوڑ دینے کیلئے تھی اور جو ان ڈیوک گریوینا
نے ایک سچے اور شریف مشین کی طرح اسکے ہر
جانا چاہا مگر وہ شہزادہ کیسپو کا ایک اشارہ پا کر
رک گیا۔ بیڑا اس اپنی کرسی پر جا بیٹھی اور
جو ان ڈیوک بھی اسکے قریب بیٹھ گیا۔

وکیل نے ایلیٹا کو اٹھنے کی پھر فرمائش کی
وکیل حضور علی القاب کو یہ بھی یقین دلایا
آگیا ہر کہ تجھ کو کوٹ و شہر کی پیدائش کے متعلق
چند غیبی حالات معلوم ہیں۔

جادوگر نے کوئی جواب نہیں دیا اور
اسکی خاموشی بمنزلہ منظوری کے سمجھی گئی۔

وکیل۔ اس سپاہی سے جو دروازہ پر
کھڑا ہوا تھا قیدی کو آنے دو۔

تھوڑی دیر میں و شہر و نمودار ہوا اور اسکے
ہر او اسکا دوست کوٹ کا رانا تھا اور اسکے

آتے ہی سب کی نگاہیں اُس پر پڑنے لگیں۔ اسکے
دوستوں نے اسکو موزون اور شہر ٹپ ٹاک
مہیا کر دی تھی اور چونکہ گذشتہ چودہ یا پندرہ
روز سے بمقابلہ سابق قید کی سختیاں بھی کم
جھیلنا پڑی تھیں اسلئے اس میں کچھ قیام
نزدان سن اور وقت آگئی تھی لیکن اس میں شک
نہ تھا کہ وہ اب بھی زرد پڑا ہوا تھا۔

اسکو ڈان اٹلا اور بیڑا اس سے مراتب کی نیل
کی اطلاع ہو گئی تھی اور اب جو اسے بیڑا کس
پر شفقت اور مہربانی کی ایک نظر ڈالی تو
بیڑا اس کے نگاہیں دین وہ تفاخر اور خوشی
پیدا ہو گئی جو اسے ایک عرصہ سے نہیں دیکھی تھی
ڈان اٹلا کٹ مری اور حالت کو فتن کا بٹھ گئی۔

وکیل کا ایک اشارہ پا کر ہمارا بیڑا و شہزادہ
کیسپو کے قریب اور اسکے دوستوں کے وسط میں
بیٹھ گیا اور وکیل نے جادوگر نے سے پھر سوال کیا۔
وکیل عورت کیا یہ صحیح ہر کہ تجھ کو کوٹ و شہر
کی پیدائش کے متعلق چند بڑے زبردست
راز معلوم ہیں۔

ایلیٹا سیلا۔ ہاں معلوم ہیں۔

وکیل حضور علی القاب یہ راز سننا چاہتے ہیں
ایلیٹا سیلا۔ یہ نام کی ہر کہ کوٹ میں نے اپنا دروازہ بدل
دیا جو اور ان مازوں کو ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔

اس سے ایک نازہ کل بل پیدا ہو گئی اور اب
شاہی کو دوسرا مدد پہنچا شاہ کا رو کا غصہ ہو کر

اٹھا اور وہ اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اس پڑیل کے بکھرے آؤدین یا سودوس پہاڑ کی آگ میں لٹو اور دن۔

وکیل۔ اسے بدھیب گراہ تیری کیون شامت آئی ہو۔ کیا جب تجھ پر سختی ہوگی تو تہا نیگی۔ وکیل نے فوجی سپاہیوں کی طرف دیکھا اور دو شخص عدالت کے حکم کی تعمیل کیلئے آگے بڑھے۔

ایڈا بیلا اپنے چہرے کو کچھ دیر تک اپنے ہاتھوں سے چھپائی رہی لیکن ہاتھوں کا چہرے سے علیحدہ ہونا تھا کہ سپاہی ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور ساری جماعت پر عجیب خوف طاری ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکے سر میں ایک خول دار لایٹین ہو اور آگ جل رہی ہو۔ اسکی آنکھوں سے ایک غیر فطرتی روشنی نکلتی تھی اور اسکے لیے بے بال اپنی گمانوں سے کھٹکے برف کے تختوں کی طرح پریشان ہو گئے تھے اور اسکا ہمارا چہرہ اصلی شکل معلوم ہونا تھا۔ سپاہی ڈر گئے۔ وکیل کو سخت استعجاب ہوا اور بادشاہ کے ہوش مفرد ہو گئے۔

ناظرین آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ ایڈا بیلا ایک کیمیائی ترکیب سے جس میں اسکو دستگاہ حاصل تھی اپنی صورت میں ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کر سکتی تھی لیکن ایسے زمانہ میں جب جمالت درست اعتقاد دی پھیلی ہوئی ہو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اسکو اس غیر معمولی ہیئت میں دیکھا ہی عورت اصلی پڑیل معلوم ہوئی۔

جادوگر نے اس زور سے ہنسی کہ سارا مکان گونج اٹھا اور اسکے منہ سے آگ کے شرارے نکلے ہوئے معلوم ہوئے۔ اسکے بعد اسنے ایک فحشہ شان سے اپنے ہاتھ سر سے ادیکھے اٹھا کر ہلاکے اور کہا بیوقوف نادانو کیسے جنتو تم مجھ کو اپنی بیٹی سے جدا کر کے ایک لمحہ کیلئے کا سیاب ہو جاؤ لیکن یاد رکھو کہ وسنزد تم سب سے اعلیٰ مرتبہ پر اور اب بھی اپنے ہر گون کے تحت پر جلوہ افروز ہو سکتا ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ ڈاکوؤں کے ذریعہ سے امانی پر اپنا فخر آسانہ ہا پر مجھے وہ دھڑستے ہوئے شلہ دکھائی دیتے ہیں جو اسکے مخلوق کو جلا رہے ہیں۔ مجھے ایک آواز سنائی دیتی ہو جو کالے ڈیوک امانی کی پڑ۔ نادانو۔ خدا حافظ۔

بیٹرائس اپنی کسی پرستہ لگائے ایسی ہیں حرکت پڑی ہوئی تھی کہ مردہ معلوم ہوتی تھی اور اسکی آنکھیں بند تھیں۔

جادوگر نے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ایک مرتبہ چیخ مار کر کہے سے ہا پر چلی گئی اور کھڑا مزاحم یا دہپے آزار نہیں ہوا۔

حاضرین میں مروت کوشس ڈانیا جادوگر نے قانون سے واقفیت نامہ رکھتی تھی اور بھری گلہ میں صرف وہی ایک عورت تھی جسکو خوف نہ معلوم ہوا۔ باقی جتنے تھے سب کے دلوں میں تھوڑا بہت ڈر پیدا ہو گیا۔

ڈانیا۔ (چلا کر) لینا۔ پکڑنا۔ جانے نہینا

یہ محض دھوکے باز ہو۔ اس نے اپنے چہرے پر
نہر مل لیا ہو۔

لیکن اب کیا ہوتا تھا۔ ایوان اور اسکے گرد
نواح میں بڑی تلش و جستجو کی گئی اور پاہیوں
نے واپس آکر اطلاع دی کہ ایڈمسیلا بھاگ
گئی اور اسکا کہین پیہ نہیں ہو۔

اسکے بویکیو نے قیدی و سنزوکے حق میں اور
رافعی نے اسکے خلاف تقریریں کیں۔ کیونکہ
مخلوم کی داد رسی کی درخواست کی اور رافعی نے
بیان کیا کہ سنزو بادشاہ کا دشمن اور ڈاکوؤں کا
دوست ہو اور اسوجہ سے موت کا مستحق ہو۔

بیسواں باب

”بلڈیوالو! بلڈیوالو! بلڈیوالو!“
یہ وہ خوناک آوازیں تھیں جو ہم کے گونوں
کی طرح ایوان سونٹوکے نیلے کمرے میں گونج رہی
تھیں۔ ساری جماعت ڈر کر کھڑی ہو گئی اور بے
اپنی اپنی تلواروں کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور اب
شاہ کار کو کو اپنی ایک قابل توہین صفت کے
انجام کا موقع ملا کہ اس نے گودہ پر وقوف پڑے
سرے کا تھا لیکن بزدل نہ تھا۔

بادشاہ صاحبو تیار ہو جاؤ اور میرے ہمراہ
ایوان کے باہر چلو کیجیے۔ یہ کیسا شور مچا ہو۔
اس آئینہ گارو کو چاہیے کہ قیدی کو ہماری
شاہی کشتی میں لے جائے۔

اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی اور چند لمحہ بعد
خود دولت ایوان کے سامنے میدان میں آکر
کھڑے ہو گئے اور بہت سے رفقا و مصاحبین
سپاہی و ہمراہی بہتہ تلواریں لئے اُن کے ہمراہ
تھے۔ ایوان سونٹوکا لشکر بھی فوراً تیار ہو گیا اور
وہ فوجیں جو وار الحکومت سے بادشاہ کے ہمراہ
آئی تھیں ترتیب سے کھڑی ہو گئیں۔ لیکن قرب
کے موضع کے باشندوں اور بچوں اور بوڑھوں اور
مرد اور عورتوں کا غول کا غول تخت سر اسیر اور
پریشان حالت میں ایوان سونٹوکے احاطہ کی
طرف بھاگا آ رہا تھا اور یہ انھیں لوگوں کا شور
و غل تھا جس نے اتنے آدمیوں کی طبیعتوں میں
انتشار اور خوف پیدا کر دیا تھا۔

بادشاہ۔ (اپنے گارو کے کپتان سے) انہوں
یہ کیا ماجرا ہو کیا شور ہو رہا ہو۔

کپتان۔ تلوار سے سلامتی دیکر جھنڈے میں نے
ایک آدمی کو حالات سمجھ کر ریافت کرنے کے لئے
بھیجا ہے کہ اس نے مجھے امن خوفزدہ دیہاتوں
کا اعتبار نہیں ہو۔ میں سمجھتا ہوں تھوڑی دیر
میں ساری کیفیت معلوم ہو جائیگی۔

اس وقت لمبی سفید رنکریہ ٹھاک اڑتی ہوئی
نظر آئی اور معلوم ہوا کہ ہر کارہ آ رہا ہو۔ اس وقت
ہر شخص کی نظر اس ہر کارے کی طرف مبذول تھی۔
اور سب کے سب اس آئینہ میں تھے کہ وہ چلے
سے اس نفیثش کا نتیجہ بیان کرے۔

برکارہ مذکور آہستہ آہستہ اور بدقت تمام
آ رہا تھا اور چونکہ اس کا خود چٹھا ہوا تھا اور اس کے
خاک آلود جسم پر خون کے دھبے نظر آتے تھے اس
سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بڑی طرح زخمی ہوا
ہو مگر شہزادہ امانی کی پیروی اس قدر بڑھ چکی تھی
تھی کہ اس کو ہر کارہ کے زخم اور حالت کا مطلق
خیال نہ ہوا اور اس نے ضبط کو ہاتھ سے دیکر غصہ
سے کہا کہ ابد معاش۔ بولنا کیوں نہیں؟
لیکن غریب ہر کارہ شاہی گارو کے کپتان
سے صرف دو ایک باتیں کرنے پانا تھا کہ بیوقوف
ہو کر زمین پر گر پڑا۔

کپتان۔ حضور کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ وہ
سپاہیوں کا ایک دستہ پھاڑوں کو واپس جا رہا ہے
اور اس کے ہمراہ بہت سے قیدی ہیں جن میں جوان
ڈیوک امانی اور ڈیوک آف کیسلیر بھی ہیں۔
شہزادہ امانی غصہ اور رنج سے چیخ اٹھا
عدانصاف! انصاف!

بادشاہ نے ہمدردی سے اس کی طرف دیکھا
اور شہزادہ نے پھر کہا۔

امانی۔ حضور رفیقین کامل فرمائیں کہ یہ کیسی
ڈاکوؤں اور قاتلوں کا ساتھی ہو اور یہ سارے
کانٹے اسی دعا باز کے بوٹے ہوئے ہیں۔ اب تو
میرے حق میں انصاف فرمائیے۔

بادشاہ۔ شہزادہ صاحب آپ کی حقیقت میں بڑا
صدمہ پہنچا ہے لیکن آپ گھبرائیے نہیں۔

امانی را اپنے مفید بال نوح کر اور شدت
رنج سے ہاتھ پر ٹیک کر انصاف! انصاف!
ر زور سے آہ بھر کر) اے میرے بچے!

بادشاہ۔ شہزادہ امانی! بخیال اس کے کہ آپ
اس وقت مصیبت میں مبتلا ہیں ہم آپ کے اس
نامناسب اور نازیبا برتاؤ سے چشم پوشی کرتے
ہیں لیکن یہ یاد رکھئے یہ چشم پوشی صرف ایک دفعہ
کے لئے ہے جو کہیو اسے شہزادہ کیسے وہ اب کشتی
سوار ہو جانے میں تاہل نہ کرنا چاہئے آپ بھلو گون
کے ہمراہ باندھ تک چلیں گے۔

کیسیوا۔ حضور کے گارو کا کپتان فوجی سپاہیوں
کو لا رہا ہے اور جو میں حضور محل انصاف کشتی
پر مہیہ جا بیٹھے میں فوراً کیسلیر کی رہائی کے
لئے کل فوج لیکر کوچ کر دوں گا۔

بادشاہ۔ شریف کیسیوا۔ یہ سمجھنا کہ میں تمہاری
آپ کے بہادرانہ اور نمایاں خدمات کو بھول جاؤں گا

حضورت بادشاہ کی پارٹی نیلیس کو روانہ
ہوئی اور اسے کنارہ کی طرف متحرک دیکھا انھیں

چھوٹے جزیرہ نما کی آبادی میں خوف کے متواتر
آثار پائے اور حقیقت شاہی کشتی گولن کی

حد سے بچی ہوئی تیزی سے چلی جا رہی تھی لگ
کے شعلے آسمان تک بلند ہوتے نظر آئے جسے

ظاہر ہوا کہ ایوان کیسلیر بھونک دیا گیا۔
کشتی گھر اور قرب کے موضع بھی جل رہے

تھے لیکن امانی کا قلعہ جوائی مضبوطی اور پائیداری

میں کل جنوبی اٹلی میں لاثانی تھا محفوظ کھڑا تھا
بند و قون کی اطمینان اب بھی سنائی دیتی تھیں
اور معلوم ہوتا تھا کہ ڈاکوؤں کا مقصد پورا ہو گیا
اور وہ ہمارے دن کو لوٹے جا رہے ہیں۔
کیسلیہ کی بربادی کے بعد دو دن گزر گئے
اور چھوٹے جزیرہ نما میں سابق کے بہت
کچھ اسمن و اطمینان پیدا ہو گیا۔

اسی دن کی صبح کا ذکر ہو کر ٹش ڈانیلاٹ
سورٹو کی سفری گاڑی نیپس میں داخل ہوئی
اور دیوان شاہی کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔
کوٹش ڈانیلاٹ گاڑی سے اتر کر دیوان کے
دروازہ کی طرف چلی لیکن اس کے دل میں تھوڑا
ساحف غالب تھا اور جب اس نے ایک ڈاکو کو
ایک لمحہ کے لئے جھانکتے اور اس کے بعد سایہ کی طرح
بھیڑ میں سے بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس کے
خوف کو اور ترقی ہوئی۔

جو شخص اس کو بادشاہ کے حضور میں پہنچانے
کے لئے انتظار کر رہا تھا شاہی گارڈ کا کپتان تھا۔
ڈانیلاٹ اس شخص کے ہمراہ ہوئی اور گونجے ہوئے
بالا خانوں اور عظیم الشان زینوں سے بادشاہ
کے کمرے میں داخل ہوئی۔ بادشاہ نے نہایت
مہربانی اور خلوص عقیدت سے اس کا استقبال
کیا لیکن چونکہ اس کے ساتھ کٹھن بھی ہوئی تھی اس لئے
ڈانیلاٹ کی پیشانی میں شکن پڑ گئی اور اس کے دل
میں یہ کیفیت دیکھ کر اور زیادہ خوف طاری

ہو گیا کہ بہت سی لیڈیوں اور غلامیوں کے
درمیان بیٹرائس بھی بیٹھی ہوئی تھی۔
بادشاہ - والہ! کوٹش نے بھی کیا حسن پایا
میرا خیال ہے کہ ہم سب کو سیر و سفر کا عادی ہونا چاہیے
میں دیکھتا ہوں کہ آفتاب کی تمازت سے تمہارے
لاٹانی حسن کو اور ترقی ہوئی ہے۔

ملکہ نے اپنے ہونٹ کاٹ پٹے اور ہٹ کر
انگ کھڑی ہو گئی۔

بادشاہ - (ڈانیلاٹ سے) حسین کوٹش ہم ایک
گھنٹے کے اندر کونسل چیمبر میں ایک دربار منعقد
کرنے والے ہیں اگر تمہارا دل چاہے تو ہم بھی شریک
طبع ہو سکتی ہو۔ یہ کوئی خود کرنا ہے کہ اس زبردست
ڈاکو بلڈیوالو کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔
ڈانیلاٹ نے لاپرواہی سے اپنا سر ہلایا۔ اور
بادشاہ نے اس حرکت سے جو بالکل نامناسب
اور نا زیبا تھی پھر کہا۔

بادشاہ - سو اعززا اور مقتدر لوگوں کے
اور کوئی اس جلسہ میں موجود نہ ہوئے۔

لیکن اس میں شک نہ تھا کہ جب ڈانیلاٹ نے
بیٹرائس کی طرف دیکھا تو اس کی ناک چڑھ گئی۔
ملکہ - لیڈی بیٹرائس بطور میری خاص مہمت
کے ہمارے ہمراہ چلیں۔

ملکہ نیپس بیٹرائس کے قریب کھڑی تھی اس نے
اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کو اپنے او
قریب بٹھایا۔ اس کا ردائی سے دیبا ریون میں

ایک ہل چل پیدا ہو گئی۔ بادشاہ نے اپنے ہونٹ کاٹ لئے اور ڈانیا لکی رنگت فنی ہو گئی۔

اکیسواں باب

محمود می ویر لہ جب شاہ کار لو اور اسکے چیدہ چیدہ رفقا و مصاحبین اور وباری کونسل جمیر میں جمع ہوئے تو سب سے زیادہ شہزادہ امانی کے جذبات تبدیل پذیر تھے۔

اسکا بیٹا پاشون میں قید تھا اور اس کی زندگی اور آنادی ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی جنکو تینہ کرنے کے لئے اسکو شاہی اجازت حاصل تھی۔ شاہ نیپلس صطح ایوان سوزنیو میں اپنے دو خاص وکیلوں کے درمیان بیٹھا تھا اسی طرح یہاں بھی انھیں دو نوں وکیلوں کے درمیان جلوہ افروز تھا امدان میں سے ایک کا اشارہ پادشاہی گارو کے پاس ہونے ڈاکوؤں کے ایک قاصد کو کرے کے اندر آنے دیا۔

یہ شخص بیٹھ بیٹھ تھا۔

اس پیرے کی گستاخی سخت چیر تاک تھی۔ وہ بڑا اطمینان سے گارو کے درمیان سے کرے میں داخل ہوا اور ازراہ تعظیم فقط اپنی ٹوپی اتار لی۔

اس کے لئے ایک خاص جگہ محفوظ کر دی گئی تھی لیکن اسے ایک زیادہ ممتاز جگہ پسلی اور تمام شاہیوں اور وکیلوں کے درمیان اس طور پر کھڑا ہوا کہ وکیل اس کے دائیں جانب تھا

بائیں جانب اور دشمن دساٹھے تھا۔ خاص وکیل نے قاصد سے پوچھا۔

دو کیا تم پہچانتے ہو کہ جو شخص تمھارے سامنے کھڑا ہو کونٹ و سنز ہو؟

بیٹھ بیٹھ وکیل کی طرف رکھائی سے بولا امین اس دربار میں دشمنوں کے سوا صرف اس شخص کی خاطر کو پہچانتا ہوں جو حضور ملک کے چھپنے کی کوشش کر رہی ہو۔ یہ بیان لگا ہوا۔ جو ایک مرتبہ پری معشوقہ تھی اور اب امانی کی معشوقہ بن چکی تھی۔ شہزادہ امانی کا مقرر کیا ہوا قاتل ہوا۔

اس بے پروایا نے اور نامناسب تقریر کرنے ایک جھلسلی پیدا کر دی اور بیان ملک کا ایک طاقتور اشارہ پاکر کرے سے چلی گئی۔ بیٹھ بیٹھ مسکرایا کس لئے کہ اسکا مطلب برآیا۔

وکیل (بادشاہ سے) بجا لائے کہ ایک ضروری معاملہ درپیش ہو رہا ہے امید کرتا ہوں کہ حضور اس شخص کی گستاخی سے کچھ دیر کے لئے چشم پوشی فرمائیں گے۔

بادشاہ (جو تک کہ ہمیں تو یہ گستاخی پسند ہے۔ شہزادہ امانی حضور یہ شخص شکنجے میں کھینچے جانے کے قابل ہے۔

بادشاہ (ایک مصنوعی سنجیدگی سے) ہاں۔ تو آپ کے بیٹے کو کیا ہوا؟

معصیت زدہ باپ آہ بھر کر بھج گیا۔ وکیل (قاصد سے) بلدیو اکیسواں توڑین پیش کرتا ہوا؟

وکیل و تو یہ طے ہو گیا کہ آج کے چھپے دن
ورہ نوڈینا میں ملاقات ہوگی۔
بینڈیٹو۔ ہاں طے ہو گیا۔ آج کے چھپے دن
ورہ نوڈینا میں ملاقات ہوگی۔
اس تصفیہ کے بعد کانفرنس ختم ہو گئی۔

ورہ نوڈینا راستہ مامی کارونیا اور سمن
کے وسط میں کوہ ایسی نامی کے ایک ڈھلوان مقام
کی چوٹی پر واقع تھا۔ اس کے پشت اور شمال اور
جنوبین پہاڑ تھے لیکن خود چوٹی مغربی جانب
تھی اور یہاں سے ہر پیرمیان نظر آتے تھے۔
نیلا سمندر بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ دہشتی
جانب میلس کے مکانات اور منارے تھے اور
میدان میں لہلہاتے ہوئے کھیت اور خوبوت
موقع تھے۔ لیکن اس منظر کی سب سے زیادہ
مستاز عمارت امانی کا قدیم محل تھا۔

غرض یہ کہ جو مقام بلڈیالو اور شاہ میلس
کی ملاقات کے لئے ٹھہرا تھا وہ بلڈیالو کے
بڑے بڑا خطرناک تھا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
بلڈیالو کو بادشاہ کی بات پر بے اندازہ اختیار
تھا ورنہ وہ خود دش جگہ کو ملاقات کے لئے منظور
نہ کرتا کس لئے کہ اس مقام پر دغا بازی کی حالت
میں شاہی افواج کے حملہ کا ڈر تھا۔ لیکن یہ
گرگ باران دیدہ ایسا کچا تھا کہ پختیر سے کوئی
مناسب تدبیر اختیار نہ کرتا تو وجہ کیا کہ میلس
کے بادشاہ کو ہستان کے میروں سے ہمیشہ سے

بغیر بیٹو۔ ہمارے کپتان کی حراست میں اور
قیدیوں کے علاوہ ڈیوک آف امانی اور ڈیوک
آف کیسل میں۔ وہ ڈیوک آف کیسل کو وہ ہزار
وہ یہی لیکر چھوڑ گیا اور ڈیوک آف امانی کو کوٹ
و سنرو کے بدلے میں۔

تھوڑی دیر تک آپس میں کاناپوسی رہی
اس کے بعد وکیل اٹھا اور ہنگام ہوا۔
وہ حضور معلیٰ علیہ السلام کے کپتان صاحب
سے گفتگو کرنے کا ارادہ ظاہر فرماتے ہیں اور
دن کے اندر ورہ نوڈینا میں ملاقات کریں گے۔
بینڈیٹو۔ وہ نوڈینا فیملی کے بہت قریب ہے۔
وکیل۔ یہ تو سچ ہے لیکن تم اپنے کپتان کو یاد دلاؤ
صاحب کی بات کا یقین دلا سکتے ہو۔ حضور
معلیٰ القاب کے ہمراہ ایک سو جنگی سپاہی ہو گئے
اور اگر بلڈیالو کو پسند کرے تو وہ بھی اپنے ہمراہ
اسی قدر آدمی لاسکتا ہے۔

بینڈیٹو۔ نہیں۔ بلڈیالو کو صرف پچاس آدمی
کی ضرورت ہوگی۔ ہمارا ایک ڈاکو آپ کے
دو سپاہیوں کے برابر ہے۔

وکیل۔ ہم کو ان گستاخانہ ریلوں سے تو
معاذ رکھو اور یہ بتاؤ کہ جو شرائط شاہ میلس
نے ازراہ ترحم قبول فرمائے ہیں تمہارے
افسر کی رائے کے مطابق ہو گئے یا نہیں۔

بینڈیٹو۔ جو شرائط کہ جیڈیالو نے ازراہ ہر بات
تجزیر فرمائے ہیں انکی پابندی ہوگی۔

ایسا بڑا ڈاکرتے آتے ہیں اور اس مرتبہ بھی شاہ کار لو اول شہزادہ کیسپو کی رائے کے خلاف شہزادہ امانفی کی صلاح پر چلکر اس عام بڑاؤ سے مستثنیٰ ثابت نہیں ہوا جیسا کہ بعد کے بیان سے ظاہر ہو گا۔

جس دن بینڈ ٹوکی بادشاہ سے ملاقات ہوئی اس کے چھ دن کی صبح کا ذکر ہے کہ بلڈیو اول اپنے ایک سو ہزار میں کیسا تھا اس وسیع میدان میں خیمہ زن تھا جو ڈھالو مقام کی چوٹی کے کھادی واقع تھا۔ ڈاکوؤں کیساتھ مانگی کار دیو کی عورتیں بھی تھیں اور ان عورتوں کے درمیان ڈیک آن امانفی اور کیسیلر نہایت حفاظت سے قید تھے سطح پڑاؤ کے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر لکڑیوں کا ایک انبار چنا ہوا تھا اور یہ مقام اس قدر اونچا تھا کہ یہاں پہاڑی برسے کبھی گزر نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن کیسپو اپنے ڈاکوؤں کے کپتان کی ہوی سوخت میں آسانی سے پہنچ جاتی تھی۔ تجویز قرار پائی تھی کہ اگر شاہی جماعت کی طرف سے غلبہ کی کا کوئی ظہور ہو تو اس لکڑی کے انبار میں آگ لگا دیک جائے تاکہ فوجیوں کو اطلاع ہو جائے۔ فوجیوں کو اس سچے میں تعینات تھا جو ایوان امانفی سے چون کوس پر واقع تھا۔ اور اسکو فائش کردی گئی تھی کہ آگ کے مشتعل ہوتے ہی دیوان امانفی پر پوری فوج سے دھاوا بول دے یہ وہ سادہ تیاریاں تھیں جو بلڈیو اول نے بادشاہ

سے ملاقات کرنے کے لئے کی تھیں اور وہ چھ دن عملی الصباح بیڈ ٹوکی اپنے ہمراہ لئے اٹھانے مقام کی چوٹی سے اس شاہراہ کو دیکھ رہا تھا جو ایک شفاؤ جیسے کی طرح میدان کو گئی تھی۔ ڈاکو اپنے ہاتھوں میں اپنے ہتھیار لئے عجیب و غریب لا پرواہی سے ٹھہر گئے کہ وہ بھی اور کیسپو اور اس کی ساتھی ڈاکو عورتیں صبح کا کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔

بلڈیو اول۔ کپتان صاحب مجھے باغ کے سرے پر آیا ہوں۔ خود چکنا چکا نظر آتا ہے۔

بلڈیو اول۔ ہاں وہ آتے ہیں۔ اس موقع پر سو سو اور خود پینے اور پینے لئے بہت تیزی سے باغ سے آتے نظر آئے۔ بلڈیو اول۔ کپتان صاحب معاف فرمایا۔ آپ نے درہ نوڈینا کے مشرقی سرے کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ فرمایا۔

بلڈیو اول۔ مجھے بادشاہ کی بات کا اعتبار ہی اور اس وجہ سے درہ کی کوئی حفاظت نہیں کی گئی لیکن اگر وہ بازی کا بڑا ڈاکو کیا تو آگ مشتعل کر دی جائیگی اور ایوان امانفی اڑا دیا جائیگا۔

ایک گھنٹہ بعد شاہی فوج ڈاکوؤں کی فوج کے مقابل میں آگئی۔ پہاڑوں پر چڑھنے کے قبل سلج سو اور کھوڑوں سے آگے بڑھے بادشاہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا لیکن شہزادہ کیسپو اور امانفی جو اسکی جماعت کے ساتھ تھے

سے کہ مبادا پھر پکڑ لیا جاؤں جلدی سے بھاگ
آپا اور اپنے دوستوں میں چھپ رہا۔

بادشاہ - بلڈیو الو - ڈیوک آف امانی اور
کیسلیئر کی رہائی کے عوض میں کیا چاہتا ہے۔

بلڈیو الو - عالیجاہ - میں ان دونوں کی رہائی
کے عوض میں کوٹ و سنز کی رہائی کا طالب ہوں
اور چاہتا ہوں کہ یہ کیسے امانی اس کو آئندہ
نہ سنانے پائیں۔

بادشاہ - ڈاکو - تیرا سوال بہت بھاری ہے
تیری درخواست پر سطلی غور میں کیا جا سکتا۔
یہ کہہ کے بادشاہ نے گارو کے کپتان کو
اشارہ کیا۔

گارو کا کپتان - سپاہیو - بچکر نہ جانے پائے
پکڑ لینا دعا باز کو۔

بلڈیو الو دانی گپتی نکال کر یہ دعا بازی
آٹا فانا میں ایک سخت کھل ملی جھگڑتی معزز

میدیاں ایک محفوظ مقام پر چلی گئیں اور سپاہیوں
اور ڈاکوؤں میں دست بستہ جنگ شروع ہو گئی

حالانکہ بلڈیو الو شاہ فیلس کو مارنے کا قصد
کرنا تھا لیکن اسکی گولی جو ان کیسلیئر کے سینہ میں

لگی اور وہ اسی جگہ ڈھیر ہو گیا۔
اس نے کیسلیئر کے گرتے ہی اپنی بیوی بیویا

کو پکارا اور لکڑیوں کو آگ دکھانے کی فہمائش کی
ایک لمحہ نہ گزرا ہوگا کہ وہ گھر گیا اور بیویا نے
ایک پہاڑی بکرے کی طرح پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر

سطلی چٹان پر پہنچ کر گھوڑوں سے اتر بیٹھے
دشمن جو ان کوٹ کا رافا کے ہمراہ تھا اور ایک
گھاردا اسکی حفاظت کے لئے تعینات تھا۔ ملک
اور دربار کی اور لیڈیاں بھی تھیں اور ڈیو
کونش آف سورنٹو بھی بہت سے خطاب یافتہ
لیڈیوں کے درمیان تھی۔ اب وہ بظاہر بڑی
مشرقی اور نیکی مزاج بنی ہوئی تھی اور ملک کو
خوش کرنے کی ہر طرح کی کوشش کرتی تھی یہاں
تک کہ بیٹرائس کو بھی غرضقت سے دیکھتی تھی
جو ملک فیلس کے ہمراہ تھی۔

بلڈیو الو دونوں جماعتوں کے درمیان سے
کھلے ہوئے میدان کی طرف بڑھا اور اسکے مردانہ
حسن سے سب لوگوں پر عجب چھا گیا۔

بلڈیو الو بادشاہ کے روبرو نہایت ادب سے
سر جھکا کر حضور عالی - ڈیوک آف امانی اور

ڈیوک آف کیسلیئر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
بلڈیو الو نے ڈاکوؤں کے گارو کو ڈیوک آف

امانی کی رہائی کا اشارہ کیا اور وہ اپنی قید سے
ایکایک آزاد ہو کر بادشاہ کی خدمت میں آداب

بجایا اور اپنے باپ سے ملا۔
بلڈیو الو - عالی جاہ - میں ڈیوک آف کیسلیئر کو

بھی رہا کرتا ہوں۔
ڈاکوؤں کے کپتان کی سب سے بڑی بیانیہ

شخص کو تنجب ہوا لیکن ڈیوک کیسلیئر کا تعجب ان سے
بڑھا ہوا تھا کیلئے کہ وہ جو میں رہا گیا اس طرح

لکڑیوں کو آگ لگا دی اور تھوڑی دیر بعد ہاتھ
میں ایک پستول لئے اور ڈاکوؤں کو ہمت دلائی
پھر اپنے شوہر کے پاس واپس آئی۔

شاہی سپاہیوں کے چھکے چھٹ گئے اور وہ
سلیس ہونے والے تھے کہ ڈھال کے مشرقی
جانب سے گولیوں کی بوجھل شروع ہو گئی۔
حقیقت یہ تھی کہ پوری دغا بازی کا بڑا ڈکائی تھا۔
اور مالعی کے برفنا زون کی دو کمپنیاں ڈاکوؤں
کی صف پر ٹوٹ پڑیں۔

بینڈیٹو تمام ہنگامہ بھر مری جرات سے اتر اٹھا
اور اس مشکل اور نازک موقع پر بھی اس نے یہ دیکھ کر
خوشی کا نعرو بلند کیا کہ مار زیاں تازہ مخالفین میں
پھنس گیا اور ایسا گھر کہ بچکر بھاگ سکا۔

بینڈیٹو اور اس کے سپاہی بڑی دیر تک ڈھالوں
مقام کے سرے پر لڑتے بھڑتے رہے۔ اس کے
بعد ایک دشمن ہتھیار چا کر اور ایک دوسرے کے ہاتھ
میں ہاتھ ڈالے ہوئے حقیقت کھائی میں کود پڑے۔

بلڈیالو ایک ایسا نہ جرات سے تقدیر کی
مخالفت کرتا رہا لیکن اس کی کینٹی میں ایک ایسی
گولی لگی کہ وہ ٹیلے کے سرے پر ہوش ہو کر گر پڑا
اور اس کی سیوی لیویا ایک غار شانہ رنج سے
جھک کر اس کی سپرد ہو گئی۔

جنگ ختم ہو گئی۔ ڈاکو یا تو منتشر ہو گئے یا
ماتے گئے اور شاہی جماعت نے قریب المرگ
کپتان کو گھیر لیا۔

بلڈیالو نے اپنا سر ملایا اور دشمنوں کو آگے
آنے کا اشارہ کیا۔ دشمنوں نے آگے آ کر ڈھالوں
پر چھائی پر ایٹا بیلا کی وحشیانہ صورت دکھائی دی۔

ایٹا بیلا سر قریب المرگ سروار کی طرف نما ہمار
اور نادان ڈیوک آف مالعی تیرسی بیٹیاں اور کوٹ
دشمنوں نے زور مالعی کا جائز وار تھا جو جب یہ دیکھ

بالکل شیر خاز بچے تھے تو انہوں نے ایک دوسرے
کو بدل لیا تھا اور اس کے قہر برسی ثبوت
تیسلس کے شاہی ایوان میں رکھے ہوئے ہیں۔

اس نے ایک مرتبہ پھر اپنا کھلا ڈاکو اور غائب ہو گئی۔
اس اعلان کا عجیب اثر ہوا اور دشمنوں

ڈیوک مالعی نے ہتھیار ڈال دیے اور بلڈیالو کے
دل کا جو حال تھا حیطہ بیان میں نہیں آ سکتا
اندازہ البتہ کیا جاسکتا ہے۔

جو صدمات قریب المرگ ڈاکو کی ناکال اور
پیشانی پر زباں تھے وہ ایسے زبردست اور
خوفناک تھے کہ اس مصیبت زدہ حالت میں

بھی اس کی صورت سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ وہ
دشمنوں سے اس بچے کو پال رہا تھا جس کو اس نے
مار ڈالنے کی قسم کھائی تھی۔ برسوں سے وہ
اس بچے کی جان کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔

جس سے اس کو محبت اور الفت تھی
اس برعکس حرکت کا نہایت جلک
اثر ہوا لیکن لیویا اس پر
جھکی ہوئی اس کو دم دلاسا

دیتی رہی۔

لیڈیان چٹانی جائے پناہوں سے چلی آئیں
تھیں اور شاہی جماعت کے درمیان اگر کھڑی
ہو گئی تھیں لیکن بیڑا اس جنگ کو مشاہدہ
کر کے ایسی بیہوش اور بیارہو گئی کہ ملکہ کے
قریب لو کھڑا کر گری۔

کونٹس ڈانٹا شفقت آمیز طریقے سے
آگے بڑھی اور سینے سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر
جس سے وہ اپنا آخری مقصد پورا کرنا چاہتی
تھی بیڑا اس کو دینے لگی۔

ڈانٹا لیا۔ اسے پی لو۔ اس سے طاقت پہنچ گئی
کمزور راجہ کی نے نہایت شکرگزاری سے یہی
آگاہیں اوپر اٹھا لیں اور شیشی لے لی مگر
دوسرے یہ حرکت دیکھ کر اوس ایک اتفاقیہ جوش
سے محرم ہو کر جھپٹ کر بیڑا اس کے قریب آیا
اور اس کے ہاتھ سے شیشی چھین کر پھینک دی۔

وسنرو۔ اسکو نہ پی یہ زہر ہو۔
ڈانٹا میرا اس کا ردائی کا برقی اثر ہوا۔
وہ لو کھڑا کر کچھے بیٹھی اور دیکھا کہ جس شخص کو
میں اس سرگرمی سے چاہتی تھی اسکی آنکھوں
میں سوا فصد اور نفرت کے اور کچھ نہیں ہو۔

ڈانٹا لیا۔ خدا حافظ۔ وسنرو۔ خدا حافظ۔
یہ صرف تیرمی محبت کا واسطہ تھا۔

اس نے یہ کہہ کے جلدی سے اپنا خنجر
نکالا اور سینے میں مار کر رکھی۔

لیکن خوفزدہ تماشائی یہ جلدی سے
دم بخود ہو گئے کہ بلڈیوالو کا حقیقی شہنشاہ
شہنشاہ تھا شہنشاہ امانی کی طرف طراد و کھلام ہوا۔
ڈیوک امانی۔ تو نے میرے باپ کو اسقدر
ستایا اسقدر ستایا کہ آخر اسکی جان گئی۔
بد معاش۔ یہ اسکا عوض ہو۔

اسنے یہ کہہ کے شہنشاہ امانی کے سر میں آگوتھی
بھونکری اور وہ موت کی چیخ مار کر فرار ہو گیا۔
وسنرو۔ کونٹ کا رافا کی بیٹی سے تلوار نکال کر
ادیشطان تو نے قہر جرم کئے ان سب کا یہ عوض ہو۔
قبل اسکے کہ جنگی سپاہی بیچ بچا و گریں کونٹ
وسنرو نے اپنی تلوار اس کے سینے میں بھونکری
ڈیوک امانی گر پڑا اور بڑی مشکل سے کھسک کھسک
ڈاکوؤں کے قریب المگ کپتان بلڈیوالو کے
پاس آیا اور وسنرو سے یہ کہہ کے کہ تو نے اپنا
بدل لے لیا " بلڈیوالو کے گھٹنوں پر اپنا سر
رکھ کے جان دی۔

بلڈیوالو ایک بھی آواز میں اور ڈھلوانہام
کے سرے کی طرف اپنے ہاتھ کا شاہہ کر کے اور
مجھو بھی اپنا عوض مل گیا۔ ڈاکو کا عہد پورا ہو گیا
اس کا سر جھک کر اس کے سینے پر آ رہا اور یہ دیا
کی ایک وحشیانہ چیخ نے ظاہر کیا کہ وہ مر گیا۔
لیکن جب انھوں نے میدان کی طرف نعرہ زنی
تو ان عالی شان عمارتوں اور سفید ماروں سے
دھوئیں اور آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے دکھائی

دینے جو تمام قصبہ میں سب سے مر بلند تھے
یہ اس آگ کا جواب تھا جو لیویا نے پہاڑ
کی چوٹی پر روشن کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ فارچو نیٹو
نے تین سو ڈاکوؤں سے حملہ کیا تھا اور قدیم
دیوانہ امانی کو جلا دیا تھا۔

ایک وقت مناسکے اندر کونٹس میڈر ایس
شہزادہ و سنز و آن امانی کی بیوی ہوئی اور
اُس کے اس بلند مرتبہ پر پہنچنے سے وہ کل جھک گئے
بکھیرے ختم ہو گئے جو اُس کے خاندان اور شہزادہ
کیپو اگے درمیان صدیوں سے چلے آتے تھے۔

اس آخری عجیب و غریب اعلان کے بعد
ایڈامیلا پھر کبھی نظر نہ آئی اور گمان غالب ہو
کہ وہ سو وین غار کے کسی کونے میں مر کر رہ گئی۔
حالانکہ کوہ ایسی ناگہن میں ڈاکوؤں کی
قوت کا مل طور پر نہ کوئی لیکن وہ اسٹھکامی اور
یک جہتی پھر کبھی نہ پیدا ہوئی جس نے خوفناک
باڈیوالو کے زمانہ میں ان کو اسٹھکامی قوی اور
زبردست بنا دیا تھا۔

وسنز و نے باڈیوالو کو اسی جگہ دفن کرا دیا
جہاں وہ مرا تھا اور اسکی قبر پر سنگ مرمر کا ایک
کتبہ لگوا دیا۔ جواب تک اسکی یادگار رہی۔

تمام شد

تہمت	نام کتاب	تہمت	نام کتاب
	لکھنوی اس کتاب میں مضامین نصیحت کو فسانہ کے پرچار میں لاتی	۸	مارا آستین - مولفہ بابو جلال پرشاد صاحب -
	مصنف نے غلام پرستہ پایا اور	۱۰	پر تائب - مولفہ بابو جلال پرشاد -
	ریسیان خامکار اور ان کے	۸	دو جہنی - ترجمہ بابو جلال پرشاد -
	رفقائے ہند اور مکار کا نمونہ		خدا کی فوجدار - ترجمہ کتاب
	ناظرین کے پیشکش کیا ہے ایک		ڈاکٹر کو نکسات ڈی لاماں جلد
	رہیں گی بیوقوفیان اور مصائب		اول و دوم - یکجائی مترجمہ پنڈت
	کی ابد پرستہ بیان نہایت خوب	۷	رتن ناتھ صاحب -
۱۱	لکھی ہیں -		ناول زیب النساء - مصنفہ
۸	جذبہ عشق -	۱۰	بابو راجی داس صاحب بھارگو
	جام سرشارہ بالقصور جس کا	۵	شاعرانہ ترجمہ پنڈت دھرم رائے
	پہلے نام فسانہ جلد یہ تھا مصنف		فسانہ آواز کاہل ہر چار جلد
	پنڈت رتن صاحب درد لکھنوی		مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب
۷	مشہور ناول ہے -		در لکھنوی - یہ تمام ہندوستانی
	فرب حسن - ترجمہ ناول نوٹ		ناٹکوں میں ایک دلچسپ اور
	از آرتھ صاحب مترجمہ جناب	۷	پیشوا فسانہ ہے -
	خواجہ اکبر حسین صاحب ساکن		اور متفرق جلدیں بھی بنا فرخت
۷	ریاست بینگن پلی -		نویل میں دیج ہیں -
۷	ارنٹ مالٹرویرس -	۷	۱۔ جلد اول -
۱۲	ویلس کی شہزادی -	۷	۲۔ جلد دوم -
۷	غریب الوطن -	۷	۳۔ جلد سوم -
	اسرار آسیہ - مصنفہ مولوی	۷	۴۔ جلد چہارم -
۷	محمد حسن نگراچی -		سیر کوہسار - کامل در دو جلد
	ناول روزا الیمبرٹ - مترجمہ		از پنڈت رتن ناتھ صاحب درد

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۲ روپے	گنگ لیٹر مترز لالہ سیتا رام صاحب لی۔ اسے جلد۔ دلیس کی ایک شہزادی۔ ناول میں بڑا دلچسپ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے تصنیف کے وقت ہندوستانی مذاق کا خیال رکھا تھا۔ ۱۲ روپے	۱۲ روپے	منشی امر اور مرزا صاحب حیرت دہلوی حصہ اول۔ ایضاً حصہ دوم۔ خون ناحق۔ مترجمہ منشی خامیل الرحمان صاحب۔ اس میں علاوہ دیگر مفید مطالب ہونے کے سرائے رسانی پولیس قابل ملاحظہ ہے۔ ۱۲ روپے
۱۲ روپے	گو کتاب بروغز اسچو باور غبر کس سے منشی عدیم انظر خوش تقریر جناب منشی رام نرائن صاحب نے ترجمہ فرمایا۔ عجب دلچسپ قصہ و عبارت ہو اگر اس کے عنوان کو بھی کوئی صاحب ملاحظہ فرما لیں پھر کیا ممکن کہ بغیر تمامی کتاب دل کو چین نہ رہے۔ ۱۲ روپے	۱۲ روپے	دستبرد بھارگو اسکی ہر دہلوی دیکھنے پر منحصر ہے۔ شہید جفا۔ ناول سیتا۔ در دو جلد۔ فسانہ لارنس زور و تھ۔ کامل۔ الف لیلہ اردو متر۔ بطرز ناول مصنفہ نیدرلینڈ صاحب اس میں قصص قانون کی ترتیب سے نمبر وار دیچ ہیں جلد اول۔ ایضاً۔ جلد دوم۔ راز عشق۔ ۱۲ روپے
۱۲ روپے	کتاب امید و سخن آف دی حاجی بابا آف اصفہان مصنفہ کیتان موریر صاحب مشہور سیاح مالک ایران مترجمہ منشی امر اور مرزا حیرت دہلوی۔ ۱۲ روپے	۱۲ روپے	گناہ بے لذت۔ مترجمہ منشی خامیل الرحمن صاحب۔ ۱۲ روپے
۱۲ روپے	ناول رقیب یا نگہبازی ناول کا ترجمہ جنگ مہمت زورہ۔ مصنفہ سید ولایت حسین صاحب۔ ۱۲ روپے	۱۲ روپے	آر دو شکسپیر یعنی اردو ترجمہ ۱۲ روپے